بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان
ماہنامہ
میمن سماج
اردو۔گجراتی
جون 2021ء ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

મેમણ
સમાજ
ગુજરાતી - ઉર્દૂ માસિક
MEMON SAMAJ
Urdu Gujrati Monthly
June 2021, Ziquad 1442 Hijri

بانٹوا میمن جماعت کی 71 سالہ سماجی اور فلاحی خدمات کا روشن اور تابندہ سفر

موجودہ قیادت میں بانٹوا میمن برادری ترقی اور خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن

سالگرہ ایڈیشن

2 جون 2021 کو بانٹوا میمن جماعت کا 71 واں یوم تاسیس مبارک ہو

بانٹوا میمن جماعت اور بانٹوا سے تعلق رکھنے والے سماجی اور فلاحی ادارے
بانٹوا میمن برادری اور عوام الناس کی گراں قدر مخلصانہ خدمات کے لئے ہمہ وقت کوشاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يد الله على الجماعة

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔

پارہ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۴

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

جون 2021ء

ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ

شمارہ: 06

جلد: 66

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

32768214
32728397

Website : www.bmjr.net

E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیر نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد ورلڈ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

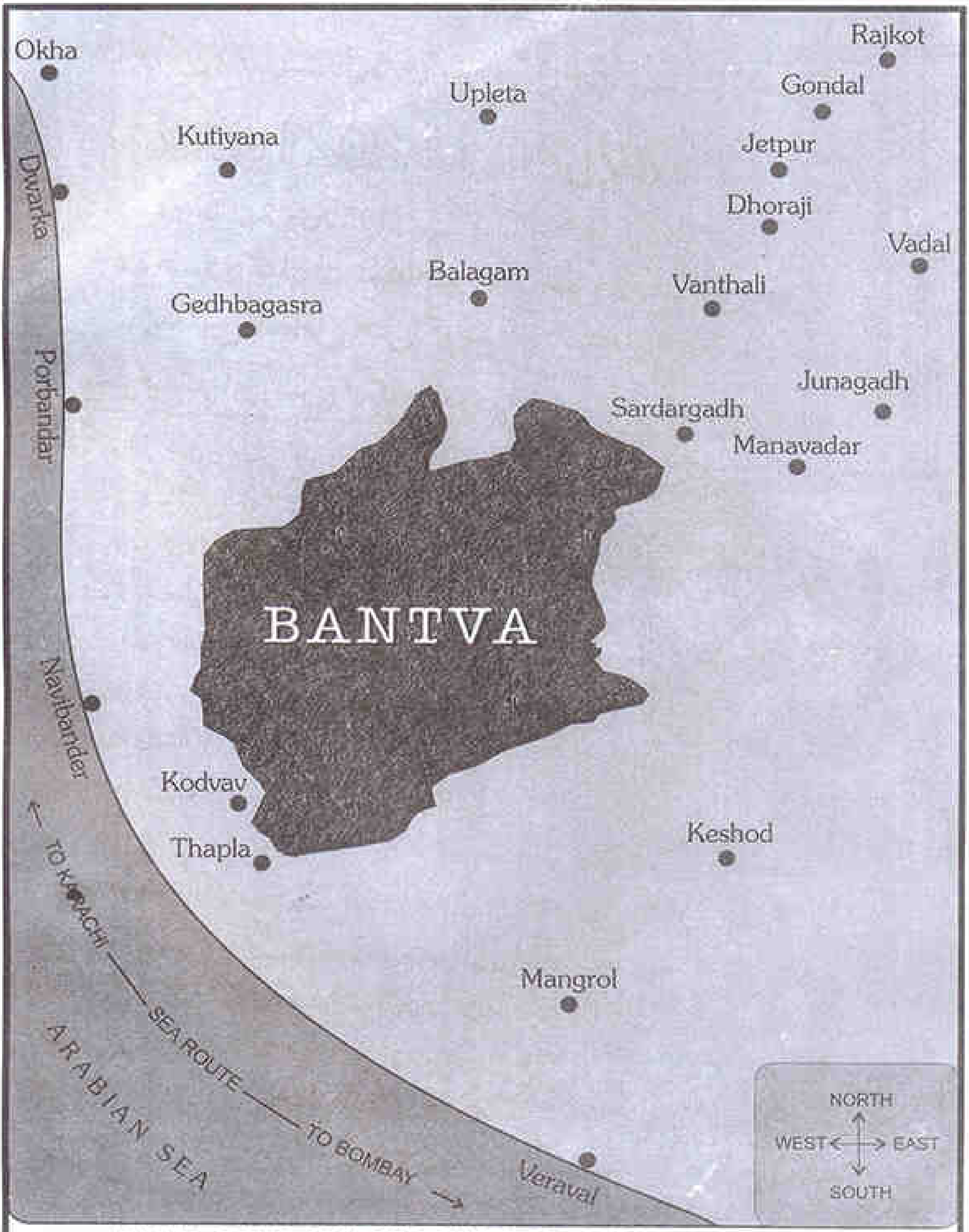

MAP OF BANTVA AND ADJACENT AREAS

اداریہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بانٹوا میمن جماعت کا ترقی و خوشحالی اور سماجی فلاح و بہبود کا 71 سالہ طویل روشن اور درخشاں سفر

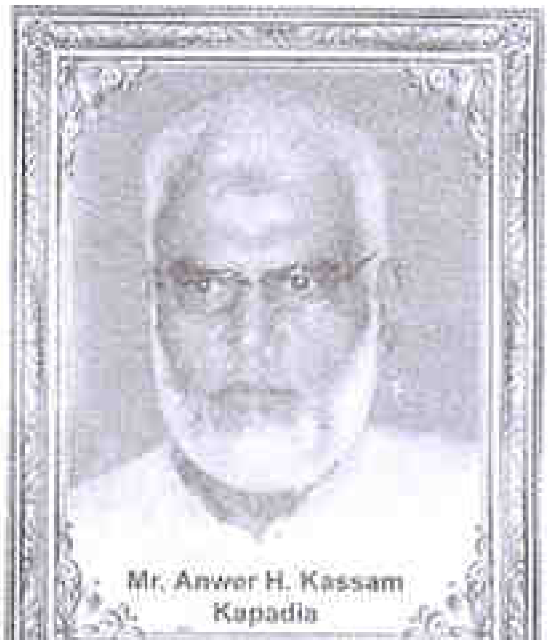

Mr. Anwer H. Kassam Kapadia

بانٹوا میمن برادری کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا بانٹوا میمن جماعت کا سماجی اور فلاحی خدمات کا دائرہ بہت وسیع اور طویل عرصے یعنی 2 جون 1950ء سے 71 سالوں پر محیط ہے۔ بانٹوا کسی زمانے میں انڈیا کے صوبے گجرات کاٹھیاواڑ کا ایک چھوٹا سا، پیارا سا، خوبصورت اور پر امن تجارتی شہر تھا۔ جہاں کی فضاؤں میں پیار، محبت اور امن کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ بظاہر یہ سادہ لیکن کاٹھیاواڑ کی دلہن نگر شہر تھا مگر اس کے لوگ بڑے خلوص اور رواداری کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے اور یہاں ہر وقت امن خوش حالی کا بول بالا تھا۔ اس شہر یعنی بانٹوا کو بھارت کی دلہن نگری کہا جاتا تھا جسے قیام پاکستان کے بعد وقت کی ستم ظریفی کھا گئی۔ نہ جانے اس شہر کو کس کی نظر لگ گئی کہ یہ ایسا اجڑا ایسا برباد ہوا کہ پھر نہ بس سکا۔

اسی شہر کے رہنے والے میمن ''بانٹوا میمن'' کہلائے اور یہ برادری بانٹوا میمن برادری کے نام سے مشہور ہوئی۔ آج اس برادری سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگ پاکستان میں آباد ہیں۔ یہ برادری چونکہ ایک زرخیز برادری ہے جس میں پر خلوص سرگرم محنتی، جفاکش اور دولت مند لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے اس لیے یہ برادری مسلسل ترقی کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کرتی رہے گی۔ اپنی بانٹوا میمن برادری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان کی تمام میمن جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت ہے۔

جماعت کی کامیابی کے پیچھے یقینی طور پر کچھ ایسے مخیر حضرات، سماجی رہنما اور سماجی کارکنان کی کاوشیں کارفرما ہوتی ہیں جو نہ صرف اس کو مستحکم کرتی ہیں بلکہ اس کے سفر کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسا ہی بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے ساتھ بھی ہے۔ اس جماعت نے اپنے قیام کے وقت سے ہی بڑے انقلابی اقدامات کیے اور بڑے زبردست قواعد و ضوابط وضع کیے۔

بانٹوا میمن برادری مسلسل ترقی کررہی ہے اوراس کے افراد کی خوشحالی کا سفر برابر جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جاری رہے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس برادری کو ہمیشہ ہی مخلص قیادت ملی جس نے اپنی ذات کو فراموش کرکے اوراس کے عہدیداران نے اپنے آپ کو بھلا کر اپنی برادری کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کام کیے۔یہی وجہ ہے کہ جماعت مسلسل روشن و تابندہ منزلوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔بانٹوا میمن برادری کی ساکھ کو برادری کے ہر فرد نے آج تک قائم رکھا ہے۔

بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری نے اپنے مخصوص لباس اور اپنے روایتی اخلاق کا بھرپور مظاہرہ کرکے کامیاب قوموں کی صف اولیٰ میں اپنے آپ کو لا کھڑا کیا ہے۔یہ کام نسل در نسل چل رہا ہے اور برادری کی ساکھ،عزت اور وقار میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔قیام پاکستان کے بعد گزشتہ 71 سالوں پر نظر ڈالیے اور اپنے کردار کا جائزہ لیجیے تو یہ واضح ہوجائے گا کہ ہمارے بانٹوا کے بزرگوں نے میمن ورثے کو جس طرح قائم و دائم رکھا تھا۔اس کی حفاظت میں ہم سے اگر کوتاہی ہوئی ہے۔یہ ایک تلخ حقیقت ہے، ہماری ثقافت اور ساکھ کا تمام دارومدار ہماری ہلکی پھلکی میمن زبان پر تھا۔

اگر اپنی جماعت کی مخلصانہ خدمات کا جائزہ لیں تو 71 سالوں (قیام 2 جون 1950ء) سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بانٹوا میمن برادری کی گراں قدر خدمت میں سرگرم عمل ہے۔سماجی اور معاشرتی میدانوں میں اپنی جماعت نے سب سے زیادہ فلاحی، رفاہی، تعلیمی اور ہیلتھ کے شعبے میں خدمات انجام دیں اور خاصے وسیع پیمانے پر خدمتی کام کررہی ہے۔دوسری خدمتی اداروں وانجمنوں اور سماجی تنظیموں میں اس کا مقام سب سے نمایاں اور صف اول کا ہے۔اپنی جماعت کا نصب العین یہ ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی خدمت کی جائے۔برادری کے کمزور اور پسماندہ لوگوں کو رہائشی (آبادکاری) کی سہولیات فراہم کی جائیں۔ضرورت مند لوگوں کی مالی سپورٹ کی جائے۔مستحق اور غریب طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیے جائیں تاکہ وہ حسب خواہش اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں۔

اس کے علاوہ جماعت کا مشن یہ بھی ہے کہ گھریلو تنازعات کے تصفیہ کرائے جائیں۔جماعت چاہتی ہے کہ سماج اور معاشرے سے برائیوں کے مکمل خاتمے کے لیے سماجی اصلاحات نافذ کی جائیں۔بانٹوا میمن برادری کو میں خوش قسمت برادری کہوں گا جس کے ہر فرد کو قدرت نے خصوصی جذبہ ہمدردی سے نوازا ہے اور ہر ایک کے دل میں انسانیت سے پیار کو رکھ دیا ہے۔یہ اس برادری کا فخر بھی ہے، اس کی شان بھی اور اس کا اعزاز بھی۔ہمیں اس توفیق الٰہی پر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کرنا چاہیے۔انسانی خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں دیتا بلکہ یہ خوبی تو وہ کسی کسی کو ہی دیتا ہے اور ایسا خوش قسمت انسان اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے کہ مالک حقیقی نے اسے خدمت انسانی کے لیے چنا۔بے شک ایہ بہت بڑا اعزاز ہے جس پر ہر خدمت گزار کو فخر کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین)

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں

سب سے بڑی دولت

دل کا اطمینان

ممتاز دانشور اور ایک سو کتب کے مصنف

حکیم محمد سعید شہید کی ایک فکر انگیز اور اہم تحریر

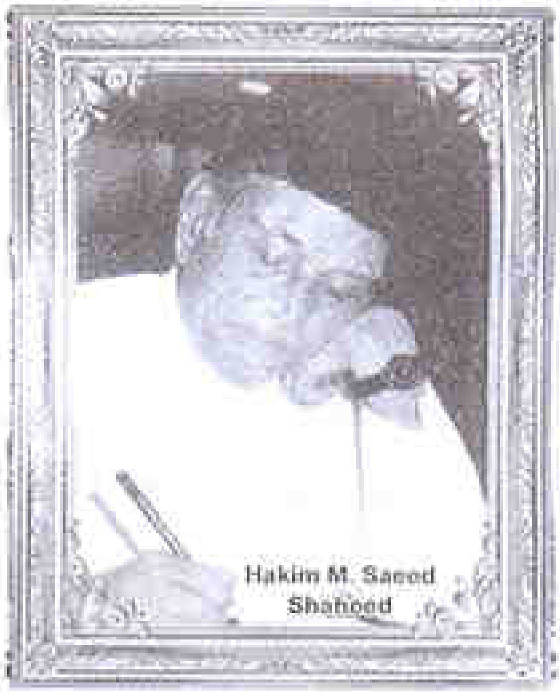

دل کا اطمینان وہ بیش بہا دولت ہے جس کی تلاش میں ہر انسان رہتا ہے اور جس کو حاصل کرنا ہر ایک کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔ دل کا اطمینان حاصل کرنے کے لیے انسان اپنی ساری زندگی کوشاں رہتا ہے اور اس کے مل جانے کے بعد دنیا کی ہر دولت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے۔ اگر کسی کو دنیا کی تمام نعمتیں اور ہر قسم کی سہولتیں میسر ہوں لیکن اطمینان قلب حاصل نہ ہو تو وہ کسی نعمت سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا اور ہر سہولت اس کے لیے فائدہ مند ہے لیکن اگر اطمینان قلب میسر آ جائے تو سمجھیے کہ تمام کوششیں کامیاب ہوئیں اور زندگی با مقصد ہوگئی۔

اسلام نے ہمیں ایک ایسا مکمل نظام عطا کیا ہے جس میں انسان کے لیے اس کے روحانی اور مادی دونوں پہلوؤں کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ اسلام جہاں انسان کے جبلی تقاضوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے وہاں اس کے روحانی وجود کی نشوونما بھی چاہتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسلام انسان کو صرف مادہ پرست نہیں بننے دینا چاہتا جس کا مقصد محض نفسانی خواہشات کی تکمیل ہو بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ اس کے روحانی اور جسمانی تقاضوں کی متوازن نشوونما بھی ہوتی رہے۔ اسلام انسان کو بے لگام بننے دینا نہیں چاہتا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ وہ قدرت کی عطا کی ہوئی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہو مگر اس کے ساتھ اس دنیا کا بھی خیال رکھے جہاں انسان کو مرنے کے بعد جانا ہے اور جہاں کی زندگی اصل اور دائمی ہے۔ اس بنا پر وہ انسان کی تمام سرگرمیوں اور کاموں کے لیے کچھ حدود مقرر کرتا ہے اور ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے

بانٹوا میمن برادری مسلسل ترقی کررہی ہے اوراس کے افراد کی خوشحالی کا سفر برابر جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جاری رہے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس برادری کو ہمیشہ ہی مخلص قیادت ملی جس نے اپنی ذات کو فراموش کر کے اوراس کے عہدیداران نے اپنے آپ کو بھلا کر اپنی برادری کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کام کیے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت مسلسل روشن و تابندہ منزلوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بانٹوا میمن برادری کی ساکھ کو برادری کے ہر فرد نے آج تک قائم رکھا ہے۔

بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری نے اپنے مخصوص لباس اور اپنے روایتی اخلاق کا بھرپور مظاہرہ کر کے کامیاب قوموں کی صف اولیٰ میں اپنے آپ کو لا کھڑا کیا ہے۔ یہ کام نسل در نسل چل رہا ہے اور برادری کی ساکھ، عزت اور وقار میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد گزشتہ 71 سالوں پر نظر ڈالیے اور اپنے کردار کا جائزہ لیجئے تو یہ واضح ہوجائے گا کہ ہمارے بانٹوا کے بزرگوں نے میمن ورثے کو جس طرح قائم و دائم رکھا تھا۔ اس کی حفاظت میں ہم سے اگر کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے، ہماری ثقافت اور ساکھ کا تمام دارومدار ہماری ہلکی پھلکی میمن زبان پر تھا۔

اگر اپنی جماعت کی مخلصانہ خدمات کا جائزہ لیں تو 71 سالوں (قیام 2 جون 1950ء) سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بانٹوا میمن برادری کی گراں قدر خدمت میں سرگرم عمل ہے۔ سماجی اور معاشرتی میدانوں میں اپنی جماعت نے سب سے زیادہ فلاحی، رفاہی، تعلیمی اور ہیلتھ کے شعبے میں خدمات انجام دیں اور خاصے وسیع پیمانے پر خدمتی کام کررہی ہے۔ دوسری خدمتی اداروں وانجمنوں اور سماجی تنظیموں میں اس کا مقام سب سے نمایاں اور صف اول کا ہے۔ اپنی جماعت کا نصب العین یہ ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی خدمت کی جائے۔ برادری کے کمزور اور پسماندہ لوگوں کو رہائشی (آبادکاری) کی سہولیات فراہم کی جائیں۔ ضرورت مند لوگوں کی مالی سپورٹ کی جائے۔ مستحق اور غریب طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیے جائیں تاکہ وہ حسب خواہش اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں۔

اس کے علاوہ جماعت کا مشن یہ بھی ہے کہ گھریلو تنازعات کے تصفیہ کرائے جائیں۔ جماعت چاہتی ہے کہ سماج اور معاشرے سے برائیوں کے مکمل خاتمے کے لیے سماجی اصلاحات نافذ کی جائیں۔ بانٹوا میمن برادری کو میں خوش قسمت برادری کہوں گا جس کے ہر فرد کو قدرت نے خصوصی جذبہ ہمدردی سے نوازا ہے اور ہر ایک کے دل میں انسانیت سے پیار کو رکھ دیا ہے۔ یہ اس برادری کا فخر بھی ہے، اس کی شان بھی اور اس کا اعزاز بھی۔ ہمیں اس توفیق الٰہی پر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ انسانی خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں دیتا بلکہ یہ خوبی تو وہ کسی کسی کو ہی دیتا ہے اور ایسا خوش قسمت انسان اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے کہ مالک حقیقی نے اسے خدمت انسانی کے لیے چنا۔ بے شک! یہ بہت بڑا اعزاز ہے، جس پر ہر خدمت گزار کو فخر کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین)

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

کہ اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ معاش ہو یا جنس، سیاست ہو یا تجارت ان حدود کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے۔ ان پابندیوں کا مقصد یہ ہے کہ انسان وقتی خواہشات اور عارضی کشش کے پیچھے اعتدال اور توازن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ دے جس کے نتیجے میں انسان سے اس کا سکون و اطمینان چھن سکتا ہے اور وہ اضطراب کا شکار ہو سکتا ہے۔ دل کو انسانی زندگی میں جو اہمیت اور مرکزیت حاصل ہے وہ ہر انسان جانتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک دل کی اہمیت کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خوب سمجھ لو کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب یہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور جب یہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور یہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔''

اس ارشاد رسول اللہ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم کی صحت و بہتری کا انحصار دل کی درستی پر ہے۔ دل کی خرابی سارے جسم کو بگاڑ کے رکھ دیتی ہے۔ جسم کی صحت میں ذہن و نفس کی صحت یقیناً شامل ہے۔ جسم اور نفس کا باہمی تعلق و انحصار ایک سائنسی حقیقت ہے۔ ایک کا دوسرے پر اثر انداز ہونا بھی ثابت ہے۔ ذہن کے بگاڑ سے جسم متاثر ہوتا ہے اور اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جسم کی تکلیف ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے اور ذہنی صحت بھی متاثر ہو جاتی ہے۔ اگر دل اطمینان سے محروم ہو تو ذہن اور جسم دونوں کو سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ انسان فطری طور پر دل و روح کے اطمینان کا طلب گار رہتا ہے اور اس کی سرگرمیوں کا مرکز دل کا اطمینان ہی ہے۔ اس اطمینان و سکون کی ضرورت کی جانب قرآن حکیم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا: ''اس نے نوع انسانی کو دو حصوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے سکون اور راحت حاصل کریں۔''

پھر ایسا شخص کونسا ہے جسے سکون اور اطمینان کی ضرورت سے انکار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اطمینان قلب کی خاطر ہر قسم کی جسمانی اور مادی قربانیوں کو خوشی خوشی برداشت کر لیتا ہے۔ پھر بھی یہاں اس نکتے کی جانب توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ اطمینان و سکون کی ماہیت و نوعیت یکسر اضافی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بے روزگار شخص اپنی ساری توجہ حصول معاش پر صرف کرتا ہے اور اس کو اتنا سکون نصیب نہیں ہوتا کہ اپنے بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزار کر اور ہنس بول کر خوشی حاصل کرے لیکن ایک دوسرا شخص جس کو روزگار کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ وہ اولاد کی تمنا میں بے چین رہتا ہے اس کو فرصت تو ملی ہوئی ہے لیکن بچوں کی خوشی نہیں ملی۔ اس طرح خدا کے یہ دونوں بندے دل کے سکون کی تلاش میں ہیں ایک کو دولت دنیا حاصل ہے مگر وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہے، دوسرے کو بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے جس سکون کی ضرورت ہے، وہ حاصل نہیں ہے۔

دل کے اطمینان کی صورت صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر انسان مکمل یقین کرے اور اپنی خواہشوں اور خوشیوں کو اللہ کی رضا سے وابستہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اس کی حکمت کو مقدم سمجھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہر تکلیف راحت معلوم ہونے لگتی ہے اور وہ ہر حال میں خوش رہتا ہے، اس کا دل مطمئن رہتا ہے۔ دل کا سکون چھیننے والی سب سے خراب چیز مایوسی ہے۔ مایوس انسان اطمینان سے محروم ہو جاتا ہے۔ ناامیدی پیدا کرتی ہے جبکہ امید دل کو توانا کرتی ہے۔ اسی لیے مایوسی کو کفر قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ مایوسی آدمی کو عمل سے دور کرتی ہے اور بے عملی مزید مایوسی کو جنم دیتی ہے۔ بے عمل انسان عمل کے فائدوں اور پھل سے محروم رہتا ہے جس کے نتیجے میں ناامیدی اور بڑھتی ہے۔ اطمینان اور توکل کی ایک عام مگر غلط تعبیر یہ ہے کہ خود کچھ نہ کرو، اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر لو وہ سب کام کر دے گا۔ لیکن یہ تصور

غلط ہے۔ توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی سی کوشش کرلے۔ اس کے بعد نتائج کے لیے بے چین ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے اور اس سے اچھی امید رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر انسان صرف اپنے آپ پر ہی بھروسا کرے گا تو وہ اپنی کامیابی پر مغرور ہوجائے گا اور ناکام ہوا تو مایوس اور بزدل بن جائے گا۔ اس طرح دل کے اطمینان کی دولت اس سے چھن جائے گی۔

دل کے اطمینان کے لیے اللہ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ کوشش اور عمل بھی ضروری ہے۔ عمل سے خالی ایمان اور جدوجہد سے عاری یقین انسان کو کبھی اطمینان قلب نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر ایمان جتنا پختہ ہوگا اور عمل جتنا اچھا ہوگا، دل کا اطمینان اتنا ہی مستحکم ہوگا۔ اسلام انسانی زندگی میں توازن چاہتا ہے کہ وہ دنیا کی آسائشوں میں اتنا نہ کھو جائے کہ قلب و روح کے تقاضوں کو بالکل ہی فراموش کردے۔ اسلام میں نیکی کا یہ تصور نہیں ہے کہ انسان تمام دنیا سے قطع تعلق کرکے صرف اللہ کی عبادت میں مصروف ہوجائے۔ اسلام نے ہمیں عبادات کا بہت وسیع تصور دیا ہے۔ وہ نماز روزے کو ہی عبادت قرار نہیں دیتا بلکہ ہر انسانی سرگرمی اور عمل اسلامی نقطہ نظر سے عبادت قرار پاسکتا ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہو اور مقررہ حدود کے اندر ہو۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اللہ کے نیک بندے دنیا کو چھوڑ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہوجائیں اور دنیا کا انتظام اللہ کے باغی بندوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق دل کے اطمینان کی دولت سے محروم ہوجائے گی۔ خدا پرستی، عمل اور انسان دوستی ہی میں انسان کی کامیابی ہے۔

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے کرونا سے بچنا ہوگا

فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں! ☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

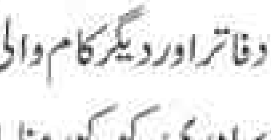
SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

مسرور کیفی مرحوم

جسم کو کیا روح کو بھی قبلہ رو کرتے رہو
ہر قدم، ہر سانس، رب کی جستجو کرتے رہو

ہاتھ اٹھا کر مانگ لو یا سر جھکا کر مانگ لو
جس طرح تم چاہو خود کو سرخرو کرتے رہو

گفتگو کے اور بھی عنوان لاکھوں ہیں مگر
جب کرو اپنے اللہ کی گفتگو کرتے رہو

ذات باری کی ثنا کے پھول کھلتے ہوں جہاں
تم وہاں دل کے گھر کو مشکبو کرتے رہو

سل ہی جائیں گے اللہ کے لطف سے وہ ایک دن
آنسوؤں سے اپنے زخموں کو رفو کرتے رہو

نعمتوں کا شکر تم سے کیا ادا ہوگا مگر
شکر بے حد لازمی ہے، کو بہ کو کرتے رہو

گیت جو مسرور گاؤ تو اللہ کے گاؤ تم
ذکر بھی اس کا کرو تو چار سو کرتے رہو

مسرور کیفی مرحوم

مت پوچھیئے کہ کیا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں
اک جشن سا بپا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

لطف و عطا کی اس پر برسات ہوگئی ہے
جو شخص آگیا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

آنے کو آگئے ہیں، گھر پر ضرور لیکن
دل اپنا رہ گیا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

ہر غم کا ہے مداوا آب و ہوا ہے اس کی
ہر درد کی دوا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

جلووں کو ڈھونڈنے گھر سے چلے تھے اپنے
اب خود کو ڈھونڈتے ہیں سرکار ﷺ کی گلی میں

کس کس کو میں بتاؤں خود کوئی جاکے دیکھے
جنت کا در کھلا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

جس کی تجلیوں سے سارا جہاں ہے روشن
مسرور وہ ضیاء ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

(مشکوۃ شریف)

ہم سب بانٹوا میمن جماعت کراچی کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین اور

سب کمیٹیوں کے کنوینرز صاحبان کی جانب سے

قیام 2 جون 1950ء سے مسلسل اب تک 2 جون 2021ء تک گراں قدر

سماجی اور فلاحی خدمات کا طویل سفر

2 جون 2021ء کو

71 واں یوم تاسیس

کے موقع پر تمام بانٹوا میمن برادری کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب: عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینرز صاحبان

آپ کی سپورٹ، تعاون اور دعاؤں کے طالب

☆ جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا
صدر

☆ جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی مچھیارا
سینئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا
سینئر نائب صدر دوم

☆ جناب محمد ارشد محمد ادریس جانگڑا
جونیئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری
جونیئر نائب صدر دوم

☆ جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
اعزازی جنرل سیکریٹری

☆ جناب فیصل محمد یعقوب دیوان
جوائنٹ سیکریٹری اول

☆ جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری
جوائنٹ سیکریٹری دوم

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

قائم شدہ: 2 جون 1950ء، جمعۃ المبارک

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل، سینئر ریسرچ اسکالر اور مورخ

بانٹوا میمن جماعت کے 2 جون 1950ء سے لے کر اب تک جون 2021ء تک کے مخلصانہ خدمات انجام دینے والے

معزز و محترم صدور صاحبان اور محترم و مکرم اعزازی جنرل سیکریٹری صاحبان کے اسمائے گرامی مدت بلحاظ سن وائز

جناب محترم صدور صاحبان	سال (مدت)	جناب محترم اعزازی جنرل سیکریٹری صاحبان
1- حاجی عمر حاجی حبیب	1950-51ء	حاجی یوسف حاجی ابراہیم ڈونگر گڈھ والا
2- جناب رحمت اللہ قاسم ناکراوالا	1951-52ء	حاجی حبیب حاجی شریف جانگڑا
3- حاجی عبدالرحمٰن دادا	1952-53ء	جناب محمد عمر حاجی حبیب بندھانی
4- حاجی عمر ایچ حبیب بندھانی	1953-54ء	حاجی عثمان اے غنی / حاجی آدم بلو
5- سیٹھ حسین قاسم دادا	1954-55ء	حاجی آدم عبدالغنی بلو
6- حاجی آدم پیر محمد جانگڑا	1955-56ء	حاجی سلیمان کریم کوڈواوی
7- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1956-57ء	حاجی سلیمان کریم کوڈواوی
8- جان محمد داؤد ایڈووکیٹ	1957-58ء	حاجی عبدالکریم بکھر
9- سیٹھ حسین قاسم دادا	1958-59ء	حاجی عبدالکریم بکھر
10- جان محمد داؤد ایڈووکیٹ	1959-60ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
11- حاجی عبدالرحمٰن قاسم دادا	1960-61ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا
12- حاجی ابراہیم عبداللطیف دوجکی	1961-62ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
13- حاجی ابراہیم عبداللطیف دوجکی	1962-63ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
14- سیٹھ قاسم حسین دادا	1963-64ء	حاجی موسیٰ حاجی ولی محمد لوائی
15- عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1964-65ء	حاجی عمر عبدالشکور پوٹھیاوالا
16- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1965-66ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا
17- سیٹھ صدیق حاجی آدم جانگڑا	1966-67ء	حاجی موسیٰ حاجی ولی محمد لوائی
18- حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1967-68ء	حاجی رحمت اللہ عبدالغنی ہاشم جانگڑا
19- سیٹھ قاسم حسین دادا	1968-69ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا

20-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1969-70ء	حاجی یوسف علی محمد مختی
21- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1970-71ء	جناب ڈاکٹر حاجی سلیمان عبدالغنی بلو
22- سیٹھ قاسم حسین دادا	1971-72ء	جناب ڈاکٹر حاجی سلیمان عبدالغنی بلو
23-صدیق حاجی آدم جانگڑا	1972-73ء	حاجی یوسف علی محمد مختی
24-عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1973-74ء	حاجی نور محمد ایدھی (درویش)
25- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1974-75ء	〃 〃 〃
26- سیٹھ قاسم حسین دادا	1975-76ء	〃 〃 〃
27- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1976-77ء	جناب پیر محمد ابا عمر کالیا
28- عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1977-78ء	〃 〃 〃
29- سیٹھ حاجی صدیق ایچ آدم جانگڑا	1978-79ء	〃 〃 〃
30-حاجی عبدالشکور طیب بلوانی	1979-80ء	〃 〃 〃
31- حاجی عبدالشکور طیب بلوانی	1980-81ء	〃 〃 〃
32- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1981-82ء	〃 〃 〃
33-حاجی قاسم ایچ اے ستار کھانانی (مچھیارا)	1982-83ء	حاجی اسماعیل عیسیٰ پولانی
34- سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1983-84ء	〃 〃 〃
35-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1984-85ء	〃 〃 〃
36-حاجی شریف طیب بلوانی	1985-86ء	〃 〃 〃
37-حاجی قاسم ایچ اے ستار کھانانی (مچھیارا)	1986-87ء	حاجی اسماعیل عیسیٰ پولانی / جناب حسین دھامیا
38-حاجی اے عزیز رحمت اللہ اے کریم کایا	1987-88ء	جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا
39-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1988-89ء	〃 〃 〃
40-حاجی شریف طیب بلوانی	1989-90ء	حاجی عبدالغنی آدم کھانانی
41-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	1990-91ء	〃 〃 〃
42- سیٹھ قاسم حسین دادا	1991-92ء	حاجی عبداللطیف سلیمان مون
43-حاجی شریف طیب بلوانی	1992-93ء	حاجی امان اللہ رحمت اللہ شیخا / جناب عبدالستار الانا
44-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	1993-94ء	جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا
45- سیٹھ قاسم حسین دادا	1994-95ء	جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا / حاجی ابا عمر عبدالکریم جمال

46-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1995-96ء	جناب عبدالرحیم اسماعیل مائے منی
47-جناب عبدالعزیز عیسیٰ بھرم چاری	1996-97ء	کنوینرایڈہاک کمیٹی حاجی عیسیٰ حاجی سلیمان ڈنڈیا (مرحوم)
48-جناب عبدالمجید عبداللہ وڈالاوالا	1997-98ء	" " "
49-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	1998-99ء	جناب عبدالرحیم اسماعیل مائے منی
50-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1999-2000ء	حاجی یعقوب حبیب گنگ
51-حاجی شریف طیب بلوانی	2000-2001ء	جناب عبدالغنی رحمت اللہ کھانانی
52-حاجی عبدالغفار عثمان نوتانکیا	2001-2002ء	جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا
53-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	2002-2003ء	حاجی عبدالغفار عبدالشکور نی نی
54-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	2003-2004ء	حاجی عبدالستار الاشاڈوانی
55-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	2004-2005ء	" " "
56-جناب احمد جعفر کوڑیا	2005-2006ء	" " "
57-جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا	2006-2007ء	جناب عبدالرحیم اسماعیل مائے منی
58-جناب احمد جعفر عبدالستار کوڑیا	2007-2008ء	جناب محمد یونس عبدالستار بگسرا
59-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	2008-2009ء	جناب عبدالغنی حاجی سلیمان بھنگڑا
60-جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا	2009-2010ء	" " "
61- " " "	2010-2011ء	" " "
62-جناب عبدالوہاب الحاج محمد صدیق پولانی	2011-2012ء	" " "
63-جناب عثمان (ایم رفیق) بلوانی	2012-2013ء	" " "
64-جناب عبدالوہاب الحاج محمد صدیق پولانی	2013-2014ء	" " "
65-جناب احمد جعفر عبدالستار اے شکور کوڑیا	2014-2015ء	" " "
66-جناب احمد جعفر عبدالستار اے شکور کوڑیا	2015-2016ء	" " "
67-جناب عثمان (محمد رفیق) حبیب طیب بلوانی	2016-2017ء	" " "
68-جناب آصف امان اللہ ایچ عیسیٰ کھانانی	2017-2018ء	جناب عبدالروف اسمٰعیل ایچ یوسف مختی
69-جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی (مچھیارا)	2018-2019ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
70-جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا	2019-2020ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
71-جناب نجیب عزیز بالاگام والا	2020-2021ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

☆☆☆☆☆

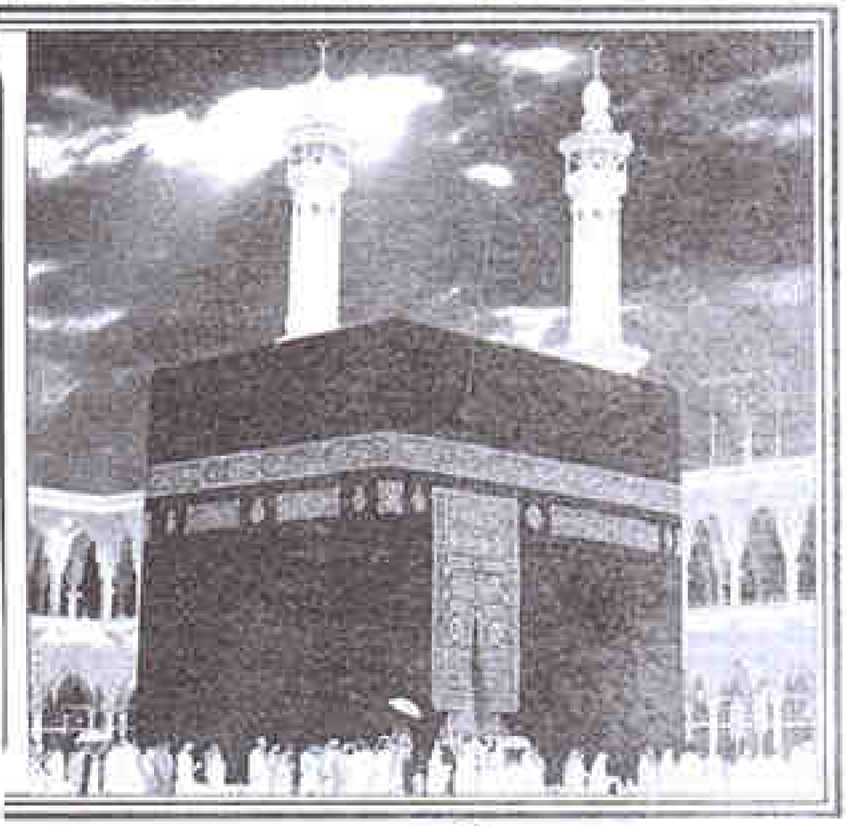

مولا صدق احساس کی دولت دے دے
اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیہ کلمات خیر

علامہ سید سلیمان ندویؒ

صدق احساس کی دولت مرے مولا! دے دے
غم امروز بھلا دے غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو، فراموش ہو اپنی ہستی!
دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

اپنے میخانے سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لیے علم حقیقت کے در
دل دانا، دل بینا، دل شنوا دے دے

قول میں رنگ عمل بھر کے بنادے رنگیں
لب خاموش بناکر دل گویا دے دے

دل بے تاب ملے دیدہ پر آب ملے
تپ آتش مجھے دے دے نم دریا دے دے

درد دل سینہ میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

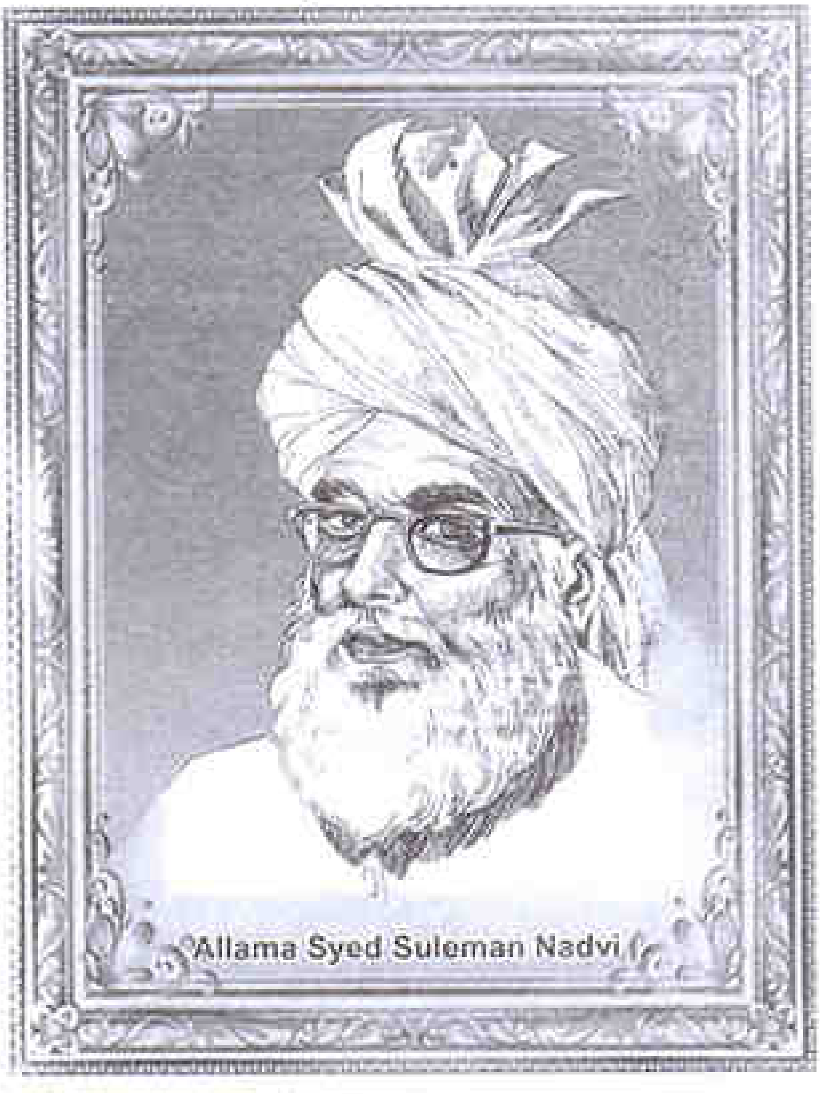

بانٹوا میمن برادری کے ذہنی وفکری ارتقاء اور ترقی اور خوشحالی کا طویل خدمتی سفر

2 جون 2021ء کو 71 واں یوم تاسیس

جمعۃ المبارک 2 جون 1950ء جب بانٹوا میمن جماعت کراچی کا قیام عمل میں آیا

موجودہ قیادت سماجی، فلاحی، اصلاحی اور معاشی مسائل حل کرنے میں مصروف عمل

سینئر قلمکار اور ریسرچ اسکالر کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

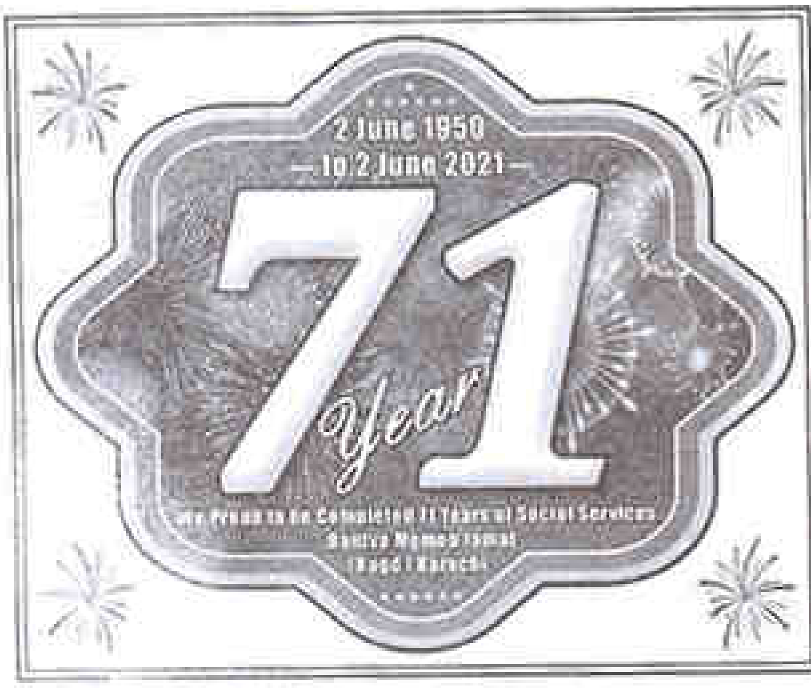

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی ایک ایسی خدمتی جماعت ہے جس نے سروسز فراہم کرنے اور عوام الناس کی خدمت میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ جن کا برادری میں کوئی ثانی نہیں ملتا۔ اس جماعت کو شروع سے ہی نیک دل، پر خلوص، لگن والے، دین دار اور صاحب دل اور مخیر حضرات کا تعاون ملا۔ انہی حضرات نے اپنے دلی جذبے کے تحت 2 جون 1950ء کو بے لوث اور مخلصانہ خدمات انجام دینے والی بانٹوا میمن جماعت کو قائم کرکے ایک ایسا کارنامہ انجام دے ڈالا جس پر آنے والی تاریخ، آنے والی نسلیں اور پوری بانٹوا میمن قوم ناز کرتی رہے گی۔

قوم کے بزرگوں، دوستوں اور ہمدردوں نے قوم کو ایک ایسا سائبان اس تاریخی دن فراہم کیا تھا جس کی چھت تلے پوری قوم اور پوری برادری ہر طرح کے دکھ اور تکلیف سے محفوظ ہوگئی تھی۔ اس چھت، اس سائبان اور اس پلیٹ فارم نے ہر سطح پر برادری کی خدمت کی اور کچھ اس انداز سے کی کہ اس خدمت کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی اور دوسرے لوگ، دوسری جماعتیں اور دوسری برادریاں بھی اس کی تقلید کرنے پر مجبور ہوگئیں۔

مگر خود بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی اس کے عوض کیا چاہا، کیا مانگا، کیا خواہش کی؟ شاید کچھ بھی نہیں۔ 2 جون کی تاریخ کسے یاد ہے؟ کسی کو بھی نہیں۔ چونکہ بانٹوا میمن برادری میں یوم تاسیس منانے کا نہ تو کوئی رواج ہے اور نہ طریقہ اس لیے کسی کو بھی یہ یاد نہیں ہے کہ خدمت خلق کے کاموں میں شب و روز مصروف رہنے والی یہ جماعت جس نے دوسری برادریوں کو فلاحی خدمات انجام دینے کا شعور دیا، انہیں بتایا کہ دکھی انسانیت کی خدمت کس طرح کی جاتی ہے مگر یہ سچ ہے کہ یہ دن اور یہ تاریخ اور یہ سن یعنی 2 جون 1950ء بانٹوا میمن برادری کے اہل دل حضرات، اس کے بزرگوں اور بڑوں کو بہت اچھی طرح یاد ہے جب ایک ایسے گھنے درخت کے لیے بیج ڈالا گیا جس کی چھاؤں تلے برادری کے ضرورت مند بے شمار افراد کو پناہ لینی تھی۔ انہیں ایک ایسا سائبان ملا تھا جس کے نیچے پناہ لینے کی سب کو بلا امتیاز جماعت تھی اور جس نے خدمت

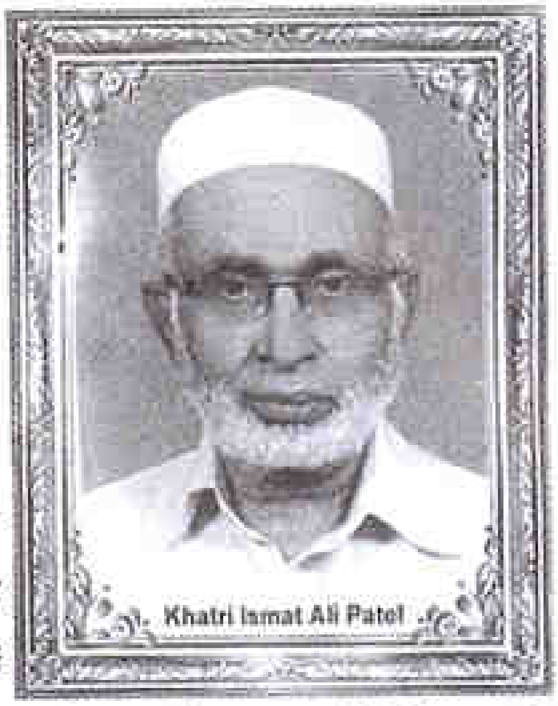
Khatri Ismat Ali Patel

انسانیت کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

یہ تاریخ یہ مہینہ آج بھی حسب معمول آتا ہے اور خاموشی سے چلا جاتا ہے۔ نئی نسل کو تو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کی تاریخ کا کوئی علم ہی نہیں ہے جبکہ انہیں اپنی اس محبت کرنے والی اور سرپرست جماعت کی خدمات کے بارے میں پوری معلومات حاصل ہونی چاہیے۔

واضح رہے کہ بانٹوا کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے 71 سال پہلے جب بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی میں قائم کی گئی تھی تو اس وقت برادری کے بڑوں اور بزرگوں نے جناب سیٹھ حسین قاسم دادا کو مکمل اتفاق رائے کے ساتھ اس کا پہلا صدر مقرر کیا تھا۔ اس وقت بے مثال اتفاق رائے ہم آہنگی اور یکجہتی دیکھنے میں آئی تھی۔ سب نے جس طرح ایک زبان ہو کر آپس میں ہم خیالی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کے لیے آج لوگ ترستے ہیں کہ کاش ویسے ہی مناظر آج پھر نظر آجائیں۔ یہ وہ تاریخی موقع تھا جب جناب حاجی عمر حاجی حبیب اس جماعت (بانٹوا میمن جماعت رجسٹرڈ کراچی) کے پہلے اعزازی جنرل سیکریٹری بنائے گئے تھے اور یہ کام بھی تمام بزرگوں اور بڑوں کے اتفاق رائے سے کیا گیا تھا۔

آخر اس جماعت کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سوال کا ایک سادہ اور سیدھا سا جواب یہ ہے کہ بھارت کی ریاست کاٹھیاواڑ کی دھن نگری شہر بانٹوا کے مسلمان جب وہاں فسادات کے بعد پاکستان ہجرت پر مجبور ہوئے تو وہ بہت دکھی تھے۔ انہیں اپنے وطن اور اپنی زمین سے بچھڑنے کا دکھ تھا کیونکہ جو لطف و مسرت انہیں وہاں حاصل تھا وہ یہاں شروع میں محسوس نہیں ہوا اس لیے ان سب نے مل کر یہاں بانٹوا جیسا ماحول پیدا کرنے کے لیے اپنے آپ کو منظم کیا اور پھر بانٹوا میمن جماعت کے قیام کے لیے غور و فکر کیا۔ اس طرح ایک ایسی جماعت کی داغ بیل ڈالنے کی راہ ہموار ہوئی جو انہیں ایک نئے وطن میں اجتماعیت فراہم کر سکتی تھی۔

جناب حاجی عمر حاجی حبیب، جناب محمد عبداللہ کریم ڈنڈیا، جناب سلیمان ابراہیم پولانی، جناب حاجی سلیمان حاجی ابراہیم بھورا، جناب جان محمد داؤد ایل ایل بی، جناب حاجی یوسف حاجی ابراہیم ڈونگر گڈھ والا، جناب حاجی رحمت اللہ عبدالغنی جانگڑا اور رحمت اللہ قاسم ناکرا والا کی اجتماعی کوششوں سے 2 جون 1950ء کو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی قائم کر دی گئی۔ اس سے پہلے اس کے لیے آئین تیار کیا گیا جس کے لیے برادری کے سبھی سرکردہ حضرات نے آپس میں صلاح مشورہ کیا تھا اور سماجی خدمات کی فوری فراہمی کے لیے آئین کا مسودہ تیار کر لیا گیا تھا۔ یہ آئین 21 مئی 1950ء کو عملی شکل میں آ گیا تھا۔

جب یہ آئین تیار ہوا تھا اس وقت بانٹوا میمن برادری کے گھروں کی تعداد کا اندازہ کم و بیش 4000 گھروں کا لگایا گیا تھا اور برادری کے لوگوں کی مجموعی تعداد کا اندازہ لگ بھگ 20,000 لگایا گیا تھا۔ اس آئین کی رو سے ووٹ دینے کی عمر کی حد 21 سال تھی۔ گویا 21 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد ووٹ دینے کے اہل قرار پائے تھے۔ دوسری طرف اسی آئین نے یہ سہولت بھی فراہم کی تھی کہ بانٹوا میمن برادری کا ہر وہ فرد جس کی عمر 25 سال یا اس سے زیادہ ہے وہ اس جماعت کی مینیجنگ کمیٹی کا ممبر بن سکتا ہے۔

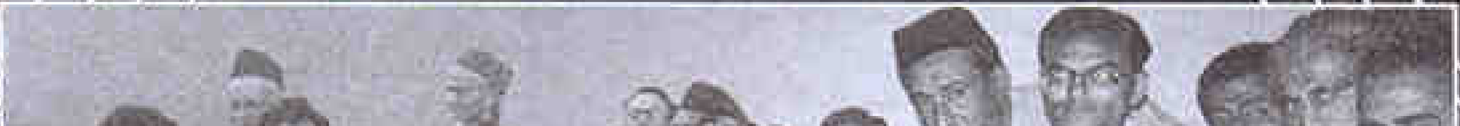

بانٹوا میمن جماعت خانہ حاجی آدم میموریل ہال اور حور بائی حاجیانی گرلز اسکول کی عمارت کے سنگِ بنیاد کی تختی کی نقاب کشائی مورخہ 7 دسمبر 1963ء کو کمشنر کراچی جناب روئداد خان اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہوئے۔ ساتھ کھڑے ہوئے سیٹھ حاجی صدیق حاجی آدم، سیٹھ احمد داؤد اور بانٹوا میمن برادری کے دیگر معززین۔

اس آئین کے تحت انتخابات کا ایک باقاعدہ سسٹم بھی تیار کیا گیا تھا جس کے تحت مینجنگ کمیٹی کے ممبرز کی تعداد 50 رکھی گئی۔ الیکشن کا سسٹم یہ تھا کہ پہلے جنرل باڈی اجلاس میں 7 صدور (Presidents) کا الیکشن ہوتا ہے اور پھر ان 7 صدور کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ 43 ممبرز منتخب کریں۔ پھر 43 ممبرز کی کمیٹی جنرل سیکریٹری اور جوائنٹ سیکریٹری کو منتخب کرتی ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی واقعی ایک ایسا ادارہ ہے جو دل سے اپنی برادری کے مستحقین کو سپورٹ کرتا ہے کیونکہ وہ یہ کام اس طرح کرتا ہے کہ مالی امداد لینے والے کسی بھی فرد (خواتین و حضرات) کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا انوکھا سسٹم ہے جس کی زندگی کے ہر شعبے میں تعریف ہوتی ہے اور لوگ اس سسٹم کو دل سے پسند کرتے ہیں کیونکہ اکثر جماعتیں اور ادارے اس سسٹم کی تقلید کرتے ہوئے اسے دل وجان سے اپنا رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سسٹم ہی اچھا ہے جبھی تو ہر سطح پر اسے پسند کیا جارہا ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بڑے طریقے اور سلیقے سے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے کی مالی سپورٹ غریبوں اور مستحقین میں تقسیم کررہی ہے اور اس کام کو اس قدر خاموشی سے کررہی ہے کہ لینے والوں کو کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔ اس کی سیدھی سی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعت اپنے اس فلاحی کام کی کوئی تشہیر یا پبلسٹی نہیں کرتی۔ اس جماعت نے عورت اور مرد دونوں کی معاونت کی ہے۔ ان کے مسائل کو سمجھا ہے۔ ان کے مزاج کا اندازہ لگایا ہے اور پھر ان کی اس طرح سپورٹ کی ہے کہ وہ لوگ خوش اور مطمئن ہوگئے۔ اسی طرح تعلیمی اسکالرشپ اور ہائر ایجوکیشن حاصل کرنے کے طالب علموں کے لئے جماعت کی خاموش اور پردہ داری میں سپورٹ قابل تحسین اقدام ہے۔

اس جماعت نے محنتی، ایماندار مگر سرمائے سے محروم نوجوانوں کو کاروبار کرنے کے لیے سپورٹ فراہم کی۔ اس جماعت نے سفید پوش اور سلجھی ہوئی مگر پیسے سے محروم خواتین کے لیے ایسے انتظامات کیے کہ وہ باعزت طریقے سے روزی حاصل کرسکیں۔ کہیں ہمارے لوگ گھروں سے محروم ہیں تو کہیں زندگی کی بنیادی ضروریات سے۔ مگر ان کی اپنی سرپرست جماعت نے ان تمام مشکلات میں ان کی مدد کی اور انہیں سہولتیں فراہم کیں۔

بانٹوا میمن برادری کے بعض لوگ تو ایسے علاقوں میں آباد ہیں جہاں زندگی کی کوئی بھی بنیادی سہولت میسر نہیں ہے۔ کہیں گٹر ابل رہے ہیں تو کہیں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ کہیں گندگی کے ڈھیر ہیں تو کہیں پانی نہیں ہے اس موقع پر اس جماعت نے اپنے لوگوں کی دادرسی کرکے ان کے لیے آسانیاں فراہم کی ہیں۔ اسی طرح مکانات کی خریداری کے لیے بھی یہ قابل فخر ادارہ سہولت اور آسانی فراہم کررہا ہے۔ یہ ادارہ بے روزگاری کے خاتمے میں ڈائنامک کردار ادا کرکے برادری سے جہالت کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کررہا ہے اور تعلیم کے اجالے کو گھر گھر پہنچانے کے لیے بھی سرگرم ہے۔

جماعت کی سب سے زیادہ توجہ اپنی بہنوں (خواتین) پر ہے جو غربت کی چکی میں پس رہی ہیں۔ یہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے مسلسل سرگرمی سے کام کررہی ہے۔ بانٹوا میمن جماعت کے تحت جنوری 1956ء سے ماہنامہ میمن سماج شائع کیا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ رسالہ (گجراتی زبان) آگے کی جانب بڑھتا رہا۔ اس میں غلط رسم و رواج کا خاتمہ، میمن برادری کے شب و روز اور اصلاحی معاشرہ کے موضوع پر مضامین کی اشاعت شروع ہوئی۔ بانٹوا میمن برادری کی نئی نسل اردو جاننے کے سبب اور بانٹوا میمن جماعت کے مشن اور وژن کو بانٹوا میمن برادری کے گھرانوں میں پہنچانے کے لئے جنوری 1965ء میں جماعت کی مینجنگ کمیٹی کے فیصلے، ہدایت اور خواہش پر حصہ اردو کو شامل اشاعت کیا گیا۔

کراچی میں 2 جون 1950ء میں یعنی قیام پاکستان کے تین سال بعد بانٹوا میمن جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس موقع پر بانٹوا (انڈیا) کی طرز پر کراچی میں بھی بانٹوا میمن جماعت کا ایک جماعت خانہ تعمیر کرانے کا ارادہ ظاہر کیا گیا اور اس پر جلد از جلد عمل درآمد کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ اس کے علاوہ جب بانٹوا میمن جماعت کا دستور (آئین) تیار ہوا تو اس میں بھی یہ ذکر کیا گیا کہ سماجی خدمات کے لیے ایک جماعت خانہ قائم کیا جائے گا۔

بانٹوا میمن جماعت خانہ کے قیام اور تعمیر کا مختصر احوال : ادھر 2 جون 1950ء میں بانٹوا میمن جماعت کراچی کی داغ بیل ڈالی گئی اور ادھر اس کی سماجی خدمات کا سلسلہ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ شروع ہوتے ہی جماعت خانے کے لیے زمین کے ایک پلاٹ کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ چنانچہ اس کے لیے 1954ء میں ایک سب کمیٹی قائم کردی گئی۔ کمیٹی کے ارکان نے اس ضمن میں بہت سے پلاٹ دیکھے مگر انہیں کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ آخرکار ان لوگوں کی نظر میں ایک ایسا پلاٹ آیا جو انہیں اچھا لگا۔ آج اسی پلاٹ پر بانٹوا میمن جماعت خانہ قائم ہے۔ یہ پلاٹ حاجی آدم میموریل ہال (رلجہ مینشن کے قریب واقع ہے)۔ 2000 مربع گز پر مشتمل یہ پلاٹ پارسی صاحب کا تھا جن سے اس کا سودا ہوا اور اسے خرید لیا گیا۔ اس وقت اس پلاٹ پر کچھ پکے اور کچے رہائشی فلیٹس تھے جن میں لوگ بھی رہتے تھے۔ آخر اس پلاٹ کی ادائیگی بھی کردی گئی۔ جب قانونی دستاویزات تیار ہوگئیں تو بانٹوا میمن جماعت کراچی کی سب کمیٹی نے ساری توجہ پلاٹ خالی کرانے پر لگادی۔

1956ء کے آخر میں زمین کا قبضہ ملا اور جولائی تک اس پر قابض متعدد لوگوں سے اسے چھڑا لیا گیا۔ اس خالی جگہ پر ''بانٹوا میمن جماعت کنزیومر کوآپریٹیو سوسائٹی'' قائم کردی گئی جس کے پہلے سیکریٹری جناب عبدالستار مادھوپور والا بنائے گئے۔ باقی خالی جگہ پر اسی سوسائٹی کے نام سے ایک اسٹور بھی بنادیا گیا۔ جب تمام لوگوں نے زمین مکمل طور پر خالی کردی تو بھی فوری طور پر جماعت خانے کی تعمیر شروع نہ ہوسکی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت کے پاس مناسب اور مطلوبہ فنڈ نہیں تھا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ زکوٰۃ فنڈ سے جماعت خانے کی تعمیر نہیں کرائی تھی۔ دوسری جانب اتنی خطیر رقم کا عطیہ دینے والا کوئی ڈونر بھی نہیں مل پا رہا تھا۔ کافی محنت اور کوشش کے بعد آدم لمیٹڈ کے ڈائریکٹر سیٹھ حاجی صدیق آدم جانگڑا سامنے آئے۔ انہوں نے مجوزہ جماعت خانے کے ساتھ لڑکیوں کا ایک بڑا اسکول اپنی والدہ محترمہ کے نام پر ''حور بائی حاجیانی گرلز اسکول'' اور ایک میموریل ہال اپنے والد محترم کے نام پر ''حاجی آدم میموریل کمیونٹی ہال'' قائم کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی۔ یہ ہال ہی اصل میں بانٹوا میمن جماعت کا جماعت خانہ ہے۔ لہٰذا اس طرح فنڈز ملا اور جماعت خانے کی تعمیر ممکن ہوسکی۔

1961ء میں مجوزہ جماعت خانے کا نقشہ پاس ہوا اور اس کے اگلے ہی سال 1962ء میں بانٹوا میمن جماعت خانے کی تعمیر شروع ہوگئی۔ یہ تعمیر چل رہی تھی کہ 1964ء میں پاکستان کے قومی انتخابات شروع ہوگئے۔ جماعت خانے کی زمین پر جناب سیٹھ حاجی صدیق گاندھی نے اپنا انتخابی دفتر قائم کردیا۔ وہ اس الیکشن میں ایک امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے رہے تھے۔ آخر اسکول اور جماعت دونوں کا تعمیراتی کام مکمل ہوگیا۔ جب جماعت خانہ تیار ہوگیا تو 1967ء میں میسرز آدم لمیٹڈ نے اس کا باقاعدہ شاندار افتتاح کرایا۔ پھر اسکول کا گراؤنڈ فلور بھی 1972ء میں بانٹوا میمن جماعت کے حوالے کردیا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تمام اسکولوں کو حکومت پاکستان نے قومی ملکیت میں لے لیا تھا۔

1956ء میں جب جماعت کا ترجمان ماہنامہ میمن سماج شائع ہوا تو اس میں جماعت خانے کے حوالے سے ساری معلومات شامل کی

گئیں۔ میمن سماج کے پانچ سال مکمل ہونے پر اس کے خصوصی پانچ سالہ (پنچ سالہ) رسالے میں جماعت کے افتتاح کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ بھی شامل اشاعت کی گئی۔ اس کے افتتاح کا احوال بھی دیا گیا اور تمام اہم تصاویر بھی رسالے میں شائع کی گئی تھیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بھی ذکر کر چکے ہیں اس جماعت خانے کا نام "حاجی آدم میموریل ہال" رکھا گیا تھا اور لڑکیوں کے اسکول کا نام "حاجیانی حور بائی گرلز اسکول" رکھا گیا تھا۔ ان ناموں کی تختیاں آج بھی جماعت خانے کے گیٹ کے پاس نصب ہیں اور خود ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اسی جماعت کے تحت گھریلو تنازعات کے سماجی فیصلے بھی کیے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کے مسائل دور ہوں اور وہ کورٹ کچہری کے چکر لگانے سے بچ جائیں۔ اس ادارے نے اس سرزمین کو فراموش نہیں کیا جہاں سے چل کر اس کے لوگ یہاں یعنی پاکستان پہنچے تھے۔ اس ادارے کے تحت انڈیا میں قائم مختلف بانٹوا تعلیمی اداروں اور سماجی، اسلامی و رفاہی اداروں کی مدد بھی کی جارہی ہے۔ اس امداد کی رقم لاکھوں میں ہے۔

میں نے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا مختصر احوال پیش کیا کہ کس طرح اس ادارے کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی اور کس طرح اس ادارے کے لیے آئین تیار کیا گیا پھر اسے عملی طور پر نافذ کرتے ہوئے کس انداز سے اس کی سرگرمیاں شروع کی گئی تھیں جو آج تک جاری ہیں۔ ہرچند کہ میرا تعلق میمن برادری سے نہیں لیکن بانٹوا میمن جماعت کے ترجمان رسالے ماہنامہ میمن سماج کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے اکتوبر 1983ء سے اب تک یعنی گزشتہ 38 سالوں سے وابستہ ہوں اس لئے کماحقہ وسیع تر آگاہی رکھتا ہوں۔ اس ادارے سے اپنی وابستگی پر ناز ہے۔ بلاشبہ اس کی تحقیقی اور قلمی گراں قدر خدمات کی گواہی آنے والا وقت اور بانٹوا میمن برادری کی تاریخ ضرور دے گی۔

نوٹ: مذکورہ تفصیلی مضمون کی تیاری کے سلسلے میں ماہنامہ میمن سماج کی پرانی فائلیں، میمن ویلفیئر لائبریری (بمبئی بازار) میں گجراتی اخبارات کے تراشوں، ممتاز دانشور عبداللطیف مدراس والا مرحوم اور حاجی عبدالعزیز عثمان ایدھی مرحوم کی اپنی زندگی میں فراہم کردہ یادداشتوں سے مضمون کی تیاری کی گئی جو بانٹوا میمن برادری کے لئے اثاثے کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں تمام تعاون کرنے والوں کا شکر گزار ہوں۔ (مضمون نگار)

کرونا وباء سے بچیے احتیاط کیجیے۔
صحت مند رہیے

☆ کرونا وائرس دوبارہ عالمی وباء کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہر ایک کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔

☆ جلد علامات ظاہر نہ کرنے والا خاموش قاتل جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔

☆ مرنے والوں میں 80 فیصد ضعیف العمر، متاثرہ شخص کی چھینک چھ فٹ کے اندر ہر چیز کو متاثر کر سکتی ہے۔

اسلام نے بچوں اور عورتوں کو عزت بخشی

جناب محمد حسین سلیمان محنتی ، سابق ممبر قومی اسمبلی

Mr. M. Hussain Manenti

دین فطرت : اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسے دین فطرت کہا جاتا ہے اس کا ظہور ایک ایسے خطے میں ہوا جو برائیوں اور بداعمالیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ وہاں زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہ تھا جو شر اور برائی سے محفوظ ہو۔ زندگی کا پورا نظام اصلاح کا محتاج تھا، اسلام نے اس بگڑے ہوئے نظام اور تباہ کن معاشرے کو صحت مند بنایا۔ اس کے اصول اور ضابطے اتنے جامع تھے کہ اس کی پکڑ سے کوئی شعبہ نہ بچ سکا۔ اہل عرب اخلاقی پستی کا شکار تھے۔ وہ عورتوں کو ذلیل اور حقیر سمجھتے تھے۔ انہیں معاشرے کی ادنیٰ شے تصور کیا جاتا تھا۔ انتہا یہ تھی کہ جب ان کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتیں تو انہیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ سفاکانہ اور ظالمانہ رجحان کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ ظہور اسلام کے بعد عورتوں کو پستی سے نکال کر بلندی پر لایا گیا۔ انہیں معزز مرتبہ عطا کیا گیا اور مردوں کے مساوی حق دیا گیا۔ ان کا کھویا ہوا وقار انہیں دوبارہ دیا گیا۔

ماں اور بچہ : ماہر عمرانیات اور نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ ماں کی گود بچے کا پہلا گہوارہ اور پہلی تربیت گاہ ہے۔ وہ ماں کے رجحانات اور خیالات کا گہرا اثر قبول کرتا ہے۔ ماں کی تعلیم و تربیت کا اس کی آئندہ زندگی پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔ اگر ماں کا کردار پست ہے اور اس کا معاشرے میں اس کا کوئی مرتبہ نہیں تو پھر اس کی گود میں پرورش پانے والے بچے بہترین کردار کے حامل کیسے ہو سکتے ہیں؟ معاشرہ انہیں کس طرح باعزت قرار دے سکتا ہے؟ اسلام نے عورتوں کو اسی لئے مساوی درجہ دیا اور ان کی عزت و حرمت کی تاکہ ان کی آغوش میں پرورش پانے والے بچے آئندہ چل کر اسلامی کردار اور روایات کے علمبردار بنیں۔

بچوں کی تربیت : تاریخ اسلام شاہد ہے کہ دنیا میں ایسی خواتین کی کمی نہیں رہی جن کی آغوش میں تربیت پانے والے بچے آگے چل کر قوم کے رہنما اور مصلح بنے۔ یہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور سید عبدالقادر جیلانی کے بچپن کے واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام نے عورتوں کو جو منصفانہ حق دیا ہے اس میں جہاں اور دوسری مصلحتیں ہیں وہاں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ بچوں کی تربیت کا بہترین انتظام

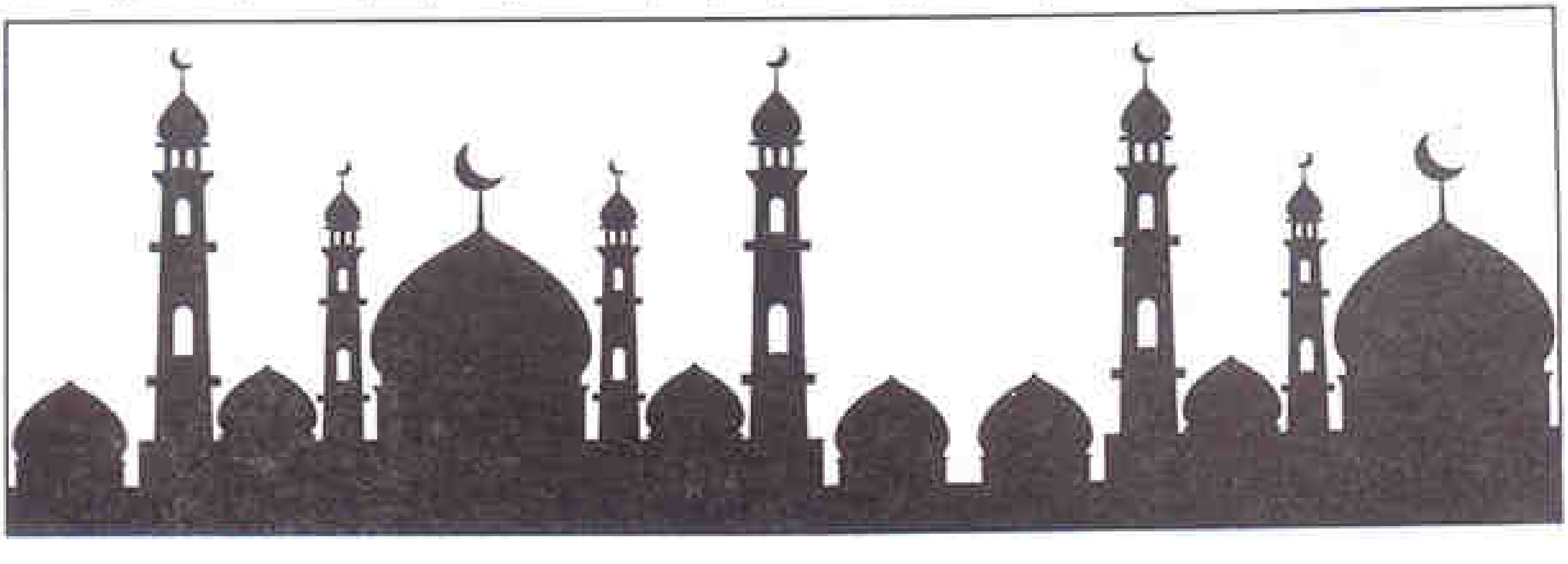

ہو سکے۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر پودے کی ابتدائی نشوونما میں غفلت برتی جائے، اس کی صحیح دیکھ بھال نہ کی جائے تو وہ پودا کبھی تناور درخت نہیں بن سکتا، اسی طرح اگر بچوں کی ابتدائی تعلیم وتربیت عمدہ نہ ہو تو وہ مثالی کردار کے حامل نہیں بن سکتے۔

ایک مسیحا : ہم سب جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نوجوانوں، بوڑھوں اور کمزوروں کے لیے مسیحا بھی تھے۔ آپ ﷺ بچوں سے بھی بے انتہا محبت فرماتے تھے مثلاً ایک جنگ کے موقع پر جب آپ ﷺ نے مدینے سے باہر اسلامی لشکر کا معائنہ فرمایا، اس وقت رافع بن خدیج اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تاکہ بڑے معلوم ہوں۔ رسول ﷺ نے ان کا شوق دیکھ کر انھیں جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی۔ جنگ بدر کے موقع پر جب عمر بن ابی وقاص آبدیدہ ہو گئے تو انہیں بھی رسول ﷺ نے شرکت کی اجازت دے دی۔ یہ واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ بچوں سے بے حد محبت اور شفقت فرماتے تھے اور کسی حال میں بھی انہیں رنجیدہ نہ ہونے دیتے تھے۔

اسلام نے کیا کیا ؟ ظہور اسلام کے بعد اسلام نے والدین اور بچوں کے درمیان ایک مستحکم رشتہ قائم کیا اور ان پر حقوق وفرائض عائد کئے تاکہ معاشرہ میں باقاعدہ نظم وضبط قائم ہو سکے۔ بچوں کو ان کا حق دیا گیا اور ان پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ والدین کے فرمانبردار ہیں، ان کی عزت کریں اور جب ان کے والدین بوڑھے اور بے سہارا ہو جائیں تو وہ ان کی اسی طرح دیکھ بھال اور نگہداشت کریں جس طرح کم عمری میں والدین نے ان کی پرورش کی تھی۔ والدین پر یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کی نگہداشت کریں۔ ان کی تعلیم وتربیت کا بار اٹھائیں۔ انہیں نیکی اور بدی کا فرق سمجھائیں اور اسلامی طرز زندگی اپنانے پر راغب کریں تاکہ وہ اسلام کے سپاہی بن سکیں۔ مختصر یہ کہ والدین کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کریں اور ان کی تعلیم وتربیت کا معقول بندوبست کریں تاکہ ان کی آئندہ زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزرے۔

بچوں کا حق اور فرض : اسلام نے بچوں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ حق وراثت دے کر اور ان پر حقوق وفرائض عائد کر کے انہیں ایک ممتاز مقام عطا کر دیا ہے۔ اسلام سے قبل ان کی کوئی قدر نہ تھی اور نہ ان کے لئے حقوق وفرائض کا کوئی تصور تھا۔ معلوم ہوا کہ اسلام نے عورتوں اور بچوں کو پستی سے اٹھا کر بام عروج پر پہنچا دیا اور بچوں، والدین اور خواتین سب کو ان کے حقوق اور فرائض دونوں سے اچھی طرح آگاہ کر دیا۔ اب ہم سب کا فرض ہے کہ اسلامی تعلیمات اور احکامات کی روشنی میں اپنے اپنے فرائض ادا کریں اور اپنے ذمے دوسروں کے حقوق سے بھی منھ نہ موڑیں اس کے بعد ہی ایک صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ (مطبوعہ ماہنامہ میمن سماج۔ اگست 1970ء)

ماہنامہ میمن سماج کے قارئین سے مودبانہ ضروری گزارش

ماہنامہ میمن سماج میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا نام آتا ہے اس کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر قرآنی آیات کا حوالہ بھی آتا ہے۔

قارئین سے مودبانہ گزارش ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کے لئے میمن سماج کو فرش پر نہ رکھیں بلکہ ٹیبل یا الماری کے اوپر پڑھ کر یا پڑھنے سے پہلے بھی ایسی جگہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نیز قرآنی آیات کی بے حرمتی نہ ہو۔ (ادارہ)

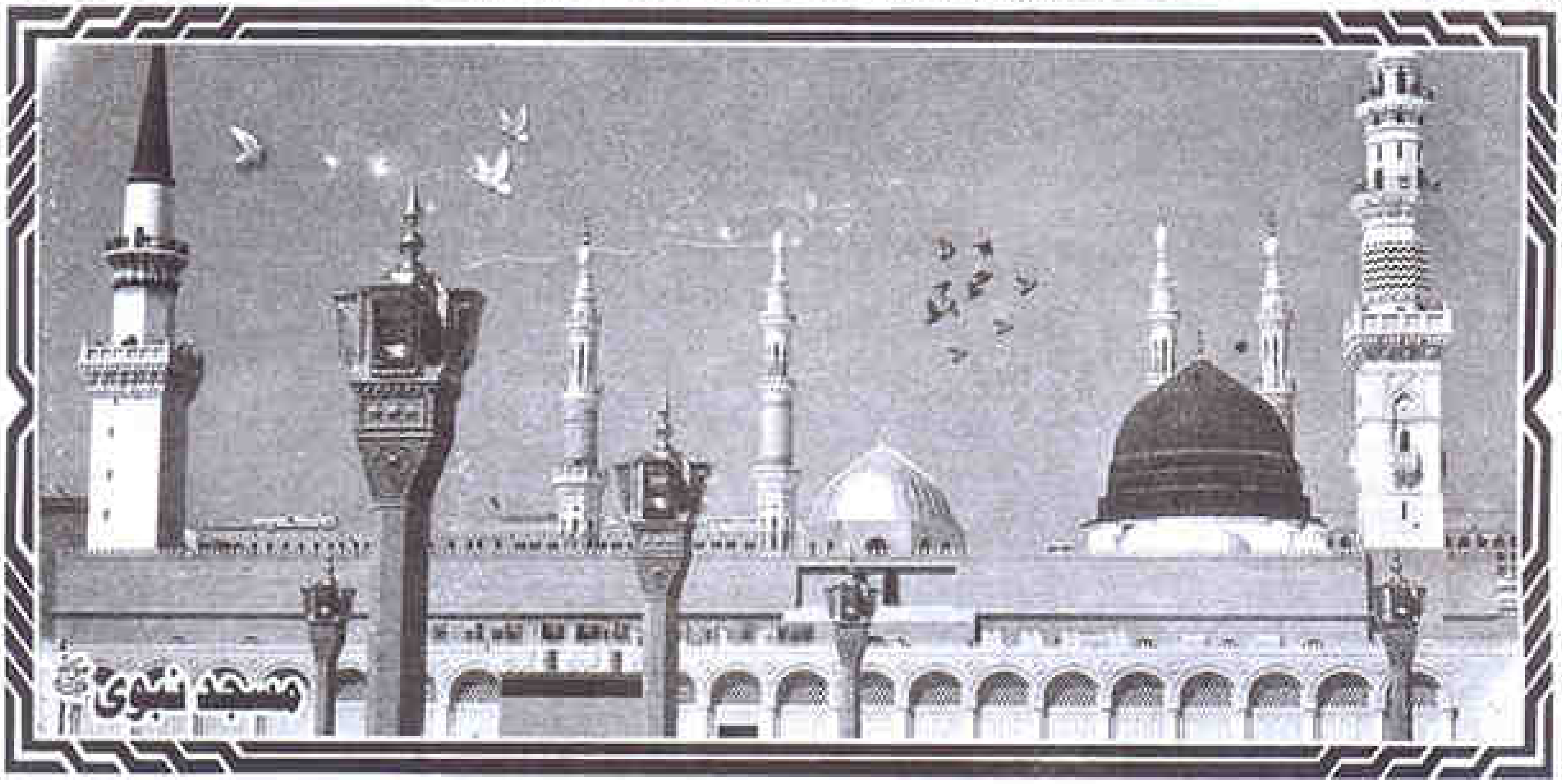

ایک دیہاتی کے سوالات اور رسول اللہ ﷺ کے جوابات

ایک دیہاتی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہو!

دیہاتی نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ:

☆ میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قناعت اختیار کرو، امیر ہو جاؤ گے۔

☆ میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جائے گے۔

☆ میں عزت والا بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کرو، باعزت بن جاؤ گے۔

☆ میں اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔

☆ میں عادل بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔

☆ میں طاقت ور بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرو۔

☆ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے ذکر اللہ کرتے رہا کرو۔

☆ میں رزق کی کشادگی چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ باوضو رہا کرو۔

☆ میں دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حرام کھانے سے بچو (حرام نہ کھاؤ)۔

☆ میں ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اخلاق اچھے کرلو۔

☆ میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عزوجل سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنابت کے فوراً بعد غسل کرلیا کرو۔

☆ میں گناہوں میں کمی چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے استغفار کیا کرو۔

☆میں قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ظلم کرنا چھوڑ دو۔

☆میں چاہتا ہوں، اللہ مجھ پر رحم کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عزوجل کے بندوں پر رحم کرو۔

☆میں چاہتا ہوں، اللہ میری پردہ پوشی کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔

☆میں رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بدکاری (زنا) سے بچو۔

☆میں چاہتا ہوں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو پسند ہو، اسے محبوب بنالو۔

☆میں اللہ کا فرماں بردار بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔

☆میں احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، وگرنہ یہ سمجھو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

☆یارسول ﷺ! کونسا عمل گناہ سے معافی دلائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنسو، عاجزی اور بیماری۔

☆کیا چیز دوزخ کی آگ ٹھنڈی کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چپکے چپکے صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرتے رہنا۔

☆سب سے بڑی برائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: برے اخلاق اور بخل۔

☆سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔

☆میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔ (کنزل العمال، مسند احمد)

منگنی کے موقع پر لڑکی والوں پر ناجائز بوجھ نہ ڈالا جائے

بانٹوا میمن جماعت کی بچیوں کے نکاح کے موقع پر لڑکے والوں کی طرف سے نکاح کے موقع پر تین سے چار (چند) افراد کا یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہا۔ پھر رفتہ رفتہ اچانک دلالوں کے کہنے اور حوصلہ افزائی پر نت نئے رواجوں کی ترغیب نے جنم لیا ہے۔ دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے جو بے حد تشویشناک بات ہے۔ موجودہ مشکل حالات میں بھی نکاح کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے سو سے زائد افراد کھانے پر جاتے ہیں اور شادی ہالوں میں بھی چار سے پانچ سو افراد پر مشتمل افراد کھانے پر بلوائے جاتے ہیں، یہ روش مناسب نہیں۔

جماعت کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے برادری کو سخت تاکید کی جاتی ہے۔ موجودہ پریشان کن حالات کے سبب مذکورہ غلط رسم و رواج کا خاتمہ بے حد ضروری ہے، ہم آپ سے عمل درآمد کرنے کی امید کرتے ہیں۔ ورنہ جماعت کے قوانین پر سختی سے عمل کرایا جائے گا۔ نیک خواہشات کے ساتھ

کنوینر غلط رسم و رواج خاتمہ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

فضول رسم ورواج اور نمود ونمائش

الحاج محمد صدیق پولانی مرحوم کی گجراتی تحریر کا ترجمہ

Late Saddique Polani

میمن برادری عظیم روایات کی حامل برادری ہے اور اس کی پوری تاریخ اعلیٰ مذہبی اور سماجی اقدار سے بھری ہوئی ہے۔ اس برادری کے ماضی کے کارنامے اس کے شاندار ماضی کے آئینہ دار ہیں، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں ہماری برادری ہمارے بزرگان اور آباؤ اجداد کے طور طریقوں اور طرز زندگی کو فراموش کر چکی ہے۔ ہر مرحلہ پر ہمیں آج اس سنہری دور کی یاد آتی ہے جب ہماری برادری کا ہر فرد بغیر کسی تذبذب اور پس وپیش کے صرف ان مثبت روایات اور رسم ورواج کو اپناتا تھا اور ان کا پابند رہتا تھا جو برادری کی پنچایت، کسی مرکزی ادارے یا بزرگوں کی طرف سے لاگو کئے جاتے تھے جبکہ آج یہ حال ہے کہ ہم ہر طرف سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف ان قوانین کو اپنا رہے ہیں جن کا بزرگوں اور برادری سے تو کجا اخلاقی ضابطوں سے بھی دور کا واسطہ نہیں۔ اس مختصر سی تحریر کو میں صرف تمہید باندھنے میں ضائع نہیں کرنا چاہتا، بلکہ بحیثیت ایک ادنیٰ سماجی کارکن اور خاص طور پر اس ذمہ داری کو ذہن میں رکھ کر جو مجھ پر آل پاکستان میمن فیڈریشن کے اعزازی جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے عائد ہوتی ہے۔

میں نہایت عاجزانہ اور مخلصانہ طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل ہماری برادری میں شادی بیاہ، ختنہ، استقبالیوں اور خوشی ومسرت کے ایسے دیگر مواقع پر اپنی متعلقہ جماعتوں وفیڈریشن کے قوانین شہر کے حالات اور اخلاقی ضابطوں کو جس طرح نظر انداز کر کے لوگوں کے لئے زحمت اور پریشانی پیدا کی جاتی ہے، وہ نہایت افسوسناک اور فکر انگیز بات ہے۔ فیڈریشن کی جانب سے بار بار دی جانے والی ہدایات کے باوجود شادی کے موقع پر عشائیہ اکثر وبیشتر گیارہ بجے سے پہلے نہیں شروع کیا جاتا جس کی ایک وجہ کھانے کا وہ عجیب سسٹم ہے جس میں جب تک تمام مہمان جمع نہ ہو جائیں، کھانا شروع نہیں کیا جا سکتا۔

علاوہ ازیں ویڈیو مووی بنانے کی طویل اور اکتا دینے والی رسم بھی اس کا ایک سبب ہے۔ بعض اوقات صرف دلہن کے نہ پہنچنے پر بھی سینکڑوں لوگوں کو بھوک اور انتظار کا عذاب سہنا پڑتا ہے اور یہ بات اب تک تمام اہلیان برادری کو معلوم ہو چکی ہے کہ ہماری برادری کی کئی خواتین کو ان تقاریب سے رات گئے گھر لوٹنے کے دوران اپنی نقدی اور زیورات سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں اور کبھی کبھار کرفیو کی پابندیوں اور ہنگاموں کی وجہ سے رات بھر اپنے عزیز واقارب کے یہاں ٹھہرنا بھی پڑا ہے۔

اسی حوالے سے یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ ہمارے یہاں اب بھی بے حد تاکید اور گزارشات کے باوجود کچھ لوگ شادی کے کارڈ فیڈریشن کے متعین کردہ طریقہ کار کے برخلاف نہایت قیمتی اور رنگین شائع کرتے ہیں۔ نیز ایسے موقعوں پر اپنے گھروں میں محفل موسیقی اور ناچ گانے کے دوسرے پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ان تمام خرافات کی بھرپور نمائش بھی کی جاتی ہے۔ لڑکیوں کے جہیز کے

مال سامان اور زیورات کو دلہن سے بھی زیادہ بنا کر سجا کر نمایاں کیا جاتا ہے اور عزیز و اقارب اور محلہ داروں کو اس کی نمائش میں مدعو کیا جاتا ہے۔

عقل حیران ہے کہ ہم کس سمت جا رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کو ہم کیا سبق دے رہے ہیں۔ میرا یہ لہجہ یقیناً کچھ تلخ ہو گیا ہے۔ مگر آپ اس تلخی میں سے سچائی کے کڑوے پن کو نظر انداز مت کیجئے اور خدارا غور کیجئے کہ ان خامیوں، کوتاہیوں اور برائیوں سے ہم کو حاصل کیا ہوتا ہے ماسوائے انا کی جھوٹی تسکین کے؟ آخر ہم کب تک اس دلدل میں پڑے رہیں گے؟ اور ہمارے ذات سے کب تک یہ معاشرہ پراگندہ ہوتا رہے گا؟

میں انسانیت کے نام پر اور ہمارے عظیم بزرگان کی اعلیٰ روایات کے نام پر پوری میمن برادری سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ از راہ کرم اس پہلو پر غور کیجیے، فضول رسم و رواج اور نمود و نمائش سے بچنے کی کوشش کیجیے۔ میمن فیڈریشن کے ضابطوں پر عمل کیجئے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیجئے کہ ایسا کرنا کار خیر بھی ہے اور کار ثواب بھی اور ہماری آنے نسلوں کے لئے یہ بھلائی اور بہتری کا پیغام بھی ہے۔

نوٹ: میمن فیڈریشن کے سماجی ضابطوں کے حوالے سے لکھا گیا اداریہ

مطبوعہ: پندرہ ''میمن نیوز'' (گجراتی)۔ چیف ایڈیٹر: محمد صدیق پولانی (اداریہ)

ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

ضروری گزارش

بانٹوا میمن جماعت سے تعلق رکھنے والے تمام ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ یکم اگست 2019ء سے منگنی رجسٹریشن فیس اور نکاح چھٹی فیس درج ذیل ہوگی جو لڑکے والوں کو ادا کرنی ہوگی۔

منگنی رجسٹریشن فیس مبلغ -/2,500 (پچیس سو) روپے

نکاح چھٹی فیس مبلغ -/5,000 (پانچ ہزار) روپے

قاضی اور مسجد کے اخراجات لڑکے والے الگ سے قاضی کو ادا کریں گے۔ تعاون کی ضروری گزارش کی جاتی ہے

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

رابطہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول

یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

فون نمبر 32768214 - 32728397

کورونا وائرس سے بچاؤ احتیاطی تدابیر سے ممکن ہے

تحریر: جناب عمیر حسن

دسمبر 2019ء میں چین کے شہر ووہان کے ایک شخص میں نوول کورونا وائرس کی تشخیص کے بعد اس مرض کا پھیلاؤ تیزی سے شہر بھر میں ہوتا چلا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہزاروں چینی باشندوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چین میں کورونا وائرس کی وجہ سے اس کی معیشت کو بھی کافی نقصان پہنچا اور کئی شہروں میں کاروباری سرگرمیاں معطل اور فیکٹریاں بند ہوگئیں۔ مگر کورونا وائرس کا وار صرف چین تک محدود نہ رہا بلکہ اس نے فروری میں کئی ممالک کے شہریوں کو اپنا نشانہ بنالیا، اب دنیا بھر کے 215 ممالک اس سے متاثر ہوچکے ہیں۔ عالمی سطح پر اس بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے اقوام متحدہ نے اسے عالمی وبا (Pandemic) قرار دیا ہے۔ کورونا وائرس کسی بھی متاثرہ شخص کی کھانسی یا چھینک سے خارج ہونے والے رطوبتوں کے چھوٹے قطروں Respiratory Droplets اور کورونا وائرس سے آلودہ چیزوں کو چھونے سے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کورونا وائرس سے متاثر ہوتا ہے تو اس میں بخار، کھانسی اور سانس لینے میں دشواری جیسی علامات سامنے آتی ہیں۔ اس بیماری کا تا حال نا تو کوئی علاج سامنے آسکا ہے اور نہ ہی کوئی ویکسین جو کہ اس کی روک تھام کرسکے۔

عالمی وبا: کورونا وائرس عالمی وبا کی تمام شرائط پر پورا اترتا ہے یعنی ایک ایسا وائرس جو نیا ہو لوگوں کو آرام سے متاثر کرسکتا ہو اور ایک آدمی سے دوسرے آدمی میں موثر انداز میں منتقل ہو رہا ہو۔ اب تک دنیا بھر میں تقریباً 170 ملین افراد کورونا وائرس سے متاثر ہوچکے ہیں جبکہ 35 لاکھ سے زائد اس وائرس کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں، سب سے زیادہ اموات امریکا میں ہوئی ہیں۔ اب تک 152 ملین سے زائد افراد اس مرض سے صحت یاب ہوچکے ہیں۔ پاکستان میں اس وائرس نے نو لاکھ سے زائد افراد کو متاثر کیا ہے جبکہ 20 ہزار سے زائد اموات ہوچکی ہیں۔

سماجی دوری: کورونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم سماجی دوری اختیار کریں۔ کورونا وائرس سے متاثرہ شخص یا جس پر شبہ ہو اسے قرنطینہ میں رکھا جاتا ہے یا انہیں اپنے گھر میں ہی خود ساختہ تنہائی اختیار کرنے کا کہا جاتا ہے۔ دیگر افراد کو بھی چاہیے کہ غیر ضروری

طور پر گھر سے باہر نہ نکلیں کیونکہ اگر لوگ بلاضرورت گھر سے باہر نکلیں گے تو ممکن ہے کہ کورونا وائرس سے متاثرہ شخص کے ذریعے یا کسی ایسی چیز کو چھونے سے جس پر کورونا وائرس موجود ہے۔ وہ خود بھی اس کا شکار ہوجائیں۔

احتیاطی تدابیر : کورونا وائرس کا علاج بنیادی طریقوں سے کیا جارہا ہے یعنی مریض کے جسم کو فعال رکھ کر، سانس میں مدد فراہم کرکے تا وقت کہ اس کا مدافعتی نظام اس وائرس سے لڑنے کے قابل ہوجائے۔ فی الحال کورونا وائرس سے بچنے کا واحد طریقہ احتیاط ہے اور یہ بات مقبول و معروف ہے کہ احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ لہٰذا اپنے ہاتھوں کو بار بار ایسے صابن یا جیل سے دھوئیں جو وائرس کو ختم کرسکتا ہو۔ کھانستے یا چھینکتے وقت اپنے منہ کو رومال یا ٹشو پیپر سے ڈھانپیں اور اس کے فوری بعد اپنے ہاتھ دھولیں۔ اگر دونوں میں سے فوری طور پر کوئی چیز پاس نہیں تو اپنے بازو پر چھینکیں یا کھانسیں کیونکہ اس خارج ہونے والے رطوبتوں کے قطروں سے آپ کے ہاتھ گندے نہیں ہوں گے۔ کسی بھی سطح کو چھونے کے بعد اپنی آنکھوں، ناک اور منہ پر ہاتھ لگانے سے گریز کریں کیونکہ اگر وہ سطح وائرس سے متاثرتھی تو یہ وائرس آپ کے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔ ماسک کا لازمی استعمال کرتے ہوئے سماجی احتیاطی فاصلہ برقرار رکھیں اور ایسے لوگوں کے قریب مت جائیں جنھیں کھانسی یا بخار ہو یا وہ چھینک رہے ہوں کیونکہ ان کے منہ سے وائرس رطوبتوں کے قطروں کے ذریعے نکل کر فضا میں کچھ وقت کے لیے موجود رہتا ہے۔ ایسے افراد سے کم از کم ایک میٹر یعنی تین فٹ کا فاصلہ رکھیں جبکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ چھ فٹ کا فاصلہ رکھا جائے۔

قوت مدافعت بڑھائیں : قدرت نے ہمیں قوت مدافعت کی صورت میں ایک بہترین تحفہ عطا کیا ہے۔ ہمارے جسم میں کچھ ایسے کیمیکلز اور سیلز پیدا کیے ہیں جن کی مدد سے ہم کسی بھی بیماری کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ قوت مدافعت کو بڑھانے میں خوراک انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

☆ اگر ہماری خوراک میں ضروری وٹامنز کی کمی ہوجائے بالخصوص وٹامن سی کی تو ہماری قوت مدافعت کم ہوجاتی ہے۔ ہری مرچ، بروکلی، امرود، اسٹرابیری، پپیتا، لیچی اور ترش پھل جیسے کہ کینو، سنگترا، مالٹا، لیموں وغیرہ میں وٹامن سی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم اپنی خوراک میں ان غذاؤں کا استعمال کریں تو ہمارے اندر وٹامن سی کی کمی پوری ہوجائے گی۔

☆ ایک اور اہم بات یہ کہ اگر ہمارے جسم میں پانی کی کمی ہوگی تو اس سے بھی قوت مدافعت متاثر ہوگی۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم بار بار پانی پیتے رہیں بہتر تو یہ ہے کہ دن بھر میں آٹھ سے بارہ گلاس پانی پی جائیں۔ پانی ہمیشہ روم ٹمپریچر پر پینا چاہیے (ماہرین نیم گرم پانی پینا بھی تجویز کرتے ہیں۔)

☆ جسم میں اگر نمکیات کی کمی ہو تو یہ بھی قوت مدافعت کو متاثر کرتی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لیے تازہ پھلوں کا رس اور ہری سبزیاں مفید ہوتی ہیں۔ ٹماٹر، کھیرا، گاجر اور چقندر کا جوس بھی اس حوالے سے کافی مفید سمجھا جاتا ہے۔

☆ خالص شہد اور زیتون کے تیل سے بھی قوت مدافعت بہتر ہوتی ہے۔

☆ خشک میوہ جات کے بھی بے شمار طبی فوائد ہیں۔ اعتدال کے ساتھ ان کا استعمال انسانی جسم کو مضبوط اور توانا بناتا ہے۔ روزانہ ایک مٹھی خشک میوہ جات کا استعمال صحت کے لئے بہتر ہے۔ ان میں بہت سے منرلز، وٹامنز اور اینٹی آکسیڈنٹس پائے جاتے ہیں جو قوت مدافعت کو بڑھانے میں معاون ہوتے ہیں۔

☆ذہنی دباؤ اور ذہنی تناؤ دونوں ہی قوت مدافعت کو کافی زیادہ متاثر کرتے ہیں۔لہٰذا تمام جھگڑوں، تنازعات اور ذہنی خلفشار سے دور رہیے، اپنے ذہن کو پر سکون رکھیں اور نیند پوری کریں۔ایک اور اہم بات کہ رات کے وقت موبائل کو زیادہ مت استعمال کریں بالخصوص تفریحی مقاصد کے لیے کیونکہ رات سونے کے لیے ہوتی ہے اور آپ کا ذہن سونا چاہتا ہے۔جب آپ موبائل استعمال کرنے کی وجہ سے نیند لینے میں تاخیر کرتے ہیں تو آپ کی نیند متاثر ہوتی ہے اس سے آپ کا پورا جسم تناؤ کی کیفیت میں رہتا ہے۔

☆روزانہ ورزش کرنے کا وقت متعین کریں، اس طرح آپ خود کو فٹ بھی رکھ پائیں گے اور قوت مدافعت میں بھی اضافہ ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی۔18 جون 2020ء)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ضرورت مند طلبہ و طالبات کو

پروفیشنل تعلیم کے لیے اسکالرشپ

زکوٰۃ فنڈز سے

بانٹوا میمن برادری کے وہ طلبہ و طالبات جو مالی وسائل نہ ہونے کے سبب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں مثلاً ڈاکٹرز، وکیل، انجینئرز، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، آرکیٹیک اس کے علاوہ دیگر ٹیکنیکل پروفیشنل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند اور ضرورت مند طالب علموں کے لیے بانٹوا میمن جماعت کی جانب سے مالی تعاون کیا جاتا ہے جو طلبہ و طالبات مالی سپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بانٹوا میمن جماعت سے رجوع کریں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

فون 32728397 - 32768214

محمد عمران محمد اقبال ڈنڈیا

کنوینر ایجوکیشن کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

ان کی باتوں میں لوگوں کی خوشبو

☆ جس کو مسلمان کا غم نہیں، وہ میری امت سے نہیں ہے۔
(حضور اکرم ﷺ)

☆ زندگی سادہ ہونی چاہیے ورنہ قیامت کے دن حساب میں پریشانی ہوگی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ لوگوں سے ملو تو اخلاق کی بنا پر اور کٹو تو اعمال کی وجہ سے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا اللہ پاک کا انعام ہے۔
(حضرت عثمان غنیؓ)

☆ جب تک کسی انسان سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔
(حضرت علیؓ)

☆ علم ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ علم و تعصب ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اگر علم ہوگا تو تعصب نہیں ہوگا۔ اگر تعصب ہوگا تو علم نہیں ہوگا۔ (حکیم لقمان)

☆ جس انسان میں غصہ زیادہ ہوتا ہے اس کے دوست کم ہوتے ہیں۔ (بقراط)

☆ جس قوم میں غدار پیدا ہوں گے، اس کے مضبوط قلعے بھی ریت کے گھروندے ثابت ہوں گے۔ (ٹیپو سلطان)

☆ جو شخص اپنے علم کی بنیاد تجربے پر نہیں رکھتا، وہ ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔
(جابر بن حیان)

☆ انسان کو اس کی عقل سے پہچانو شکل سے نہیں۔ (البیرونی)

☆ اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی فضول ضائع نہ کرو۔
(قائداعظمؒ)

☆ صحیح انسان کی نشانی یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کا بھی احترام کرتا ہے جس سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (مولانا محمد علی جوہر)

☆ انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے عظیم بنا دیتا ہے۔
(سرسید احمد خان)

☆ محبت نہ کرنے والا انسان اس درخت کی مانند ہے جو دھوپ میں تو جلے مگر دوسروں کو چھاؤں مہیا نہ کرسکے۔ (پروفیسر عبدالعزیز المیمنی)

☆ محبت سے زندگی بنتی ہے اور نفرت سے موت۔ (ٹیگور)

☆ جو شخص اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں رکھتا، وہ معراج انسان سے دور ہے۔ (برنارڈ شا)

☆ زندگی ایک پھول ہے اور محبت اس کی خوش بو۔ (اسٹالن)

☆ کم گو آدمی کا ہر جگہ اور ہر وقت استقبال ہوتا ہے۔ (برنارڈ شا)

☆ محبت آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھی جاتی ہے۔ (شیکسپیئر)

☆ عزت اتنی کرو کہ دوسرا تمہاری عزت کرنے لگے۔ (کارلائل)

☆ اگر آدمی بننا چاہتے ہو تو بنی نوع آدم کا احترام کرو۔ (روز ویلٹ)

☆ دنیا میں سب سے بہتر خیال یہ ہے کہ میں آج کون سی نیکی کرسکتا ہوں۔ (بنجمن فرینکلن)

یادِ رفتگان

خدمت کا پیکر

بانٹوا میمن برادری کے ممتاز اور سرکردہ سماجی اور فلاحی ہمہ جہت شخصیت

انہوں نے برادری کی مخلصانہ خدمات کا حق ادا کر دیا

محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا مرحوم

بانٹوا میمن برادری کی قابلِ فخر شخصیت محترم محمد ڈنڈیا کو ناداروں اور معذوروں کی بلا کسی امتیاز گراں قدر خدمات کے اعتراف کرتے ہوئے برطانیہ کی ملکہ الزبتھ دوم نے اپنی تاج پوشی کی تقریب کے موقع پر ایک خصوصی Coronation Medal 2 جون 1953ء کو پیش کیا

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل

M. Abdullah Dandia

محمد ولد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا بانٹوا میمن برادری کی ایک سرکردہ اور ممتاز سماجی شخصیت تھے۔ آپ نے برادری کے لیے جو جو کام کیے اور جس اخلاص کے ساتھ ہر فرد کی جس طرح مخلصانہ خدمات انجام دیں انہوں نے محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا کا نام بانٹوا میمن جماعت کی تاریخ میں اور ساتھ ساتھ بانٹوا میمن برادری کے دیگر اداروں کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے امر کر دیا وہ سراپا ایثار پسند انسان تھے، محبت اور پیار بانٹتے تھے، دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہوتے تھے اور مشکل وقت میں پریشان حال لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ آیئے سراپا ایثار و محبت بھری اس عظیم شخصیت کے حالاتِ زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پیدائش اور والدین : جناب محمد ڈنڈیا کے والد کا نام عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا تھا۔ اس خاندان کی پہچان یا اٹک (نکھ) ڈنڈیا تھی۔ محمد ڈنڈیا کی والدہ محترمہ رقیہ بائی ایک نیک دل خاتون تھیں۔ جناب محمد ڈنڈیا 26 مارچ 1912ء کو پیدا ہوئے۔ عبداللہ عبدالکریم اور محترمہ رقیہ بائی دونوں کا تعلق بھارت کی دھرتی گجری بانٹوا سے تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگریز برصغیر سے کوچ کی تیاریاں کر رہے تھے اور انڈیا کو دو آزاد ملکوں پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کرنے کے مطالبات جاری تھے۔ اس دور میں جناب محمد کی پیدائش ہوئی تھی۔

بھائی اور بہنیں : عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا کے ہاں جناب محمد کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں بھی پیدا ہوئی تھیں۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام حاجی سلیمان ڈنڈیا تھے اور ان سے چھوٹے کا نام محمد تھا۔ ان کے علاوہ ڈنڈیا صاحب کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔ غرض چھ بچوں اور دو ماں باپ پر مشتمل

یہ گھرانہ سکون اور امن کا گہوارہ تھا۔ یہ سب بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ پرسکون اور خوش و خرم زندگی گزارتے تھے۔

تعلیم و تربیت : جناب محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا نے مڈل تک پڑھ سکے جس کا انہیں زندگی بھر شدید احساس رہا۔ اس کا ازالہ انہوں نے اس طرح کیا کہ اپنی اولادوں کو تعلیم دلوائی اور سلیقے سے زندگی گزارنے کے قابل بنایا۔ آپ علم اور عالم کی بہت قدر کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور نوجوانوں کو تعلیم حاصل کرتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ آپ نے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ اس دور میں یہ تعلیم کم نہیں تھی بلکہ اگر دیکھا جائے تو اس کا معیار آج کے بی اے اور ایم اے سے بھی زیادہ تھا۔ جناب محمد نے انڈیا میں ہی اپنے آبائی شہر بانٹوا کے مدرسہ اسلامیہ سے تعلیم حاصل کی۔ اس اسکول کا تعلیمی معیار بہت اعلیٰ تھا اور وہاں سے حاصل کی ہوئی تعلیم جدوجہد کی زندگی میں ان کے بہت کام آئی تھی۔

عملی زندگی میں : جناب محمد بن عبداللہ ڈنڈیا نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد عملی اور پیشہ ورانہ میدان میں آنے کا فیصلہ کیا۔ اس زمانے میں تحریک پاکستان بھی چل رہی تھی اور انگریز برصغیر سے اپنی حکمرانی کو لپیٹنے کی تیاری کر رہا تھا اس لیے کاروباری اور تجارتی حالات زیادہ اچھے نہیں تھے۔ مگر آپ نے عملی میدان میں جدوجہد کا آغاز کر دیا اور بنگلور میں پہلی ملازمت سے اپنا کیریئر شروع کیا۔ وہ ایک ادارہ تھا جس کے آپ منیجر کے عہدے پر فائز ہوئے اور کافی عرصے تک اس منصب پر رہ کر دیانت داری سے اپنے فرائض بھی انجام دیئے اور عملی تجربہ بھی حاصل کیا۔

شادی اور اولادیں : جناب محمد ڈنڈیا کی پہلی شریک حیات کا نام محترمہ فاطمہ بائی تھا جن سے اللہ رب العزت نے انہیں تین اولادیں عطا کیں جن میں سے دو بیٹیاں حاجیانی زبیدہ بائی، حاجیانی امینہ بائی اور ایک بیٹا ہارون ڈنڈیا تھا۔

گراں قدر سماجی خدمات کے اعتراف میں ملکہ الزبتھ کی طرف سے جناب محترم محمد ڈنڈیا کے لیے اعزاز

ڈنڈیا صاحب کی دوسری شادی عبدالرحمٰن پولانی کی دختر محترمہ زبیدہ بائی سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں دیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے بیٹوں میں

☆ حاجی محمد صدیق ڈنڈیا ☆ حاجی عبدالحمید ڈنڈیا ☆ حاجی بشیر ڈنڈیا ☆ حاجی منیر ڈنڈیا

☆ حاجی جاوید ڈنڈیا ☆ حاجی اشفاق ڈنڈیا

بیٹیوں میں ☆ حاجیانی فرزانہ بائی زوجہ حاجی اشرف گاندھی ☆ حاجیانی زہرہ بائی زوجہ حاجی فاروق جاگڑا

اس طرح دیکھا جائے تو دونوں شادیوں سے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد ولد عبداللہ ڈنڈیا کو مجموعی طور پر چار بیٹیاں اور سات بیٹے عطا فرمائے تھے۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب محمد ڈنڈیا کثیر العیال تھے اور اس حوالے سے وہ واقعی خوش نصیب تھے کہ انہیں اولاد سعادت مند نصیب ہوئی۔

تحریک پاکستان اور پاکستان ہجرت : جس وقت برصغیر میں حصول پاکستان کی تحریک زور و شور سے چلی تو اس وقت جناب محمد ڈنڈیا ایک نوجوان سماجی ورکر تھے اور بڑے پرجوش نیشنل گارڈ بھی تھے۔ آپ نے لیگ نیشنل گارڈ کی حیثیت سے بڑی سرگرمی سے لیگ کی خدمات انجام دی تھیں۔ اس حوالے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد عبداللہ صاحب نے بھی تحریک پاکستان کے ایک بے لوث سماجی کارکن کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دی تھیں۔

قیام پاکستان اور کراچی آمد : آخر کار برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کی کاوشوں اور جانی و مالی قربانیوں اور انتھک جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان کا قیام عمل میں آگیا۔ 14 اگست 1947ء کو جب یہ آزاد اسلامی ریاست قائم ہوگئی تو برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کا رخ کیا۔ ہجرت کے وقت ان کے ساتھ جناب محمد ڈنڈیا بھی بوجھل دل کے ساتھ بانٹوا سے رخصت ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کا پورا خاندان تھا۔ ان لوگوں نے کراچی میں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ شہر اس وقت نئی اسلامی مملکت پاکستان کا دارالحکومت تھا اور آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا اور ترقی کر رہا تھا۔

جان محمد داؤد (مرحوم) اور حاجی سلیمان بھورا (مرحوم) بانٹوا ٹاؤن کا دورہ کیا۔ اس موقع پر محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا (مرحوم) تعمیراتی کاموں کی تفصیلات سے آگاہی دے رہے ہیں۔

پاکستان رولر فلور ملز کا قیام: کراچی میں ڈنڈیا فیملی نے قیام کے بعد جب معاشی اور اقتصادی جدوجہد شروع کی تو سب سے "پاکستان رولر فلور ملز" قائم کیا اور اس پراجیکٹ کے ذریعے ایک طرف آمدنی کے حصول کے ذرائع پیدا کیے اور ساتھ ہی اس علاقے میں آٹے کی سپلائی کا مسئلہ بھی حل کیا۔ آٹے کے ساتھ ساتھ جناب محمد ڈنڈیا نے دیگر اناج کا کاروبار بھی کیا اور رفتہ رفتہ اس کو مستحکم کرتے چلے گئے۔

بانٹوا میمن جماعت کا قیام۔ پلاننگ: 2 جون 1950ء کو بانٹوا میمن برادری کے بزرگوں اور مخلص حضرات نے پہلی بار کسی سرپرست ادارے کی ضرورت محسوس کی اور بانٹوا میمن جماعت کے قیام کے لیے غور وفکر کیا۔ اس حوالے سے "پاکستان رولر فلور ملز" میں برادری کے سرکردہ رہنماؤں کی ایک میٹنگ ہوئی۔ اسی میٹنگ کے بعد بانٹوا میمن جماعت کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ گویا 2 جون 1950ء کے جون میں یہ ادارہ قائم ہوگیا اور اس نے کام بھی شروع کردیا۔ اس طرح دیکھا جائے تو جناب محمد ڈنڈیا بانٹوا میمن جماعت کے بانی ارکان میں شامل تھے جنھوں نے اس ادارے کی بنیادیں رکھی تھیں اور بعد میں ان تمام ارکان کی اجتماعی کوششوں سے بانٹوا میمن جماعت مستحکم ادارے کی صورت اختیار کرتی چلی گئی۔

رونق اسلام گرلز اسکول: نگ واڑہ کا محمد عبداللہ اے کریم ڈنڈیا کے ہمراہ سیٹھ احمد داؤد نے دورہ کیا۔ اس موقع پر محترمہ خدیجہ حاجیانی سے گفتگو کرتے ہوئے۔

برادری کی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا مشن: محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا برادری کی بچیوں کو تعلیم کی طرف رغبت دلانے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا خصوصاً محترمہ خدیجہ حاجیانی صاحبہ کے قائم کردہ رونق اسلام گرلز اسکولز کے قیام، اس کی منصوبہ بندی میں ہمیشہ بھرپور ساتھ اور تعاون فرمایا۔ محترمہ خدیجہ حاجیانی صاحبہ کے فروغ تعلیم اور تعلیم نسواں کے مشن اور وژن محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا، حاجی سلیمان بھورا اور سیٹھ احمد داؤد کے علاوہ دیگر اراکین نے اول دستہ کا کردار ادا کیا۔ محترمہ خدیجہ حاجیانی محمد ڈنڈیا کو بھائی کے رشتے سے متعارف کراتی تھیں۔ مرحوم ہمیشہ بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے ہر مشن کو آگے بڑھایا اور ہر طرح کا مالی اور عملی تعاون کرتے رہے۔ آپ کی رحلت پر پاکستان میمن ویمن ایجوکیشنل سوسائٹی کی سیکریٹری محترمہ خدیجہ حاجیانی صاحبہ نے ادارے کے تعزیتی اجلاس میں مرحوم کی تعلیمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

سماجی خدمات اور بھلائی کی طرف: جناب محمد ڈنڈیا شروع سے ہی ایک پرخلوص سماجی خدمت گزار انسان تھے اور دوسروں کے کام آکر خوش ہوتے تھے۔ اگر ہم ان کی سماجی خدمات پر

سرسری نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے بے شمار ایسی خدمات بھی انجام دیں جو نہ تو ریکارڈ پر ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی کو علم ہے۔

ملکہ الزبتھ کی طرف سے محمد ڈنڈیا کے لیے اعزاز : جناب محمد ڈنڈیا نے جس خلوص اور جذبے کے ساتھ انسانیت کی خدمت کی تھی۔ ناداروں، مجبور بچوں اور معذور بچوں کو بلا کسی امتیاز تعلیم و تربیت دینے والے اداروں کی مالی سرپرستی کے اعتراف میں اس کا اعتراف ملکی سطح پر تو کیا گیا ہی تھا مگر غیر ملکوں نے بھی ان کی تعریف و توصیف کی۔ برطانیہ کی ملکہ الزبتھ دوم نے تو ڈنڈیا صاحب کو اپنی تاج پوشی کی تقریب کے موقع پر ایک خصوصی CORONATION MEDAL سے نوازا۔ اس حوالے سے ملنے والی تاریخی دستاویزات کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

بکھنگم پیلس : ہر میجسٹی دی کوئن کے حکم پر منسلکہ میڈل جناب محمد عبداللہ کو دیا جارہا ہے جو ملکہ برطانیہ کی تاج پوشی کی تقریب منعقدہ 2 جون 1953ء کو پیش کیا جائے گا۔

چیف کمشنر کراچی جناب اے ٹی نقوی کا خط بنام محمد عبداللہ

نمبر ایف 543(45) پبلک

کراچی۔۔۔ 16 جولائی 1954ء

ڈیئر مسٹر محمد عبداللہ

میں نہایت مسرت و امتنان کے ساتھ "کورونیشن میڈل" آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جو ہر میجسٹی ملکہ برطانیہ الزبتھ دوم نے اپنی تاج پوشی کی تقریب کے موقع پر آپ کے لیے بھجوانے کا حکم دیا ہے۔

آپ کا مخلص

(اے ٹی نقوی)

محمد عبداللہ اسکوائر

معرفت ریذیڈنٹ ڈائریکٹر محمدی اسٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ

کراچی ہاؤس۔ میکلوڈ روڈ۔ کراچی

جماعت اور دیگر اداروں میں مختلف عہدے اور ذمے داریاں : جناب محمد عبداللہ ڈنڈیا نے جس انداز سے خدمات انجام دیں اور جس جس موضوع کے حوالے سے کام کیا، ان کی وجہ سے انہیں مختلف اداروں میں مختلف عہدوں پر فائز ہو کر مختلف ذمہ داریاں نبھانی پڑیں۔ ان کا ایک سرسری جائزہ ذیل میں پرانے ساتھی ورکروں سے پوچھ کر تحریر کر رہا ہوں۔ بانٹوا میمن جماعت کے تو آپ بانیوں میں سے تھے۔ اس کے علاوہ آپ بانٹوا میمن راحت کمیٹی سے بھی وابستہ رہے اور پاکستان میمن ایسوی ایشن کے لیے بھی کام کرتے رہے۔ کراچی میمن کوآپریٹو ہاؤسنگ ایسوی ایشن کے لیے آپ کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھیں بانٹوا میمن جماعت وہ جماعت ہے جس کے ساتھ آپ کی وابستگی زندگی کی آخری سانسوں تک کسی نہ کسی حوالے اور کسی نہ کسی کیفیت میں قائم رہی۔

جماعت خانہ۔ زمین کی تلاش : بانٹوا میمن جماعت خانے کے لیے جب پلاٹ حاصل کرنے کا مسئلہ اٹھا تو آپ نے اس موقع پر سرگرمی دکھائی اور برادری کی ایک مخیر شخصیت سیٹھ صدیق آدم جانگڑا کے مالی اور عملی تعاون سے اس مشکل کام کو اپنے رفقائے کار سے انجام

دیا۔ صرف یہی نہیں آپ نے اپنی نگرانی میں اس کی تعمیر کا کام بھی مکمل کرایا۔

بانٹوا ٹاؤن کے لیے خدمات : جولائی 1960ء میں جب بانٹوا ٹاؤن کا سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت بھی ڈنڈیا صاحب نے جناب رحمت اللہ میمن اور دیگر حضرات کے ساتھ مل کر بانٹوا میمن برادری کے اس رہائشی پراجیکٹ (آبادکاری کے منصوبہ) کو آگے بڑھایا اور تقریباً 125 مکان غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کو دیئے۔

راحت کمیٹی سے وابستگی : بانٹوا میمن راحت کمیٹی کے لیے ڈنڈیا صاحب کی خدمات کا کوئی شمار نہیں۔ آپ 1956ء سے 1982ء تک اس کمیٹی سے وابستہ رہے اور اعزازی جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے گراں قدر مخلصانہ خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی زندگی کے یہ 25 سال راحت کمیٹی کے بھی سنہری سال کہلاتے ہیں۔ برادری کے غریب اور متوسط طبقے کے لیے فلاحی کام کیے۔

کچھ اور وابستگیاں : محمد ڈنڈیا صاحب میمن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کے چیئرمین اور پروموٹر تھے۔ دی پاکستان میمن ویمن ایجوکیشنل سوسائٹی بورڈ کے ایڈوائزر رہے۔ آپ ہی کے توسط سے بیت المال کو بانٹوا میمن راحت کمیٹی میں بدل دیا گیا تھا۔ آپ کے کریڈٹ پر ایک اور فلاحی ادارہ بھی ہے جس کا نام ہے "بانٹوا میمن کنزیومرز کوآپریٹو اسٹور" آپ نے اس کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔

انتقال : ہفتہ ۵ ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری مطابق 2 جنوری 1982ء کا دن بانٹوا میمن برادری میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس دن اس برادری کے مخلص رہنما جناب محمد عبداللہ ڈنڈیا اس دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔ اس طرح 1912ء میں بانٹوا میں طلوع ہونے والا سورج 1982ء میں کراچی میں غروب ہوگیا۔ 70 سال کی عمر میں رخصت ہونے والے جناب محترم محمد ڈنڈیا صاحب کے لیے اللہ رب العزت نے ربیع الاول کا ماہ مبارک منتخب کیا تھا۔ یہ ان کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے بڑا انعام تھا۔

تعزیتی اجلاس۔ قراردادیں : جناب محمد عبداللہ عبدالکریم ڈنڈیا کی وفات بانٹوا میمن برادری اور تمام میمن برادریوں کے لیے بڑا نقصان تھا۔ ان کی دائمی جدائی کی خبر سن کر برادری اور عزیز و اقارب اور کسی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اس طرح جدا ہو سکتے ہیں مگر موت ایک حقیقت ہے اور اس سے کسی کو فرار نہیں۔ وہ دنیا سے جا چکے تھے اور ان کی تدفین میوہ شاہ کے قبرستان میں قائم مسجد کے احاطے میں کی گئی۔ اب وہ دنیا میں نہیں۔ ان کے چاہنے والے انہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں مگر انہیں یاد ضرور کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کی یاد میں تعزیتی جلسے منعقد کیا گیا اور تعزیتی قراردادیں بھی پیش و منظور کی گئیں۔ 7 جنوری 1982ء کو مرحوم کی یاد میں ایک خصوصی تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس کا اہتمام درج ذیل 15 سماجی و فلاحی اداروں اور تنظیموں نے کیا تھا۔

☆ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
☆ بانٹوا میمن راحت کمیٹی
☆ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی
☆ میمن پریڈ کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ
☆ بانٹوا میمن والنٹیئر کور
☆ بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین
☆ بانٹوا ٹاؤن میمن ویلفیئر کمیٹی
☆ بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی
☆ کراچی میمن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ
☆ سوسائٹی میمن جماعت
☆ میمن ایجوکیشنل بورڈ
☆ میمن ہاؤسنگ سوسائٹی مسجد ٹرسٹ
☆ دی پاکستان میمن ویمن ایجوکیشنل سوسائٹی

اس تعزیتی اجلاس عام کی صدارت سیٹھ حاجی عبدالشکور طیب بلوانی نے کی۔ دیگر حضرات نے بھی مرحوم کی گراں قدر اور مخلصانہ خدمات کو

سرِ اجلاس میں درج ذیل حضرات نمایاں تھے: جناب جان محمد داؤد (ایڈووکیٹ)، حاجی عبدالکریم ویانی، جناب عبدالستار جیسلی بھائی میمن (ایڈووکیٹ)، جناب پیر محمد کالیا، جناب عمر فاضل فاروق، جناب حاجی محمد صدیق پولانی وغیرہ شامل تھے۔ اس تعزیتی اجلاس کی کارروائی کے دوران دو لاکھ روپے سے ایک ٹرسٹ قائم کرنے کا اعلان کیا گیا جس کا نام تھا: "محمد عبداللہ ڈنڈیا میموریل ٹرسٹ"

تعزیتی قرارداد: یہ تعزیتی اجلاس عام جناب محمد عبداللہ کی اچانک وفات (2 جون 1982ء) پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔ انہوں نے مسلسل تین عشروں تک اس اداروں کی خدمات انجام دیں وہ ایک نیک اور شریف النفس انسان تھے۔ ان کی بے مثال خدمات بانٹوا میمن برادری کی تاریخ میں ہمیشہ امر رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے تمام پسماندگان اور دوست احباب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: مضمون کی تیاری کے سلسلے میں مرحوم عبدالعزیز عثمان ایدھی مرحوم کے صاحبزادے حاجی محمد صدیق ڈنڈیا اور میمن سماج کی پرانی فائلوں سے معلومات اکٹھی کی گئیں جس کے لئے میمن ویلفیئر لائبریری کا بھی بے حد شکر گزار ہوں۔

ناول کورونا وائرس وباء سے اپنا بچاؤ اور احتیاط کریں

بانٹوا میمن جماعت آفس میں تشریف لانے والوں (مرد اور خواتین) کے لئے

ضروری گزارش

موجودہ ناول کورونا وائرس وباء کے باعث ہم سب کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔ جماعت کے معزز عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے ہدایت کی جاتی ہے۔ جماعت کے دفتر میں داخلہ کی اجازت فیملی کے ایک فرد کو ہے اور بچوں کا داخلہ سخت منع ہے۔ داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ اس نے ماسک پہنا ہو اور ہاتھوں کو Sanitizer کر کے دفتر میں داخل ہوں۔ دوسری بات یہ کہ خواتین اپنے مرحومین کے گھر "سوئم۔ قرآن خوانی" میں جانے کے بعد وہاں فاصلہ رکھیں اور ماسک پہن کر شرکت کریں۔ احتیاط بے حد ضروری ہے۔

نیک خواہشات

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اچھی شہرت کے دور رس اثرات

عبدالعزیز طیب جانگڑا مرحوم کی ایک یادگار تحریر

حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کا گزر جب ایک بستی سے ہوا تو بستی والوں نے ان کی کوئی مہمان نوازی نہیں کی۔ اس بستی میں آگے جاتے ہوئے ان کی نظر ایک گرتی ہوئی دیوار پر پڑی تو حضرت خضرؑ نے اس دیوار کی مرمت کردی۔ اس پر حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ جس بستی والوں نے ہماری کوئی پروا نہیں کی، ان کا کام آپ نے بلا معاوضہ کیوں کردیا۔ تو حضرتؑ نے کہا کہ اس دیوار کے نیچے یتیم بچوں کا مال دفن ہے اور اگر یہ دیوار گر جاتی تو دفن شدہ مال کی کوئی نشانی باقی نہ رہتی۔ چونکہ ان یتیموں کا باپ نیک اور صالح آدمی تھا اس لیے اللہ اس کی اولاد کے مفادات کی نگہداشت کرتا ہے اور یہی مجھے حکم ملا تھا جس کا تمہیں کوئی علم نہیں۔

مذکورہ آیات سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس کے اعمال اچھے ہوتے ہیں وہ اپنے اخلاق اور حسن عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ ہر شخص اس کی عزت کرتا ہے اور اسے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہے اور معاشرہ میں اس کا ایک مقام ہوتا ہے۔ اور اس کے اہل و عیال کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسے صالح شخص کی اولاد جب ہوش سنبھالتی ہے تو اس وقت اپنے والدین کو حاصل شدہ باعزت مقام کو دیکھ کر اس کا سر بھی معاشرے میں اونچا ہوتا ہے اور وہ فخر سے اپنے والدین کی پہچان کراتا ہے۔ اس کے برعکس ایک بدکردار اور بھٹکا ہوا شخص جسے جائز و ناجائز میں تمیز نہ ہو، وہ لوگوں کے مال و عزت سے کھیلنے کو اپنا مشن سمجھتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ناجائز طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال اپنی معصوم اولاد کو بھی کھلاتا ہے اور اپنی گھریلو زندگی کو بھی عذاب بنا کر رکھتا ہے لیکن قدرت کے قانون جزا و سزا کے تحت جب وہ شخص بار بار رسوائی اور بدنامی مول لیتا ہے تو اس موقع پر وقت اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ اگر اس نے دولت کمائی بھی ہے تب بھی معاشرے میں اس کا کوئی مقام نہیں اور نہ اس کی اولاد کی کوئی عزت ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت اس وقت سامنے آتی ہے جب وہ اپنی اولاد کے رشتے کے لیے اٹھتا ہے، اول تو وہ اپنی بری شہرت کی وجہ سے اچھے رشتے بھی حاصل نہیں کرسکتا اور اپنے مال و دولت کے زور پر اسے اگر رشتہ مل بھی جاتا ہے تو نہ خود اسے اور نہ اس کی اولاد کو عزت نصیب ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر ایک شریف النفس انسان جو کہ اپنی بیٹی کو شادی کے وقت قابل ذکر جہیز و سامان تو نہیں دے سکا ہے پھر بھی اس کی بیٹی کو اس کے والدین کی اچھی شہرت کی وجہ سے سسرال میں عزت کا مقام ضرور ملتا ہے۔ اس کے برعکس ایک جائز و ناجائز کی تمیز سے عاری شخص اگرچہ اپنی بیٹی کو کار، کوٹھی اور دنیا بھر کی اشیاء دے کر رخصت کرتا ہے، اس کی بیٹی کو کچھ عرصہ تک تو عزت ملتی ہے۔ جہیز کا بول بالا ہوتا ہے لیکن پھر موقع بہ موقع اس لڑکی کو اپنے والدین کے حوالے سے طعنے سننے کو ملتے ہیں۔ اس طرح ایک معصوم کو ناکردہ گناہوں کی سزا ملتی ہے۔ اس تلخ حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم میں ہر شخص اچھا یا برا کام انجام دیتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اس کے اعمال کا اثر صرف اسی کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کی اولاد کے مستقبل پر اثر انداز ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ایمان والو! ایمان والو! اپنی ذات کو اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''۔ (سورۃ مریم)

نماز نامہ

احادیث نبوی ﷺ میں ''نماز'' کو مومنوں کی معراج، دین کا ستون اور سرکار دو جہاں ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیا ہے

نماز... اللہ کے قرب کا بہترین ذریعہ

تحریر : یوسف عبدالغنی مانڈویا (مرحوم)

روایت کے مطابق ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مجھے کوئی ایسا راستہ بتایئے کہ میں جنت میں چلا جاؤں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم کسی مسجد کے موذن بن جاؤ۔ مذکورہ شخص نے کہا کہ یہ تو بہت مشکل کام ہے، کوئی آسان اور کم محنت والا ذریعہ بتایئے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر تم کسی مسجد میں امام بن جاؤ، وہ کہنے لگا یہ تو اور بھی مشکل کام ہے۔ جب تیسری بار حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم پہلی صف میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھا کرو، جنت میں چلے جاؤ گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ دریافت کیا جائے گا کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا جو لوگ مساجد آباد کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ جب دنیا سے پردہ فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں اپنی امت کو تین نصیحتیں کرتا ہوں۔ اگر میری امت نے ان پر عمل کیا تو وہ گمراہ نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو بتا دینا کہ نماز نہ چھوڑے۔ اس کے بعد زکوٰۃ دے اور اپنے ماتحتوں سے اچھا سلوک کرے۔

آپ فیصلہ کریں کہ امت اس پر کتنا عمل کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پوری دنیا میں رسوائی کا سامنا کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز مسلمان اور کافر میں تمیز کرتی ہے۔ مسلمان

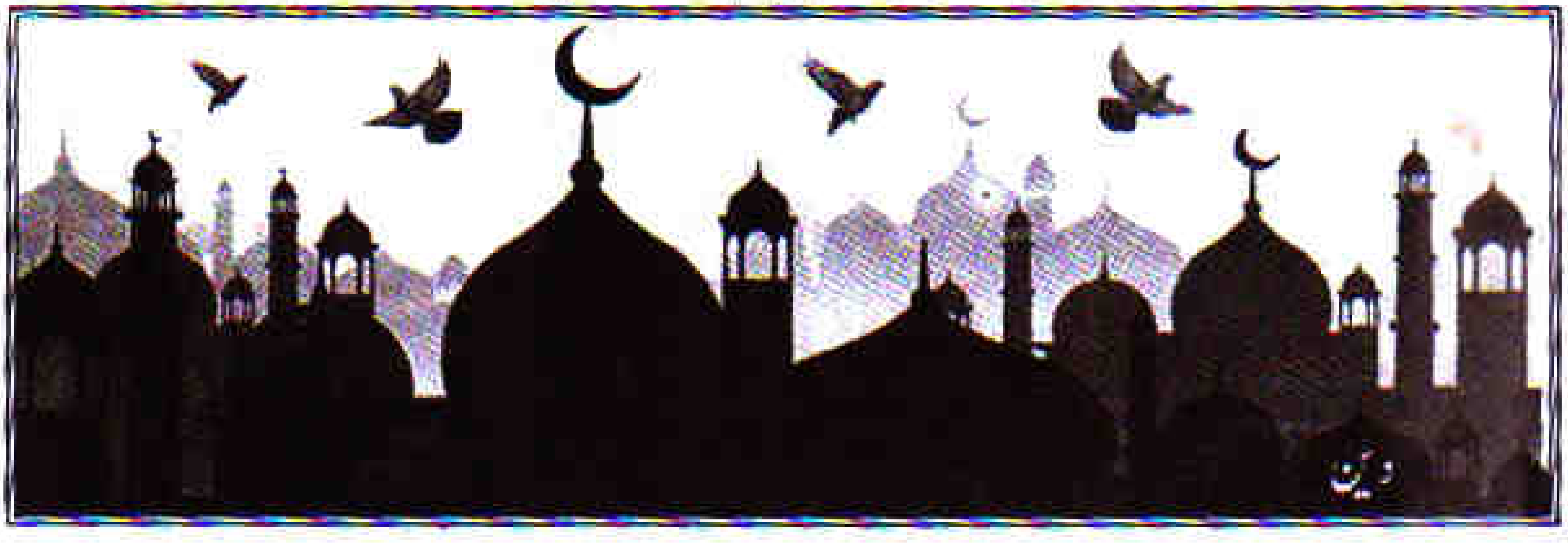

نماز پڑھتا ہے اور کافر نہیں پڑھتا۔ جب نماز فرض ہوئی تو صحابہؓ نے فرمایا کہ آج ہمیں اللہ سے ملنے کا ذریعہ مل گیا۔ جب مسلمان نماز کی نیت باندھتا ہے تو اس کے اور اللہ کے درمیان تمام پردے ہٹا دیے جاتے ہیں۔ موت کے بعد قیامت میں سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ جس کی نمازیں اور اچھی نکلیں گی اس کے بقیہ اعمال بھی اچھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے والوں کے لیے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے اور آخرت میں سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ بھی پکڑایا جائے گا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمان بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں چلا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے۔ نماز انسان کو باحیا بناتی اور گناہوں سے دور رکھتی ہے۔ یہ دین اسلام کی واحد عبادت ہے جو پورے سال دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے، حضرت بلالؓ سے فرمایا: بلال میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ سنی ہے تم کیا عمل کرتے ہو؟ حضرت بلالؓ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں ہر وقت وضو سے رہتا ہوں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتا ہوں۔

حضرت حذیفہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی سخت امر درپیش ہوتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتے تھے۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق "جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو اللہ جل شانہ اس دن اس کے وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں سے کیے ہوں اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب کو معاف فرما دیتا ہے۔"

سالم حداد ایک بزرگ تھے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے تاجر تھے۔ وہ جب اذان کی آواز سنتے تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر اور زرد پڑ جاتا تھا۔ "جب تیرا منادی (موذن) پکارنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں، ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے، اس کا کوئی مثل نہیں۔"

ہم اگر نماز کے فضیلت و اہمیت پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ یہ رحمتوں کا بیکراں سمندر ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ مساجد فرشتوں کے گھر اور بازار شیطان کی آماجگاہ ہیں۔" "نماز اللہ سے قرب کا ذریعہ اور اعتراف بندگی کا مظہر ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو نماز پڑھنے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (بشکریہ ماہنامہ محراب کراچی)

اپنی زکوٰۃ
اپنی بانٹوا میمن برادری کے مستحقین کو دینے
کے لئے BMJ کو یاد رکھیں

اوراق گم گشتہ۔ماضی کی ایک یاد

سیٹھ احمد داؤد اور داؤد فیملی کے دیگر ارکان کے اعزاز میں بانٹوا میمن جماعت کراچی کا

سپاسنامہ

بانٹوا میمن جماعت کی جانب سے مجھے یہ فخر اور اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ میں داؤد فاؤنڈیشن کے قیام کے موقع پر آپ سب کے لیے اظہار تشکر کر سکوں۔ یہ ایک ایسا فلاحی و رفاہی ادارہ ہے جس نے پورے ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جب ہم ادارہ فاؤنڈیشن کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں دنیا کے نامی گرامی اور معتبر تعلیمی اداروں کے نام آتے ہیں جیسے فورڈ فاؤنڈیشن، دی راک فیلر فاؤنڈیشن اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا کارنیگی انڈومنٹ ٹرسٹ۔ یہ فلاحی ادارے انسانیت کی بھلائی اور بہبود کے لیے خوب کام کر رہے ہیں اور بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اہم قدم اٹھاتے ہوئے جس طرح یہ فاؤنڈیشن قائم کیا ہے، اس کے پس پردہ بھی مذکورہ بالا اعلیٰ اور شریفانہ محرکات اور ترغیبات ہیں اور آپ نے اس کی خدمات قوم کے لیے وقف کر کے اپنی وسیع النظری کا ثبوت بھی دیا ہے اور یہ آپ کی اس ملک و قوم سے بے لوث محبت کی شہادت بھی دے رہی ہے۔ آپ حضرات کی اس سخاوت اور فراخ دلی نے ایک اور ٹھوس شہادت یہ بھی دی ہے کہ میمن برادری ایک ایسی برادری ہے جس کے دروازے بلا امتیاز عوام الناس کے لیے کھلے ہوئے ہیں اور یہ برادری کسی طبقے، گروہ یا گروپ کی ترجمانی نہیں کرتی بلکہ اجتماعی بہبود پر یقین رکھتی ہے اس لیے اس کی نظر میں رنگ، نسل، طبقے یا ذات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

Seth Ahmed Dawood

ہمیں امید ہے کہ پاکستان میں دیگر اقوام اور برادریاں بھی وسیع النظری کے اس مظاہرے کو دیکھیں اور سمجھیں گی اور میمن برادری کی بے مثال خدمات کی پیروی کرنے کی کوشش کریں گی۔ آپ حضرات جس طرح ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں، امید ہے اسی طرح دیگر حضرات

દાઉદ ફાઉન્ડેશનની સ્થાપના પર બાંટવા મેમણ જમાઅત તરફથી શેઠ આહમદ દાઉદ અને દાઉદ પરિવારના બીજા સભ્યોને આપવામાં આવેલ

માનપત્ર

શેઠ આહમદ દાઉદ અને દાઉદ ખાનદાનના બીજા માનવંતા સભ્યો,

દાઉદ ફાઉન્ડેશનના નામે દેશમાં વૈજ્ઞાનિક અને હુન્નર કળાની તાલીમ [illegible] માટે આપે જે મહાન પરોપકારી સંસ્થાની સ્થાપના કરી છે તેના માટે બાંટવા મેમણ જમાઅત તરફથી આપને આવકારવા અને મુબારકબાદ પાઠવવાની આ તક માટે હું ખુશી અને ગર્વ અનુભવું છું. દાઉદ ફાઉન્ડેશનનું નામ [illegible]

[illegible]

[illegible]

આપની આ મહાન ખિદમત પર આપને મુબારકબાદ પેશ કરીએ છીએ અને ઉમ્મીદ રાખીએ છીએ કે ભવિષ્યમાં આથી પણ મહાન પરોપકારી કામો કરવા માટે આપ શક્તિમાન બનો.

મુકામ
કરાચી
તા. ૧૯ મી મે ૧૯૬૧
DATE 19-5-1961

અમો છીએ
આપના શુભેચ્છક,
બાંટવા મેમણ જમાઅત, કરાચી.

بھی آپ کی تقلید کرتے ہوئے اس کارِ عظیم میں حصہ لیں گے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ آپ نے جو یہ قدم اٹھایا ہے، یہ بالکل صحیح سمت میں بالکل صحیح قدم ہے اور اس کی وجہ سے اس ملک کے بھی گروپ، بھی اقوام، تمام برادریاں اور افراد ایک مستحکم قوم میں ڈھل جائیں گے۔

واضح رہے کہ آپ نے اس کارِ خیر میں 25 ملین (2.5 کروڑ روپے) کی سرمایہ کاری کی ہے یعنی اس خطیر رقم سے اس فاؤنڈیشن کو کھڑا کردیا ہے۔ یہ پورے ایشیا میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا پراجیکٹ ہے اور ہم اس ضمن میں یہ بھی کہیں گے کہ ہمیں آپ کے ان علمی و تعلیمی کارناموں پر فخر ہے اور چونکہ آپ کے اس پراجیکٹ کا تعلق ہماری جماعت سے ہے اس لیے ہم اس کی کامیابی پر بے حد خوش ہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ یہ فاؤنڈیشن ہماری جماعت کے دیگر فاؤنڈیشنز میں ہماری ملک کے تاجروں، صنعت کاروں اور زراعت سے تعلق رکھنے والے شعبے کے حضرات کے فاؤنڈیشنز شامل ہیں جنھوں نے اچھے اور عملی مواقع کو یکجا کرکے اعلیٰ پیمانے پر خوشحالی اور خوشیاں حاصل کی ہیں۔

اس وقت دنیا کے جو حالات چل رہے ہیں ان میں مذکورہ بالا حضرات کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ملک کی ترقی اور بہبود کے سے سائنس اور ٹیکنالوجی کا اہم کردار ہے۔ خلا اور ایٹمی توانائی کے اس دور میں ہم پیچھے رہنے کا نقصان برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم قوموں کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں (جو ہم ان شاء اللہ ضرور حاصل کریں گے) تو ہمیں اپنی کوششوں میں سوگنا اضافہ کرنا ہوگا اور بالخصوص اپنے نوجوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھانا ہوگا۔

اس کے بغیر ترقی کا خواب محض خواب ہی رہ جائے گا۔ بلاشبہ آپ نے صنعت و تجارت میں بے مثال کامیابی حاصل کی ہے اور یہ ہم سب کے لیے بڑے فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ آپ نے نہایت شریفانہ آغاز کے بعد شان کے ساتھ اعلیٰ درجے تک رسائی حاصل کی ہے اور اس طرح ابھرتی ہوئی نوجوان نسل کے لیے روشنی کا مینار (لائٹ ہاؤس) بن گئے ہیں۔ آپ نے جس طرح مسلسل اور سخت محنت کی صنعت و تجارت میں دن رات ایک کیے اور اتحاد و اتفاق کی طاقت سے ایک بے مثال کامیابی حاصل کی جو آپ کی ٹیم ورک کا نتیجہ ہے۔

یہ فاؤنڈیشن آپ کی اور آپ کی فیملی کی جانب سے برادری کے لیے ایک بے مثال تحفہ ہے جس کے قیام کے لیے آپ کی فیملی کے ہر فرد نے اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ میں یہ سب کیوں اور کس لیے کہہ رہا ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری اس ساری بات چیت کے برعکس برادری کا ایک خاصا بڑا حصہ شدید غربت میں جتلا ہے اور وہ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ہمارے یہ غریب ساتھی اور نادار بھائی دن میں سولہ گھنٹوں تک سخت محنت اور جدوجہد کرتے ہیں اور اسی طرح وہ راتوں کو بھی آرام کرنے کے بجائے کام بھی کرتے ہیں۔ ہمارے یہ ساتھی چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں جیسے گھروں میں رہنے پر مجبور ہیں جن کے چاروں طرف غلاظت اور گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اس غیر صحت بخش ماحول میں رہنے پر مجبور ہیں۔ یہ لوگ نہ تو آرام کے نام سے واقف ہیں اور نہ ہی آسائش کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ پرتعیش زندگی ان کے نزدیک محض ایک خواب ہے جس کی تعبیر وہ شاید کبھی نہ پاسکیں۔ یہ بے چارے نہایت شدید قسم کے حالات میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی سخت زندگی کو اپنا مقدر سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہیں۔

ان سب لوگوں کے لیے آپ کی ذات ایک ایسی روشن و منور مثال ہے جس کی تقلید کرتے ہوئے یہ بھی اپنے خوابوں کی تعبیر پا سکتے ہیں۔ ہم آپ کے اس عظیم کارنامے پر آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں آپ کو ان تمام کوشش اور سخت محنت کے بدلے میں بھرپور کامیابی ملے گی۔

نیک خواہشات کے ساتھ

ہم سب آپ کے خیر خواہ

اراکین مجلس عاملہ

بانٹوا میمن جماعت کراچی

19 مئی 1961ء

گجراتی سے ترجمہ

محترمہ عصمت علی پٹیل

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

صنعت کار، تاجر اور بے روزگار حضرات متوجہ ہوں

ملازم کی ضرورت ہے یا ملازمت کی ہم سے رجوع کریں

ایمپلائمنٹ بیورو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام میمن برادریوں اور اداروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے گزشتہ 68 سالوں سے بلا معاوضہ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہمارے اس شعبہ کی کوششوں سے ہر ماہ کئی بے روزگاروں کی روزی (جوب) کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ اس وقت ملک کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں اور ملک میں بے روزگاروں کی تعداد بھی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اس وجہ سے اس شعبے پر خاصا بوجھ ہے اور خاصی درخواستیں آ رہی ہیں۔

اس ضمن میں میمن برادری کے اور دیگر کاروباری اداروں کے مالکان سے التماس ہے کہ اگر انہیں اپنی دکان، فیکٹری، ملز، آفس یا دیگر کسی کاروباری شعبے میں کسی قابل اور باصلاحیت اسٹاف کی ضرورت ہو تو وہ بانٹوا میمن جماعت کے دفتر "شعبہ فراہمی روزگار" سے رابطہ کریں۔ میمن برادری کے وہ افراد بھی جو بے روزگار ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں وہ ان تعطیل کے دن کے علاوہ شام 4 بجے سے شب 8 بجے تک بانٹوا میمن جماعت کے آفس میں آ کر اپنی سی وی (CV) اور جماعت کا کارڈ، سی این آئی سی (CNIC) کارڈ، جماعت کے نام درخواست معہ دو عدد تصاویر (فوٹو) ساتھ جمع کرا سکتے ہیں۔

تعاون کے طلب گار

محمد منظور ایم عباس میمن

کنوینر ایمپلائمنٹ بیورو کمیٹی

رابطہ موبائل: **0333-3163170**

ای میل: **bantvaemploymentbureau@yahoo.com**

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد رابعہ مینشن کراچی

دانتوں اور مسوڑھوں کی حفاظت ہی نہیں، منہ کی بو بھی دور کرتی ہے

مسواک

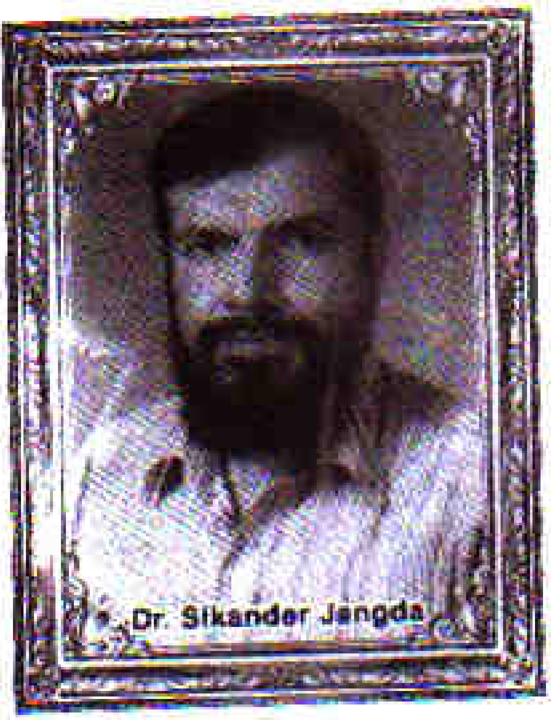

تحریر: ڈینٹل سرجن محمد سکندر جانگڑا، ماہر دندان

مسواک کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ اس کے روزانہ استعمال سے نہ صرف دانت صاف ستھرے اور چمک دار رہتے ہیں، بلکہ سانس میں بھی خوش گواری مہک پیدا ہوجاتی ہے۔ دین اسلام جہاں مسلمانوں کو جسمانی و ذہنی پاکیزگی کا حکم دیتا ہے، وہیں اس کی تعلیمات مسلمانوں کے جسم و لباس کی تطہیر کا بھی درس دیتی ہیں۔ اگر اسلام کے طہارت کے طریقوں پر غور کیا جائے، تو اس کا معیار سائنس کے طریقوں سے بھی اعلیٰ و ارفع نظر آئے گا۔ جیسا کہ نماز سے پہلے مسواک اور وضو کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ "حضرت جبرائیلؑ نے مجھے مسواک کرنے کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ میری امت پر واجب ہوجائے گی۔"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسواک منہ کی پاکیزگی اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔" مسواک حضرت محمد ﷺ کی محبوب سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ اور یہ وہ عمل ہے جس میں زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑتی اور خرچ بھی کم ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ "مسواک سے دماغ تیز ہوتا ہے۔" اب تو جدید سائنس نے بھی مسواک کی افادیت کا اعتراف کرلیا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق مسواک اینٹی سیپٹک بھی ہے اور اینٹی بایوٹک بھی۔ وہ دانتوں کو کیلشیم، کلورین فراہم کرتی ہے، بھوک بڑھاتی، نظام ہاضمہ درست رکھتی ہے۔ تیز منہ کی بو دور کرنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط کرتی ہے۔ اس میں موجود فاسفورس دانتوں کو غذا فراہم کرتا ہے، جب کہ اس کا رس جو ذرا سا کڑوا ہوتا ہے، وہ گلے کے امراض سے بچاتا ہے۔ مسواک کا مسلسل استعمال دائمی نزلے زکام سے بھی نجات دلاتا ہے، جب کہ باقاعدہ استعمال سے ناسور اور منہ کے چھالے بھی ختم ہوجاتے ہیں۔

جدید تحقیق کے مطابق ٹوتھ برش چاہے کتنی ہی اعلیٰ کوالٹی کا اور مہنگا ہو، استعمال کے بعد جس قدر بھی پانی سے دھوئیں، اس کی تہہ میں بے

ختم ہو جاتے ہیں، جب کہ مستقل استعمال دانتوں پر موجود چمک کی تہہ ختم کر دیتا ہے۔ مزید یہ کہ برش سے دانتوں کے درمیان خلا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس مسواک کے ریشے، جو کہ ڈنڈی کے متوازی ہوتے ہیں، دانتوں کے درمیان والی جگہ کی بہتر صفائی کرتے ہیں۔ مسواک کے لیے ہر اس درخت کی شاخ مناسب ہے، جس کے ریشے نرم ہوں، تاکہ دانتوں میں خلا پیدا ہو اور نہ ہی مسوڑھوں کو نقصان پہنچے۔ تاہم بہترین اور اعلیٰ مسواک پیلو، نیم، کیکر اور کیر کے شاخوں کی ہوتی ہے۔

پیلو کی مسواک نرم ریشوں والی ہوتی ہے۔ اس میں کیلشیم اور فاسفورس کی زائد مقدار پائی جاتی ہے، جو لعاب اور مساموں کے ذریعے دماغ تک پہنچ کر اسے قوت فراہم کرتی ہے۔ نیم کے درخت کی مسواک بھی نہایت مفید ہے۔ اس میں دانتوں کی جملہ بیماریوں کا علاج پوشیدہ ہے۔ کیکر کی مسواک، دانتوں کو تعفن اور پیپ سے بچاتی ہے۔ یعنی پائیوریا جیسی خطرناک بیماری سے محفوظ رکھتی ہے۔ اسی طرح کیر کی مسواک دانتوں کی تمام تکالیف ختم کر دیتی ہے۔ اگرچہ کیر کی مسواک زیادہ کڑوی ہوتی ہے، مگر اس کی یہ کڑواہٹ ہی دانتوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں موجود اجزا دانتوں کی چمک، مضبوطی اور پائیوریا جیسے امراض کے لیے اکسیر ہیں۔ مسواک ہمیشہ تازہ استعمال کریں، جب کہ استعمال شدہ مسواک کو دوبارہ استعمال کرنے سے قبل ہر بار ریشے کاٹ کے دانتوں سے نئے ریشے بنائیں۔

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے

کرونا سے بچنا ہوگا - فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں!　☆ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

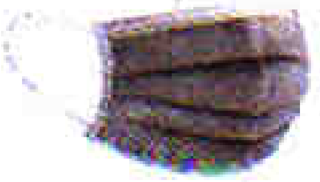

☆دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

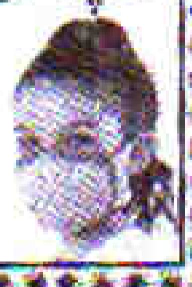

SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

تاریخ کے جھروکوں سے

تاریخ میمن کے حوالے سے تحقیق اور اہم معلومات افزا مضمون کا گجراتی سے ترجمہ

میمنوں کے جنم کی کہانی، تاریخ کی زبانی

آخر یہ لفظ کہاں سے آیا؟ اس کی اصلیت کیا ہے؟

میمن برادریوں کا احوال۔ کون کہاں سے، کب اور کس طرح آیا؟

میمن کردار کے دھنی اور اپنے قول و فعل کے پکے ہیں، اس لئے ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں

تحقیق و تحریر: الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم (بمبئی)

میمن مورخ اور ریسرچ اسکالر

مختصر تعارف: الحاج احمد عبداللہ غریب میمن برادری کے ممتاز اور صف اول کے مورخ اور ریسرچ اسکالر تھے۔ آپ ایک ایسی قابل صد افتخار شخصیت تھے۔ آپ نے میمن برادری کے ایک خادم خدمت گزار کی حیثیت سے میمن برادری اور عوام الناس کی گراں قدر خدمت کی۔ آپ کو قلم پر بھی عبور تھا۔ لہٰذا آپ نے علم وادب کے میدان میں اس کو خوب استعمال کیا اور بڑی پذیرائی حاصل کی۔ آپ کا ایک اور قابل ذکر تعارف یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک مذہبی اسکالر کی حیثیت سے بڑی عزت اور بڑا احترام حاصل کیا اور مذہبی حلقوں میں بہت پذیرائی حاصل کی۔ آپ نے حج کا سفرنامہ ''غریب کا حج'' تحریر کیا۔ علاوہ بے شمار اسلامی معاشرتی اصلاح کے موضوعات پر مضامین قلمبند کیے گئے جو گجراتی اور اردو زبان میں تھے۔ میمنوں کی تاریخ وثقافت کے موضوع پر قلمبند کیے گئے تحقیقی مضامین آج بھی حوالے (ریفرنس) کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔

حاجی احمد عبداللہ غریب ایک ایسے پرخلوص انسان تھے جس نے برادری میں محبت کے پھول کھلائے علم کے چراغ جلائے اور آگہی کا نور پھیلایا۔ بلاشبہ مرحوم کے میمن برادری پر بڑے احسان ہیں اور برادری ان کے احسانات کی ممنون بھی ہے اور مقروض بھی۔ میمن برادری کے لیے حاجی احمد غریب نے جس جذبے اور جس خلوص سے خدمات انجام دی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ ممبئی میں کئی سال تک دی میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے صدر رہے۔ آپ کی سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر تھی۔ آپ کی خواہش تھی کہ میمن برادری کا بچہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے اور آپ نے اس کے لیے تمام ممکنہ اقدامات بھی کیے اور کوششیں بھی۔ ''احمد عمر کالونی'' کے میمنوں کے لیے آپ کی خدمات سے بھی واقف ہیں۔ آپ نے سوسائٹی کے لیے بھی کام کیے اور میمن کالونی و میمن بینک کے لیے خدمات انجام دینے میں بھی پیش پیش رہے۔ بمبئی کی

ترجمہ اقرار نامہ میمنی

خلاصہ خاندان مصطفوی نقاوۂ دودمان مرتضوی ہادیٔ گم گشتگان رہنمائے مریدین پوست نشین غوث محی الدین سید احمد شہاب الدین جیلانی قادری ہمارے سروں پر آپ کا سایہ ہمیشہ قائم رہے۔

اے ہمارے قبلہ! خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت اور غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ الاقدس کے کرم اور خاص آپ کی نگاہ فیض سے ہم کفر کی نجاستوں اور شرک کی برائیوں سے آپ کے دست اقدس پر توبہ کرکے اسلام سے مشرف ہوئے اور مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور سلسلۂ عالیہ قادریہ سے منسلک ہوکر میمنی کے لقب سے ملقب ہوئے ہیں۔

اے ہمارے آقا ہم مندرجہ ذیل دستخط کنندگان کل جماعت میمنی کی طرف سے آپ کی بارگاہ میں تحریر پیش کرتے ہیں کہ آج سے محشر کے دن تک جماعت میمنی کا ہر فرد آپ کا آپ کی اولاد کا اور اولاد کی اولاد کا آپ کے پورے خاندان کا غلام ہے۔ اگر کوئی ہماری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے آپ سے یا آپ کی اولاد سے یا اولاد کی اولاد سے اور آپ کے خاندان سے دوری اختیار کرے منکر ہو یا روگردانی کرے وہ ہماری نسل سے نہیں۔ اس اقرار نامہ پر ہم خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو گواہ بناتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

زیادہ حد ادب

غلام از غلامان تو میمنی آدم ۔ میمنی عبداللہ ۔ میمنی عبداللطیف ۔ میمنی عبدالاحد ۔ میمنی عبدالواحد ۔
میمنی صلاح الدین ۔ میمنی کرم اللہ ۔ میمنی طیب ۔ میمنی محمد جعفر ۔ (گجراتی میں)

میمن قبائل کے نام

اکلائی عرف کھیڑے۔ بھوڑے۔ کابھیائی۔ جونسائی۔ سایوائی۔ ٹھکڑے۔ داکائی۔ کھیدے۔ دھیان۔ گڑے۔ گرے۔ کلائی۔ وہاڑ۔ کھیدائی۔ دھیرے۔ بھنڈے۔ ہکائی۔ ہانائی۔ بڑیچے۔ آکیانی۔ ریچے۔ کاچے۔ کاٹھیاواڑے۔ بھینائی۔ کاگڑے۔ کھلسائی۔ چھار۔ کہاپے۔ ٹھی۔ ونانی۔ ویجھاٹ۔ بھیاڑے۔ ہنگر۔ بھنڈے۔ دھڑے۔ ڈھنڈ۔ ہانو۔ آڑیچے۔ ہرچے۔ کیالی۔ لوے۔ دیی۔ ہرمے۔ جعفرانی۔ بچے والے۔ ہالگڑے۔ ہابے۔ لاکھائی۔ لورانی۔ کاووتی۔ کنکانی

مارکیٹ میمن جماعت اور کوسہ محلہ میمن جماعت کی صدارت بھی آپ کے پاس رہی۔ آپ کئی سال تک ''انجمن خدام النبی'' کے اعزازی جنرل سیکریٹری بھی رہے اور صدر بھی۔ آپ کئی سال تک صابو صدیق ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ممبئی کے ٹرسٹی رہے۔ آل انڈیا میمن جماعت فیڈریشن سے بھی وابستہ رہے۔ آپ جماعت کے مینجنگ ٹرسٹی رہے۔

مرحوم حاجی احمد غریب ایک نامور بزنس مین تھے۔ کئی اداروں کے صدر اور ٹرسٹی تھے مگر کردار ایسا عمدہ کہ کبھی غرور کیا نہ تکبر۔ عام سماجی ورکر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ حج کے دنوں میں جب حاجیوں کے بحری جہاز سفر کے لیے تیار ہوتے تھے تو حاجی احمد غریب ان کی خدمت کرکے دعائیں لیتے تھے۔ آپ پانی کی بالٹیاں بھر کر ان میں برف ڈالتے اور بحری جہازوں پر سوار عازمین حج کو ٹھنڈا پانی پیش کرتے تھے۔ ظاہر ہے اس کے بدلے میں حج پر جانے والے انہیں خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔

آپ کی طبیعت میں بلا کی سادگی اور انکساری تھی۔ بمبئی کی سرکاری حج کمیٹی میں حاجی احمد غریب ضرور شامل ہوتے تھے کئی بار آپ کو اس کمیٹی کا سربراہ بھی مقرر کیا گیا۔ کئی بار آپ کو سرکاری خرچ پر حج پر جانے والے حج ڈیلی گیشن میں بھی شامل کیا گیا جس کے لیے آپ کو کچھ بھی نہ دینا پڑتا اور حج مفت ہوتا۔ مگر آپ نے یہ پیشکش قبول نہیں کی۔ حج پر ضرور گئے مگر اس کے لیے تمام خرچ اپنی جیب سے کیا بلکہ آپ کا دستور تھا کہ ہر مرتبہ چند مستحق افراد کو اپنے ساتھ حج پر لے جاتے تھے اور ان کے تمام اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔

حاجی احمد غریب کی علمی و ادبی خدمات کا احاطہ اس مختصر تحریر میں کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ آپ نے اپنے قلم سے بہت کام کیے، بڑی خدمات انجام دیں اور دین کی تبلیغ بھی کی۔ آپ نے ناقدین سے اپنے آپ کو ایک اچھا اور موثر رائٹر تسلیم کرایا۔ ویسے تو حاجی احمد عبداللہ غریب ساری زندگی انڈیا کے شہر بمبئی میں رہے مگر آپ نے اپنی زندگی کے آخری ڈیڑھ دو سال پاکستان میں گزارے۔ اس ملک میں بھی آپ نے اپنی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور یہاں بھی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی اور آل پاکستان میمن فیڈریشن کی مجلس منتظمہ میں شامل رہے۔ پاکستان میں بھی آپ ہی کے ہاتھوں ''خدام النبی ﷺ'' کمیٹی قائم ہوئی اور حسب سابق اس کمیٹی نے حاجیوں کی خدمت کی۔

الحاج احمد عبداللہ غریب نے 14 جولائی 1967ء کو وفات پائی۔ مگر دار الفانی سے جاتے جاتے ساری دنیا کو یہ سبق دے گئے: ''نام و نمود اور دکھاوے سے کوسوں دور رہو اور باتوں کے بجائے عملی کام کو ترجیح دو۔'' (تعارف از قلم مترجم)

ابتدائیہ : لفظ میمن کے حوالے سے ہونے والی بحث اب ایک طویل مدت اختیار کر چکی ہے۔ ہمارے تاریخ داں، محققین اور ریسرچ اسکالرز نہ جانے کب سے اس لفظ کی اصل کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور متعدد حضرات نے اس حوالے مختلف خیالات اور نظریات پیش کیے ہیں اور ہر محقق کی اپنی سوچ اور اپنی فکر ہے اور وہ اپنے اپنے اعتبار اور اپنے آپ کو ملنے والے حوالوں سے اپنے دلائل دے رہا ہے۔ ''میمن'' لفظ نے کب اور کس طرح جنم لیا، اس کے پیچھے کیا کیا حقائق ہیں۔ آج بھی میمن برادری کے تاریخ داں اس حوالے سے ریسرچ میں مصروف ہیں۔ وہ ابھی تک کسی ٹھوس یا حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ جب بات تحقیق کی کی جاتی ہے تو ہر تاریخ داں کی رائے کا احترام کرنا پڑتا ہے مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان مورخین کی آراء ایک دوسرے سے بہت حد تک مختلف اور منفرد دکھائی دیتی ہیں جو کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچنے دیتیں۔ اس حوالے سے ماہرین اور ریسرچ اسکالرز نے جو جو حوالے دیے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے کچھ قابل قبول باتیں سامنے آئی ہیں جن پر ذیل میں روشنی ڈالی جارہی ہے۔

قومِ میمنی سے اوّل جو مشرف باسلام ہوئے ان کے نام

مانک جی داس-ان کے دو بھائی سندر جی اور کانجی۔..... مانک جی کا اسلامی نام آدم اور ان کے بڑے فرزند کنور جی کا **احمد** اور چھوٹے فرزند بھوج راج جی کا **غلام محمد**۔

اور ان کے بھائی سندر جی کا **عبداللہ**۔ان کے بڑے فرزند دھراج جی کا **غلام علی**۔اور چھوٹے فرزند سوم جی کا **غلام محی الدین**۔

اور چھوٹے بھائی کانجی کا **عبداللطیف**۔ان کے فرزند ست رام جی کا **غلام حیدر**۔

قوم لہانہ کے دو دھرم گرو جن سے ایک کا نام چتر بھوج جی، اس کا نام **عبدالاحد**۔ان کے فرزند شنکر لال کا نام **غلام احمد**۔

دوسرے گرو دریا داس کا **عبدالواحد**۔ان کے فرزند رو جی کا **غلام حسن** اور ان ہر دو گرو کے ہونہار چیلے نارائن جی کا **غلام حسین** رکھا۔

یہ دونوں گرو اور چیلا **میمنی آدم سیٹھ** کے رشتہ داروں سے تھے۔

اقرار نامہ قومِ میمنی بر تختیِ برنجی در بدین ملک سندھ

سلالۂ خاندان مصطفوی نقارۂ دودمان مرتضوی ہادیٔ گم گشتگان رہنمائے مریدان پوست نشین غوث محی الدین سید احمد شہاب الدین جیلانی قادری ہمیشہ بر فرق ما ظل تو قائم باد۔

قبلہ گاہا بعنایت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بکرم غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ و خاص نظر فیض نواز و نفس کفرو ارجاس شرک بدست اقدس تو توبہ کردہ مشرف باسلام و مقلد بمذہب ابوحنیفہ و مسلک بسلسلۂ قادریہ شدہ ملقب بہ میمنی گشتیم۔

شاہا! دستخط کنندگان ذیل منجانب کل جماعت میمنی رقم کردہ پیش کش تو میکنیم کہ از امروز تا روز محشر ہر ہر فرد از جماعت میمنی غلام تو و اولاد و اولاد و اولاد و خاندان تو ہست۔

اگر کسے از اولاد و اولاد و اولاد ما از تو و از اولاد و اولاد و اولاد و خاندان تو ابا درزد و منحرف و روگردان شود، آں از نسل ما نیست۔

برایں اقرار خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم را گواہ می سازیم۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ زیادہ حد ادب

روز دوشنبہ یازدہم (۱۱) ربیع الثانی شریف ۸۳۱ ہجری

قبول اسلام کے وقت دیا گیا لقب "مومن" بگڑ کر میمن ہو گیا تھا: اس حوالے سے سب سے اہم اور ٹھوس حوالہ یہ دیا جاتا ہے کہ کسی زمانے میں جب ایک مسلمان بزرگ حضرت پیر سید یوسف الدین قادری نے سندھ سے ریاست کچھ ہجرت کرنے والے غیر مسلم حضرات کو ایک گھنے جنگل میں مشکل میں گرفتار دیکھا جو بھوک اور خاص طور سے پیاس سے بلک رہے تھے تو انہیں ایک خصوصی کرامت کا مظاہرہ کیا اور ان غیر مسلموں کو ان مشکل حالات میں یہ وعدہ لے کر پانی فراہم کر دیا کہ وہ اس کرامت کے بعد بہ مشرف بہ اسلام مسلمان ہو جائیں گے تو یہ پورے قافلے والے مسلمان ہو گئے۔ حضرت پیر سید یوسف الدین قادری نے ان کے قبول اسلام کے بعد انہیں "مومن" یعنی ایمان والا کہہ کر پکارا۔ شروع میں یہ لوگ مومن ہی کہلائے مگر بعد میں یہ لفظ زبانوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے اور کچھ جغرافیائی اثرات کے تحت بدل کر "میمن" ہو گیا۔ یہ اس حوالے سے پہلی تھیوری ہے اور میمن برادری کے اکثر حضرات اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی نظریے کو سچ مانتے ہیں۔ مگر بعض ماہرین لسانیات اس تھیوری کو سچ نہیں مانتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ لفظ اس طرح نہیں بدلا کرتے۔

دوسرا خیال: میمن عربی لفظ مامون سے ماخوذ ہے: ہم سب جانتے ہیں کہ "مامون" ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں: محفوظ۔ چونکہ یہ قوم ایک امن پسند قوم ہے اس لیے خود بھی محفوظ (مامون) رہتی ہے اور دوسروں کو بھی محفوظ (مامون) رکھنے کی خواہش مند ہوتی ہے۔ اس لیے اسے کسی دور میں "مامون" کہہ کر پکارا گیا تھا جو بعد میں بگڑ کر اور بدل کر "میمن" بن گیا۔ مگر اس تھیوری کو سچ ماننے کے لیے درکار ٹھوس اور مستند حوالے موجود نہیں ہیں اور نہ ہی تاریخ اس بارے میں کہیں بھی کوئی سراغ دے رہی ہے بلکہ تاریخ کے صفحات اس حوالے کے بارے میں مکمل طور پر خاموش ہیں اس لیے اس تھیوری کو ماننے میں تاریخ داں تامل کر رہے ہیں، چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے کہ میمن لفظ تاریخ کے کسی دور میں مامون تھا جو بعد میں بدل کر "میمن" بن گیا۔ اس لیے یہ خیال بھی صرف خیال ہی رہا ٹھوس ثبوت نہ بن سکا۔

تیسرا خیال: میمن کا اصل لفظ میمنہ ہے یعنی دائیں طرف والے: اور اب ہم بات کرتے ہیں تیسرے خیال یا تیسرے نظریے کی۔ وہ یہ ہے کہ اس لفظ کی اصل "میمنہ" ہے اور میمنہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: دائیں طرف والے یعنی کامیاب لوگ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جن صوفی بزرگ نے ان سندھی پریشان حال افراد کو پانی فراہم کرنے کے بعد اسلام قبول کروایا تھا، انہوں نے یہ دعوت قبول کرنے والوں کو میمنہ یعنی دائیں طرف والے یا بالکل صحیح لوگ کہہ کر پکارا تھا اور جن لوگوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کی تھی، انہیں بائیں طرف والے یا میسرہ کہہ کر پکارا گیا تھا جس کا مطلب تھا: دعوت رد کرنے والے لوگ! یہ بات تو کہہ دی گئی مگر اسے بھی بعض تاریخ دانوں اور ریسرچ اسکالرز نے محض مفروضہ کہہ کر پکارا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ اگر یہ غلطی تحقیق بھی ہے تو اس میں ضروری اور ٹھوس تاریخی حوالے کیوں موجود نہیں ہیں۔ صرف زبانی طور پر ان باتوں سے ہم یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ واقعی یہ لفظ "میمنہ" سے بگڑ کر "میمن" ہو گیا ہے۔

چوتھا خیال: میمن لفظ سے مراد ہے موتیوں کا کام کرنے والے ترازو باٹ سے وابستہ برادری: اب اس بارے میں ہم ایک چوتھے نظریے یا تھیوری کی بات کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ بعض تاریخی حوالے یہ بتاتے ہیں کہ کسی زمانے میں موتیوں اور ہیرے جواہرات کا کام کرنے والی ایک قوم ہوا کرتی تھی جو "میمان" کہلاتی تھی۔ یہ قیمتی پتھروں کے ساتھ ساتھ ترازو اور باٹ کی تیاری کا کام بھی کرتی تھی مگر ان سے صرف ہیرے جواہرات اور موتی تولے جاتے تھے اور یہ کام کرنے والی قوم یا برادری "میمان" کہلاتی تھی۔ ایک اور تاریخی حوالہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ قوم جس پہاڑی کے دامن میں رہتی تھی وہ بھی "میمان" ہی کہلاتی تھی۔ بعد میں یہ لفظ اپنے سفر

کے دوران بگڑا اور ''میمن'' بن کر ایک نئے روپ میں سامنے آگیا۔

لفظ ''میمن'' کہاں سے نکلا۔ اس نے کن کن مقامات سے سفر کیا۔ یہ کس طرح آپ کے سامنے آیا اور اپنے ارتقائی سفر میں اس نے کون کونسے روپ اختیار کیے۔ یہ ساری بحث توجہ طلب بھی ہے اور وقت طلب بھی مگر ایک بات طے ہو چکی ہے کہ اب لفظ ''میمن'' اپنی میمن برادری کا حصہ بن چکا ہے اور اس کی اہم شناخت کے روپ میں سامنے آگیا۔ اب ''میمن'' جب اور جہاں سے بھی آیا ہے، ہمارے لیے قابل قبول ہے۔ یہ ہمیں اچھا لگنے لگا ہے اور ہم ان سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔

میمن کہاں کہاں رہتے ہیں ؟ میمن برادری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی غالب اکثریت سنی ہے اور اسی مسلک کے عقائد پر یقین رکھتی ہے اسی لیے میمن اکثر ان جگہوں پر رہتے ہیں جہاں سنی آباد ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سنی حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان برصغیر کے لگ بھگ پورے ہی حصے میں آباد ہیں۔ انڈیا کی ریاست کچھ، کاٹھیاواڑ، گجرات اور انڈیا کے عروس البلاد بمبئی میمن برادری کی ایک بڑی تعداد آباد ہے اور اپنے روایتی کلچر، تہذیب اور تمدن سے پیار کرتی ہے اسی لیے نہایت آسودگی اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ویسے تو میمن برادری کے افراد پوری دنیا میں ہی آباد ہیں مگر مذکورہ بالا علاقوں اور خاص طور سے بمبئی میں ان کی اکثریت رہتی ہے اور اتنی بڑی تعداد میں رہتی ہے کہ بمبئی نے میمنوں کی ایک علیحدہ ہی شناخت بن چکی ہے اور بمبئی کے حوالوں نے خاص معتبر بن چکی ہے۔ 1947ء سے پہلے میمنوں کی ایک بڑی تعداد انڈیا کے علاوہ جنوبی افریقہ اور پاکستان (برصغیر پاک و ہند) کے ساحلی علاقوں میں بھی آباد تھی۔ کراچی اور اندرون سندھ میں بھی ان کی اکثریت رہائش پذیر تھی۔ پھر جب پاکستان بن گیا تو میمنوں کی بڑی تعداد نے اپنے نئے وطن کے لیے پاکستان کا انتخاب کیا۔ وہ بہت بڑی تعداد میں مشرقی اور مغربی یعنی پاکستان کے دونوں حصوں میں آنے لگے (ہجرت کرنے لگے) کیونکہ ان دونوں خطوں سے میمنوں کا پرانا رشتہ اور تعلق تھا۔

مغربی پاکستان میں میمن برادری نے اپنی رہائش کے لیے خاص طور سے کراچی، حیدرآباد، سکھر، نواب شاہ اور میرپور خاص کو پسند کیا جبکہ مشرقی پاکستان میں آباد میمن برادری سے تعلق رکھنے والے افراد کی بڑی تعداد نے ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں سکونت اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض میمن حضرات نے اپنے لیے سیلون، برما، جنوبی افریقہ، ملائیشیا، انڈونیشیا، چین، جاپان، مشرق وسطی کے ملکوں کے ساتھ ساتھ برطانیہ، فرانس، جرمنی اور امریکہ وغیرہ کا انتخاب کیا اور ان مقامات پر مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مذکورہ بالا ممالک میں میمنوں کی بڑی تعداد آباد ہے جو ان ہی خطوں کی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

میمنوں کی ایک بڑی خدمت۔ ہندوئوں کے تجارتی خلاء کو پر کیا: میمنوں نے ہر دور میں دوسری اقوام کی مدد کی اور امن کے ساتھ رہتے ہوئے ان ملکوں کی ترقی اور خوشحالی کے لیے کام کیے مگر میمن برادری نے قیام پاکستان کے بعد اس نومولود اسلامی ریاست کی انوکھے انداز سے خدمت کی۔ وہ یہ کہ جب پاکستان بننے کے بعد یہاں سے ہندو تاجر، سوداگر اور صنعت کار ہندوستان چلے گئے تو ایک بہت بڑا تجارتی خلاء پیدا ہو گیا اور پاکستانی معیشت کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہندو تاجروں کا خیال تھا کہ اس طرح پاکستان اقتصادی طور پر تباہ ہو جائے گا مگر ان کا خیال صرف خیال ہی رہا کیونکہ انڈیا سے آنے والے میمن تاجروں، سوداگروں اور صنعت کاروں نے اس تجارتی خلاء کو بڑی خوبی اور مہارت سے پر کر دیا جس کی وجہ سے یہ اسلامی ریاست نہ صرف قائم رہی بلکہ آج تک موجود ہے اور اپنی بنیادوں پر مضبوطی سے کھڑی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میمن برادری کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھلا سکے گی۔

میمن پہلے کون تھے؟ میمنوں کے بارے میں تاریخ کی مستند کتابوں میں لکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا تعلق کھتری اور لوہانہ نامی ہندو ذاتوں سے تھا۔ لگ بھگ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ پہلے جب انہوں نے اسلام کی روشنی پائی تو سابقہ تمام ہندو ذاتوں کو چھوڑ دیا اور ایک اسلامی بندھن میں بندھ گئے اور میمن یا مومن کہلائے۔ ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میمنوں کو اسلام کی یہ روشنی حضرت سید پیر یوسف الدین قادریؒ سے ملی تھی جن کا تعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی چھٹی پشت سے ہے۔ وہ بغداد سے سندھ آئے تھے اور ٹھٹھہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس دور میں سندھ پر سموں کی حکومت کی تھی جن کے ساتھ حضرت پیر یوسف الدین قادریؒ کے مراسم ہو گئے اور آپ کی روحانی شخصیت سے متاثر ہو کر حکمران طبقے کے متعدد عہدے داروں نے اسلام قبول کیا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور عام ہندو ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی مسلمان ہوتے چلے گئے۔ لوہانے، کھتری اور بھاٹیہ قبیلوں نے اپنی پرانی ہندو ذاتوں کو خیرباد کہہ کر اسلام کے حلقے میں داخل ہوتے چلے گئے۔

اس بات سے سندھ کے ہندو حکمران پریشان ہو گئے اور انہوں نے اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا اور ان پر حالات تنگ کر دیے بعد میں ان سے کہا گیا کہ وہ اس علاقے کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ چنانچہ یہ تمام نومسلم ریاست کچھ کے مختلف شہروں میں چلے گئے۔ وہاں یہ بس گئے اور کچھ عرصے بعد ترقی کر گئے اور کچھی میمن کہلائے۔ یہ میمن آہستہ آہستہ بڑھتے اور پھیلتے رہے، یہاں تک کہ گجرات کے شہر سورت تک جا پہنچے اور خوب ترقی کر گئے۔

بمبئی کی میمن برادری: جب سورت کے حالات خراب ہوئے تو کافی بڑی تعداد میں وہاں کے میمن ہجرت کر کے بمبئی پہنچے اور اس طرح بمبئی کے میمنوں کا ایک اور بااثر طبقہ وجود میں آ گیا۔ بمبئی آنے والوں میں وہ میمن بھی شامل تھے جو گجرات اور ریاست کچھ کے قحط اور خشک سالی سے گھبرا کر بمبئی پہنچے تھے۔ کاٹھیاواڑ کے ہالائی میمنوں نے بھی اسی دور میں بمبئی ہجرت کی تھی۔ بمبئی کے ساتھ ساتھ بہت سے میمنوں نے ان حالات میں خاندیش، تھانہ اور ناسک کا رخ کیا اور وہاں مستقل بس گئے تھے بمبئی کے نامی گرامی میمنوں نے انڈیا میں اور خصوصاً بمبئی کی ترقی اور خوشحالی میں اہم رول ادا کیا ہے۔

بمبئی میں میمن آج بھی آباد ہیں اور ان کے نام پر کئی محلے بسے ہوئے ہیں جیسے میمن واڑہ، ذکریا محلہ، کولہ محلہ، بھاؤ نگری محلہ وغیرہ شامل ہیں۔ اس سے ان کی بمبئی سے وابستگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ بمبئی میں آباد میمن برادری نے انڈیا کو تجارت، کاروبار اور سوداگری کے شعبے میں نمایاں مقام دلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ برادری آج بھی بمبئی کے تناظر میں زندگی کے مختلف امور میں متحرک دکھائی دیتی ہے۔

میمن برادری کولمبو اور برما میں: میمن برادری نے ہر دور میں دنیا کے مختلف خطوں اور ممالک کا رخ کیا اور وہاں اپنے تجارتی دفاتر قائم کر کے اپنے لیے بھی ترقی کے راستے کھولے اور اپنے وطن کے لیے بھی، برما پہنچنے والے پہلے میمن ملا احمد داؤد مدنی فیملی تھی جو 1860-6ء میں رنگون پہنچی، برما میں چاول کے بادشاہ کا نام سر عبدالکریم حاجی عبدالشکور جمال تھا جو 1868ء میں برما (رنگون) پہنچے تھے۔ کولمبو میمن برادری 1870ء میں پہنچی تھی اور وہاں سب سے پہلے ماسیٹھ پہنچے تھے۔ ان کی کامیابی دیکھ کر دوسرے میمن سیٹھوں نے بھی کولمبو کا رخ کیا۔

ان دونوں خطوں کے علاوہ میمنوں نے افریقہ (زنجبار) بھی ہجرت کی تھی۔ اس کے علاوہ اس برادری نے مشرق وسطیٰ کے ملکوں کے علاوہ جنوبی افریقہ کا بھی رخ کیا تھا۔ بہرحال میمن دنیا کے بیشتر ملکوں میں رہ رہے ہیں۔ ان کے نام کی اصلیت جو بھی ہو میمن کردار کے دھنی اور اپنے قول و فعل کے پکے ہیں اسی لیے ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ (پندرہ روزہ میمن ویلفیئر بمبئی انڈیا۔ 1962ء)

طالب علم تعلیم کے شعبے میں اپنے کیریئر کا انتخاب کیسے کریں!

اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا اور پھر منزل کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا ہر طالب علم کا خواب ہوتا ہے۔ بچپن میں جب ہم اسکول جاتے ہیں تو ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ جو تعلیم ہم حاصل کر رہے ہیں، اس کا بنیادی مقصد کیا ہے اور ہم کیوں پڑھ رہے ہیں لیکن والدین کی ڈانٹ ڈپٹ اور ان کے ڈر سے ہم روز اسکول جاتے ہیں۔ ان دنوں ہم سے کوئی پوچھے، بیٹا آپ بڑے ہوکر کیا بنیں گے؟ تو ہم سب اپنے اپنے نظریے سے کہیں گے میں ڈاکٹر بنوں گا، میں انجینئر بنوں گا، میں پائلٹ بنوں گا وغیرہ وغیرہ لیکن جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے ہیں، شعور و آگہی حاصل کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم صحیح معنوں میں کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لیے کونسا شعبہ تعلیمی کیریئر کے حوالے سے مناسب رہے گا۔ اس وقت ہمارے سامنے دو نکتے ہیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ اکثر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا ان کی مرضی کے مطابق شعبے کا انتخاب کرے اور اسی میں اپنا کیریئر بنائے۔ ان حالات میں نوجوان اپنی خواہش کے شعبے کو چھوڑ کر اپنے والدین کی مرضی کے شعبے کا انتخاب کر لیتے ہیں تو ایسے میں ان کا دل پڑھنے میں بالکل نہیں لگتا۔ ظاہر ہے جب اس شعبے سے دلچسپی نہ ہو تو پڑھنا کافی مشکل ہوتا ہے۔

ایسے میں نتیجہ والدین کی امنگوں کے مطابق نہیں آتا اور نوجوان بھی پڑھائی کو سنجیدگی سے نہیں کر پاتے۔ پھر والدین بچوں سے گلہ کرتے ہیں کہ پڑھ نہیں سکتے تو وقت کیوں ضائع کرتے ہو حالانکہ نوجوان اپنے طور پر کوشش کرتے بھی ہیں کہ وہ پڑھیں اور والدین کی امیدوں کو پورا کریں لیکن ایسا کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین اور نوجوانوں کے شوق ایک جیسے ہوتے ہیں، جو پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ اپنی دلچسپی کے شعبے میں نوجوان سخت محنت کرکے آگے بڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کا نتیجہ بھی ان کی امنگوں کے مطابق نکلتا ہے۔ شوق کی بات ہوتی ہے جس شعبے میں نوجوان زیادہ شوق رکھتے ہوں تو ایسے شعبے کا انتخاب کرکے اپنے کیریئر کو روشن کر سکتے ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ بعض نوجوانوں کو تعلیمی کیریئر کے حوالے سے بہتر رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے جو انہیں نہیں ملتی، جس کی وجہ سے انہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے لیے کون سا تعلیمی شعبہ مناسب رہے گا۔ کبھی کچھ تو کبھی کچھ، کبھی ایک پروگرام میں ایڈمیشن لیا تو کبھی دوسرے میں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فیملی ممبر میں پڑھے لکھے افراد نہ ہونے کے باعث صحیح طرح رہنمائی نہیں مل پاتی، جس کی وجہ سے نوجوان بھٹکتے رہتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں سے اور تعلیم یافتہ تجربہ کار افراد سے مشورہ کرکے اپنے لیے بہتر تعلیمی شعبہ منتخب کریں۔ تعلیم کے کسی بھی شعبے میں داخلہ لینے سے پہلے اپنے آپ سے کئی بار پوچھیں کہ میں جس شعبے میں داخلہ لے رہا ہوں، کیا اس کے لیے میرا دل و دماغ تیار ہے؟ کیا میں اسے ٹھیک طرح مکمل کر پاؤں گا؟ اپنے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے جب دل و دماغ اس شعبے کے لیے راضی ہو جائے تو پھر اس میں داخلہ لینا چاہیے۔ یعنی نوجوان پہلے سوچیں تب مطلوبہ تعلیمی شعبے میں ایڈمیشن لیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی چکر میں سال ضائع ہو جائے لہٰذا جس شعبے کا بھی انتخاب کرنا مقصود ہے اسے سوچ سمجھ کر کریں۔ دوسری بات بچوں پر والدین اپنی مرضی مسلط نہ کریں۔ پہلے اپنے بچوں کے شوق اور ان کے رجحان کو جانچنے کی کوشش کریں۔ پھر اس شعبے میں قسمت آزمائی کا موقع دیں۔

اوراق گم گشتہ

تاریخ کے جھروکوں سے

میمن تاریخ کی تلاش میں!!

گجراتی تحریر: حاجی عبدالعزیز رحمت اللہ کایا (مرحوم)

میمن برادری کو کسی زمانے میں میمون memoon یا میموڈ memod کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ مگر اس کے لگ بھگ ایک صدی یا ایک سو سال بعد اس برادری کا اصل نام تبدیل ہو گیا اور کس طرح ہو گیا، اس بارے میں درج ذیل حوالہ ملاحظہ کریں۔

جناب ڈاکٹر عبدالمجید میمن کے مطابق: ''لوہانوں نے جب میمن برادری میں شمولیت اختیار کی تو انہیں میمن کہہ کر پکارا گیا۔ اس لفظ میمن MEMON کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔ مگر میں (عزیز کایا۔۔۔۔ ہسٹری آف بانٹوا کے مصنف) اس خیال کا حامی ہوں کہ لفظ میمن اصل میں لفظ ''مومن'' سے نکلا ہے۔ اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ MO کس طرح ME بن گیا؟ سندھی زبان میں ایسے بہت سے الفاظ ہیں جو بالائی سندھ اور جنوبی سندھ میں اس طرح بولے جاتے ہیں کہ ان میں low یعنی کم اور High یعنی اونچی ٹون (لہجہ) کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح O اور A کا فرق بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ لفظ ''میمن'' بھی لفظ ''مومن'' سے نکلا ہو، کیونکہ سندھی زبان میں لفظ ''میمن'' کا کوئی بھی دوسرا یا متبادل لفظ موجود نہیں ہے۔ لفظ ''میمن'' ایسے ہی ایک لفظ سے بگڑا یا بدلا ہے جو سندھی زبان کا نہیں ہے۔ لفظ ''میمن'' اصل میں لفظ ''مومن'' سے نکلا ہے۔ یہ اسی کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور اس حوالے سے میرا نقطہ نظر یہ ہے۔

نامور اور معروف تاریخ داں جناب ابراہیم شہباز اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے اپنے خیالات اور نظریات پیش کرتے ہوئے گجراتی زبان کے ماہرین لسانیات کے نظریات پیش کرتے ہیں جو ان کے خیال میں ان (ابراہیم شہباز) کے نظریہ کی توثیق کرتے ہیں۔ وہ ان ماہرین لسانیات کے حوالے سے لکھتے ہیں: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے میمونیہ MEMOONIA نام کے ایک فرقے یا مسلک کا ذکر کیا ہے اور اس مسلک کی بنیادی تعلیمات کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسماعیلی ہی میمن بن گئے ہیں۔ یہ لفظ نہایت مناسب اور ابتدا نظر آتا ہے۔

یہ گویا ''میمن'' کے لیے نقطۂ آغاز ہے اور اس نظریہ کی توثیق کرتا ہے کہ یہ لفظ اصل میں ایک اہم موڑ پر دو لفظوں کے ملاپ کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ میں نے گجراتی زبان کے دو بڑے ماہرین لسانیات سے اس ضمن میں بات کی ہے جن کے نام ہیں شری ہری ولبھ بھایانی اور شری وسم پرشاد ترایدی۔ میں نے ان دونوں حضرات کو خط لکھے تھے اور ان سے پوچھا تھا کہ لفظ میمن اصل میں کس لفظ کی بگڑی ہوئی یا بدلی ہوئی شکل ہے۔ (جناب ابراہیم شہباز: ان گجراتی کے معروف ایڈیٹر اور نامور ماہر ادب ہیں۔ آپ میمنوں کی تاریخ کے حوالے سے ایک اعلیٰ درجے کے ریسرچ اسکالر بھی

ہیں)

مذکورہ بالا دونوں گجراتی ماہرین لسانیات نے جو جواب دیے، وہ ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

شری ہری ڈبلو بھایانی لکھتے ہیں "لفظ میمن، لفظ مومن یا پھر لفظ میمون سے ماخوذ ہے۔ یہ بات سائنسی طور پر تسلیم کرنے میں ایک بہت بڑی مشکل یہ ہے کہ ایسا کوئی رجحان یا میلان فارسی زبان میں موجود نہیں ہے کہ "O" یا "Aa" کو گجراتی زبان میں بدلا جا سکے۔ کیونکہ قواعد یا گرامر کے اصول کے مطابق Mo کو Me میں نہیں بدلا جا سکتا۔ مگر Memoon سے Memon میں بدلنا ممکن ہے۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں UN کو ANE میں بدلا گیا ہے۔ اس لیے تلفظ یا پھر pronounciation کی تبدیلی کے نظریہ سے یہ فطری امر ہے کہ میمون Memoon سے بدل کر memon ہو جائے۔"

یہ تو محترم شری ہری ولبھ بھایانی کا جواب تھا اور اب ہم دوسرے گجراتی ماہر لسانیات جناب محترم شری وسم پرشاد ترویدی کے جواب کو پڑھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "سائنسی طور پر میمون اور میمونیہ زیادہ مناسب لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ Ae کی بدلی یا بگڑی ہوئی شکل (میمن لفظ جو) UN سے ماخوذ ہو سکتا ہے جیسے VAN کا لفظ VAIN سے، NEN کا NAIN سے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسماعیلی مسلک یا فرقہ کی شاخ کے بانی کا نام میمون MEMOON تھا۔

(اقتباس از "تاریخ کے ذرائع یقین سہارے ۔۔۔ میمن ویلفیئر کا شمارہ 90۔ از ابراہیم شہباز)

میمن MEMON نام کا اصل ایک رہائشی تھا جو اہواز AHWAZ ایران میں رہتا تھا۔ میمون Memoon مسلک کے پیروکار میمونیہ memoonia کہلاتے تھے۔ یہ حلقہ صدیوں پر محیط ہے اور یہ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ خراسان (ایران) سے بلوچستان، مکران اور سندھ تک پھیلتا چلا گیا، خاص طور سے سندھ کے حوالے سے تو ایسے بہت سے حوالے موجود ہیں کہ یہ مسلک بارھویں صدی سے پہلے اور اس صدی کے بعد متذکرہ علاقوں میں موجود تھا اور فروغ بھی پا رہا تھا۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مقدمات کی بار بار تبدیلی کے باعث اس کے لہجے بھی بدلتے چلے گئے۔ اس میں ہونے والی تبدیلیوں میں سیاسی، مذہبی، اور پیشہ ورانہ تبدیلیاں بھی شامل تھیں اور حالات کی تبدیلی سے اس مسلک کی قوت اور اس کے استحکام میں بھی تبدیلی آتی رہی۔

یہ لوگ برسوں بلکہ صدیوں تک بکھرے اور منتشر رہے اور ایک دوسرے سے دور دور رہے۔ اس کی وجہ سے شیعہ اسماعیلیوں کی مذہبی سوچ اور فکر میں بھی ایک انقلاب رونما ہو گیا اور انہوں نے سابقہ مسلک کو خیرباد کہتے ہوئے سنی حنفی مسلک کو اختیار کر لیا اور اس کے پیروکار بن گئے۔

سندھ میں سمہ حکمرانوں کے دور حکومت میں یہ بندوبست یا ارتجمنت ایک صدی تک جاری رہا۔ شیعہ اسماعیلیوں نے اپنی رضا اور رغبت سے سنی حنفی مسلک کو قبول کر لیا۔ انہوں نے اس مسلک کو مختلف مقامات پر، مختلف جگہوں میں مختلف اوقات میں قبول کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں مختلف مقامات پر مختلف سنی مبلغ اور اسکالر تبلیغ کر رہے تھے اور سنی حنفی مسلک کو فروغ دے رہے تھے۔

سمہ دور حکومت کے دوران اصل شیعہ اسماعیلی منظر سے آہستہ آہستہ غائب ہوتے چلے گئے، خاص طور سے میمن برادری میں تو شیعہ اثر بالکل ہی ختم ہو گیا اور اس کا وجود ہی باقی نہ رہا۔ اس کی جگہ ایک نئے سنی مسلک نے بھرپور انداز سے اور بھرپور توانائی کے ساتھ لے لی اور اس نے ایک معروف اور بے حد مستحکم نام اختیار کر لیا اور وہ نام تھا: میمور MEMOUR یا میمود MEMOD۔ اس نئے فرقے یا برادری کی اپنی پیشہ

وارانہ انفرادیت بھی تھی اور اپنے منفرد سماجی رواج اور رسومات بھی تھیں۔ سولہویں صدی عیسوی میں ایک اور حوالہ لفظ ''میمن'' کا ایک تحریر یا دستاویز میں ملتا ہے جس کا عنوان ہے: تکملہ اور میمن یہ محترم مخدوم نوح کی سوانح حیات ہے۔ اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

یہ جلد معروف اور عظیم اسکالر اور مذہبی رہنما مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا سنہ اشاعت نامعلوم ہے مگر یہ خاصی قدیم کتاب ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم نوح کی تاریخ وفات 1593 عیسوی درج کی گئی ہے۔ اس کتاب میں ان کے خلیفہ حضرت بہاء الدین دلق پوش (چیتھڑوں والا لباس پہننے والا شخص) کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں یہ بات بالکل واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ حضرت بہاء الدین ایک ''میمن'' تھے۔

پندرہ روزہ میمن نیوز کے 16 فروری 1982ء کے شمارے میں میمن مورخ یحییٰ ہاشم باوانی (مرحوم) کا مضمون حضرت بہاء الدین دلق پوش میں تحریر کیا ہے۔

مخدوم طالب المولیٰ کی لائبریری میں ایک اور قدیم دستاویز بھی پوری احتیاط کے ساتھ محفوظ کی گئی ہے جس کا عنوان ہے: طالب الایمان والارشاد التعلیم۔۔۔۔ اس کے صفحہ نمبر 130 اور صفحہ نمبر 209 پر بالکل صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ حضرت بہاء الدین ٹھٹھہ کے ایک رہنے والے ایک میمن تھے۔ (اس کتاب کے مصنف غلام رسول باوانی ہیں مگر اس کی اشاعت کا سنہ بھی نامعلوم ہے)

حضرت بہاء الدین دلق پوش ایک ظالم و جابر جاگیردار (زمین دار) کے پاس ایک غریب و نادار شخص کی شکایت لے کر گئے۔ اس نادار شخص کی شکایت سن کر زمین دار ایک دم مشتعل ہو گیا اور اس نے کہا ''اوہ۔۔۔ ایک میمن کا بیٹا۔۔۔۔۔۔''

(گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل۔ مطبوعہ: وطن گجراتی کراچی۔ نومبر 1981ء)

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنایئے
کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد
اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ
آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی
یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں
صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

کیا آپ اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین کے بارے میں جانتے ہیں؟

مرحوم عبدالعزیز عثمان ایدھی کی ایک تحریر

Late Aziz Adhi

1- سلطنت برطانیہ کے تحت جوناگڑھ، مانآوَدر اور بانٹوا پر زمیندار حکومت کرتے تھے جنہیں نواب، خان یا دربار کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ تقسیم برصغیر کے بعد انڈین گورنمنٹ نے زمین داری اور جاگیرداری نظام کو مکمل طور پر ختم کر دیا جس کے نتیجے میں وہ علاقے جن پر نوابوں اور درباروں کی حکومت قائم تھیں یا یہ زمینیں ان کی ملکیت قرار پائی تھیں وہ سب انڈین گورنمنٹ کے نارمل انتظامی ڈھانچہ میں شامل کر دی گئیں۔

2- اس وقت (2006ء میں) بانٹوا ہندوستان کی ریاست گجرات کے ضلع جوناگڑھ کا حصہ ہے۔ جوناگڑھ ضلع کو 14 تعلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ضلع جوناگڑھ کا مجموعی رقبہ 8782 مربع کلومیٹر ہے اور اس میں 1034 دیہات اور قصبے ہیں۔ ان 1034 دیہات اور قصبات میں سے 994 دیہات اور قصبوں میں بجلی کی سہولت موجود ہے۔ اس پورے ڈسٹرکٹ (ضلع) مجموعی آبادی 2448429 ہے۔

3- جوناگڑھ ڈسٹرکٹ چاروں طرف سے ضلع راجکوٹ اور ضلع پوربندر، امریلی اور بحیرہ عرب سے گھرا ہوا ہے۔ بحیرہ عرب میں ہی ویراول کی بندرگاہ ہے۔ اس ضلع کی صنعتوں میں درج ذیل صنعتیں قابل ذکر ہیں۔ کاٹن یہ سوتی کپڑے کی صنعت، چینی، دریان اور سالوینٹ پلانٹ۔ یہ سالوینٹ پلانٹس مانآوَدر کے درمیان 36 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ جبکہ بانٹوا اور مانآوَدر کے درمیان صرف 8 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

4- اس وقت بانٹوا مانآوَدر تعلقے کا حصہ ہے۔ یہ تعلقہ 591 کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں 55 دیہات اور قصبے شامل ہیں۔ اس تعلقے مجموعی آبادی 125363 افراد پر مشتمل ہے اور یہاں خواندگی کی شرح 68.36 فیصد ہے۔ اس تعلقے کی زرعی پیداوار میں کاٹن (سوتی کپڑا) مونگ پھلی، گنا، پیاز، گندم، باجرہ اور جوار شامل ہیں۔ یہاں بارش کا سالانہ اوسط 40 سے 50 ملی میٹر کے درمیان ہے۔

5- برطانوی دور حکومت میں کتیانہ ریاست جوناگڑھ کا حصہ تھا اور اس میں شامل تھا۔ اس پر نواب جوناگڑھ حکومت کرتے تھے اس وجہ سے نومبر 1947ء کے پہلے ہفتے میں اس پر عارضی حکومت کے انتہا پسندوں اور جنگجوؤں نے حملہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے کہ ریاست جوناگڑھ ہتھیار ڈالی اس پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ موجودہ انڈین گورنمنٹ کے انتظام کے مطابق کتیانہ ضلع جوناگڑھ کا حصہ نہیں ہے بلکہ اب یہ ضلع پوربندر میں شامل ہے اور اس کا حصہ ہے اسے آپ جوناگڑھ اور مانآوَدر کے نقشوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ (ترجمہ: ک۔ع۔پ)

بھولی بسری یادیں .. ظلم و بربریت کا نشان

بانٹوا اور کتیانہ پر زبردستی فوجی قبضہ

میمن ریسرچ اسکالر عبدالرزاق تھاپلا والا مرحوم کی ایک اہم تحریر

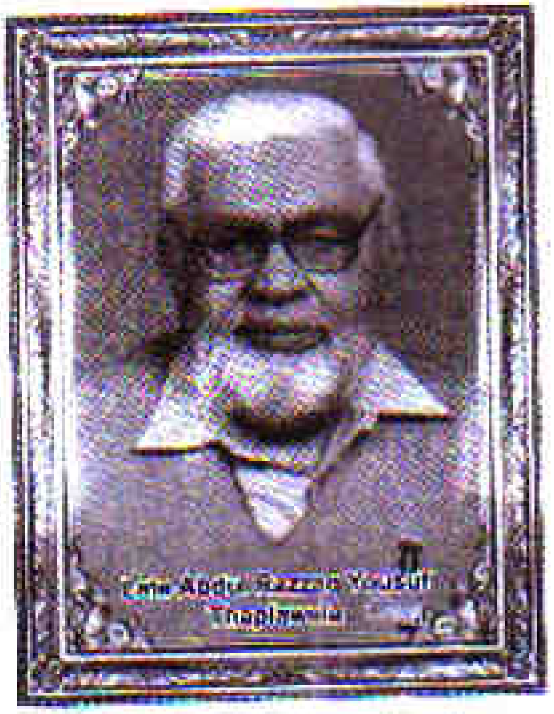

بانٹوا اور کتیانہ : اس وقت بھارتی ریاست گجرات کا حصہ ہیں۔ کسی زمانے میں یہ دونوں شہر قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں میمن برادری کے تجارتی مقام میں (بزنس میگنٹ) تھے۔ جب مسلم لیگ نے اپنا روزنامہ اخبار انگریزی زبان میں نکالنے کا فیصلہ کیا تو 1940ء میں ایک پریس فنڈ قائم کیا تو قائداعظم نے اس پریس فنڈ میں رقم جمع کرنے کے لئے جونا گڑھ اور مانادور ریاستوں کا دورہ کیا تھا۔ اس وقت بانٹوا ایک چھوٹا سا شہر تھا جس کی آبادی لگ بھگ 20,000 افراد پر مشتمل تھی۔ مگر قائداعظم نے نہ صرف اس شہر کا دورہ کیا بلکہ وہاں تین روز تک قیام بھی کیا تا کہ وہاں کے بڑے بڑے تاجروں اور دولت مند حیثیت بزنس میمنوں سے فنڈز کے لئے عطیات حاصل کر سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ پریس فنڈ کے لئے 90 فیصد حصہ کا عطیا وارث کی میمن برادری نے فراہم کیا تھا۔

قیام پاکستان کے وقت بانٹوا شہری ریاست مانادور کا حصہ تھا۔ مانادور کے حکمران متذبذب تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ دونوں نومولود مملکتوں میں سے کونسی ریاست کے ساتھ الحاق کا اعلان کریں۔ بانٹوا کے رہنے والے مسلمانوں نے جن کا تعلق میمن برادری سے تھا۔ ستمبر 1947ء کے شروع میں ایک عوامی اجتماع کا اہتمام کیا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ ریاست مانادور بشمول بانٹوا کا پاکستان کے ساتھ الحاق کیا جوئے۔ اس کے لئے ان لوگوں نے ایک وفد بھی تشکیل دیا۔ جسے بانٹوا اور مانادور کے حکمرانوں سے ملاقات کرنی تھی۔ میمن برادری کی پروقار اور بلند مرتبہ شخصیات پر مشتمل اس وفد نے 9 ستمبر 1947ء کو بانٹوا کے دربار اور مانادور کے خان صاحب سے ملاقات کی۔

مانادور ریاست کے الحاق کے موضوع پر ہونے والی بحث کے بعد 25 ستمبر 1947ء کو مانادور نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا۔ ظاہر ہے یہ فیصلہ انڈین حکومت کے لئے قابل قبول نہیں تھا۔ اس لئے اس نے 3 اکتوبر 1947ء کو کرنل حمایت سنگھ جی کی قیادت میں مسلح افواج کی دو کمپنیاں بانٹوا بھیج دیں۔ حملہ آور فوج نے تمام سرکاری عمارتوں اور دفتر پر قبضہ کر لیا اور بانٹوا کو انڈین یونین کا حصہ قرار دے دیا۔ بانٹوا میں جگہ جگہ فوجی چوکیاں قائم کر دی گئیں۔ اسی روز بانٹوا کے قریب واقع شہر سردار گڑھ پر بھی غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا اور 23 اکتوبر 1947ء کو ریاست مانادور پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس کے حکمرانوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ پہلے انہوں نے قیدیوں کو جام نگر پہنچایا پھر انہیں راجکوٹ پہنچا دیا گیا۔

انڈین گورنمنٹ نے ریاست جونا گڑھ کے پاکستان سے الحاق کی مخالفت کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ اس ریاست کی اکثریت غیر مسلم پر مشتمل ہے۔ دوسری جانب جب کشمیر کا معاملہ سامنے آیا تو وہاں انڈین گورنمنٹ نے اکثریتی آبادی کے اس معیار کو تسلیم کرنے سے انکار کر

دیا۔ جس کے تحت وہ کسی بھی آزاد ریاست کے ساتھ الحاق کرسکتی تھی۔ جہاں تک جوناگڑھ اور مناودر اسٹیٹ کا تعلق تھا تو انڈین گورنمنٹ نے کتیانہ اور بانٹوا کے شہروں پر زبردستی قبضہ کرلیا تھا۔ جہاں کی 90 فیصد آبادی مسلمان تھی۔ اس کے بعد 9 نومبر 1947ء کو انڈین افواج نے ریاست جوناگڑھ پر بھی قبضہ کرلیا۔

بانٹوا پر قبضے کے فوراً بعد اس شہر میں رات کا کرفیو نافذ کردیا گیا۔ اس دوران مزید انڈین افواج وہاں آتی رہیں تاکہ اپنے مسلح قبضے کو مستحکم کیا جاسکے۔ مسلمانوں پر پابندی عائد کردی گئی کہ وہ عیدالاضحٰی کے موقع پر گائے کی قربانی نہیں کرسکتے۔ اس کے علاوہ عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں دی۔

9 نومبر 1947ء کو جوناگڑھ پر بھارتی افواج نے غاصبانہ قبضہ کیا تھا مگر اس یلغار سے دو روز پہلے 7 نومبر 1947ء کو آٹھویں سکھ رجمنٹ کتیانہ پہنچ گئی تھی۔ 8 نومبر 1947ء کو اس فوج کی مدد کے لئے مزید فوج آگئی جس میں 50 جیپیں اور 40 ٹرک بھی شامل تھے۔ یہ کتیانہ پر قبضے کی تیاریاں تھیں جو ریاست جوناگڑھ کا حصہ تھا۔ کتیانہ کے چند باہمت اور جری مسلمانوں نے فوجی یلغار کے خلاف مزاحمت کی کوشش کی مگر تربیت یافتہ اور منظم فوج کے سامنے ان کی کیا چل سکتی تھی۔ اس دوران کتیانہ کے کئی مسلمان شہید ہوگئے اور انہوں نے اپنی سرزمین کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کردیں۔

10 نومبر 1947ء کو کتیانہ کی مسلم آبادی پر ریاستی حکومت کی فوج کے عملے اور عہدے داروں نے دھاوا بول دیا۔ وہ گھروں میں زبردستی داخل ہوگئے اور خوب لوٹ مار کی۔ انہوں نے نقدی زیورات قیمتی ملبوسات وغیرہ لوٹ لیے۔ اس دوران معصوم شہریوں کو زدوکوب بھی کیا گیا جس سے وہ لوگ زخمی ہوگئے۔ دکانوں کو لوٹنے کے بعد ان میں آگ لگادی گئی اور یہ سب کچھ انڈین آرمی کی موجودگی میں ہوتا رہا۔

اس دوران بانٹوا شہر میں خوف ودہشت اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ بانٹوا کے رہنے والے اس بات کو سمجھ چکے تھے کہ لٹیروں کا اگلا ہدف وہ ہوں گے۔ اس وقت کے انڈین وزیر داخلہ ولبھ بھائی پٹیل اور دوسروں نے آگ لگانے اور نفرتیں بھڑکانے والی تقریریں کیں۔ 13 نومبر 1947ء کو ان لوگوں نے جوناگڑھ میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف بالعموم اور بانٹوا کی میمن برادری کے خلاف بالخصوص خوب زہر اگلا۔ ظاہر ہے بانٹوا شہر کے لوگوں نے مسلم لیگ پریس فنڈ کے لئے اس وقت دل کھول کر عطیات دیئے جب قائداعظم نے 1940ء میں اس شہر کا دورہ کیا تھا۔ ان تقریروں نے آگ پر تیل کا کام کیا اور آخرکار 15 نومبر 1947ء کو رات کو نصف شب کے وقت بانٹوا کی آبادی پر حملہ کردیا گیا۔ اس دوران لوٹ مار کرنے والوں کا تعلق قرب وجوار کے دیہات سے تھا اور وہ سب کھیتوں پر کام کرنے والے مزدور تھے۔ انہوں نے بیلچے کلہاڑیوں سے مسلمان میمنوں کے گھروں کے بند دروازے توڑ ڈالے اور ہر ہاتھ لگنے والی چیز کو اٹھا کرلے گئے جس میں نقدی زیورات اور قیمتی ملبوسات شامل تھے۔ گھروں کے مکین چپ چاپ اس لوٹ مار کو دیکھتے رہے۔ ان کی نظروں کے سامنے ان کی زندگی بھر کی کمائی چلی گئی مگر وہ اف تک نہیں کرسکے۔ لٹیرے اپنے ساتھ بیل گاڑیاں لے کر آئے تھے۔ انہوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی بیل گاڑیوں کو لوٹ کے مال سے بھرا اور قہقہے لگاتے ہوئے رخصت ہوگئے۔ ایک مسلم اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی مدد بھی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ انڈین آرمی نے اس پورے علاقے پر رات کا کرفیو نافذ کررکھا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی کو بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ جن لوگوں کے گھروں کو اس بے دردی سے لوٹا گیا ان گھروں کی عورتوں اور مردوں کی چیخ وپکار کی آوازیں آج بھی راقم الحروف کے کانوں میں گونجتی ہیں جو اس وقت نوجوان تھا اور اس نے اپنی آنکھوں سے ان

بے گناہ میمن مسلمانوں پر غیر مسلم غنڈوں کے حملوں کو دیکھا تھا۔ بانٹوا شہر کی آبادی یکایک سکتے میں آگئی تھی۔ وہ خود کو بے بس و لاچار محسوس کر رہی تھی۔ لوٹ مار کا یہ سلسلہ رات بھر جاری اور صبح جا کر ختم ہوا۔ اب بانٹوا اور کتیانہ کے رہنے والوں کو اچھی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ اب ان کے لئے اپنے آبائی شہروں میں رہنا ممکن نہیں ہے۔ انہیں وہاں جانا ہی ہوگا۔ انہوں نے اپنی دکانیں اور گھر چھوڑ دیئے ان میں موجود سامان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا حالانکہ ان میں قیمتی اشیاء بھی موجود تھیں اور ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔ وہ بمبئی یا اوکھا کی بندرگاہ سے بحری جہاز کے ذریعے آئے۔ اگلے 15 روز میں بانٹوا اور کتیانہ کی 90 فیصد آبادی نے اپنی جائے پیدائش اور اپنے بزرگوں کی سرزمین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور پاکستان آگئی۔

بانٹوا اور کتیانہ کی میمن برادری کے ارکان نے جو غلطی کی تھی اس سے دوسرے شہروں اور قصبوں بشمول دھوراجی، جیت پور، گونڈل، اپلیٹا، مانگرول اور جام نگر وغیرہ کے میمنوں نے بھی عبرت حاصل کی تھی اور یہ سمجھ لیا تھا کہ اب ان کے لئے اپنے قدیم اور آبائی شہروں میں رہنا مناسب ہے اور نہ محفوظ۔ اس لئے ان کی اکثریت نے پاکستان ہجرت کا فیصلہ کیا اور اس نومولود مملکت میں چلے آئے۔ کراچی میں قائم میمن ریلیف کمیٹی نے ان سبھی افراد کو کراچی اور سندھ کے دوسرے قصبوں میں آباد ہونے میں مدد فراہم کی۔

کاٹھیاواڑ سے میمن برادری کی پاکستان ہجرت پاکستان کی معیشت کے لئے رحمت کا باعث بن گئی۔ انڈیا سے یہ لوگ اپنے ساتھ جو سرمایہ لوٹے تھے اس کا انہوں نے صحیح استعمال کیا اور اس کی مدد سے اپنی تاجرانہ و کاروباری صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ اس طرح میمن برادری نے پاکستان کی اقتصادی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ ابتداء میں تجارتی فرمیں قائم کی گئیں۔ اس کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان میں مختلف مقامات ان کی نئی شاخیں (برانچیں) کھول دی گئیں۔ اس کے بعد میمن صنعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے بعد انڈسٹریز قائم کرنے کا ایک سفر شروع ہوا۔ مختلف اقسام کی صنعتیں قائم کی گئیں اور پاکستان کو ایک مضبوط اور مستحکم معاشی قوت بنانے کا آغاز ہوا۔

تقسیم کے فوراً بعد دو کتابیں لکھی گئی تھیں۔ ایک کتاب کے مصنف انڈیا کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد تھے جبکہ دوسری کتاب کے خالق انڈیا کے آئین کے خالق ڈاکٹر امبیڈکر تھے۔ دونوں مصنفین نے پاکستان کے جلد ہی دیوالیہ یا غیر مستحکم معاشی قوت ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔ حتیٰ کہ مسٹر نہرو نے بھی یہ پیش گوئی کی تھی کہ پاکستان اقتصادی طور پر کبھی مستحکم نہیں ہو سکے گا اور آخرکار بھارت کے ساتھ ملنے پر مجبور ہو جائے گا۔ شاید یہی وہ خیال تھا جس کی وجہ سے انڈیا نے برٹش انڈیا میں اس کے اثاثوں کا حصہ 55 کروڑ روک لیے تھے۔

میمنوں نے ان تمام افراد کی پیش گوئیاں غلط ثابت کر دیں اور انڈین لیڈرز کی یہ باتیں بے بنیاد اور جھوٹی ثابت ہوئیں۔ ذیل میں مسز اسٹیفن آرلوکس کی کتاب کا ایک اقتباس دیا جا رہا ہے۔ جسے پڑھ کر اس حقیقت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کا عنوان ہے "پاکستان کی صنعتی اور تجارتی پالیسیاں۔" وہ لکھتے ہیں۔

"یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ پاکستان کی معیشت اس کے قیام کے ابتدائی برسوں میں زندہ رہی؟ یہ کیسے سلامت رہی؟" اس کی وجہ مسلمان تاجروں کی وہ سوداگرانہ صلاحیتیں تھیں جو لوگ اپنے آبائی شہروں سے ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے تھے اور ان میں میمن سب سے نمایاں تھے۔ اگر پاکستان نے اس وقت مشکل حالات سے مقابلہ کیا اور تمام اقتصادی رکاوٹوں کو عبور کیا تو اس کا سارا کریڈٹ میمنوں کو جاتا ہے۔ شاید اس بات کا کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا جیسا کہ بعد کے برسوں میں ایک فیشن بن گیا کہ پاکستان میں بزنس کے شعبے میں میمنوں کے غلبے کی بات کر کے انہیں بدنام کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میمن ان مشکل حالات میں پاکستان کی معیشت کو سہارا نہ دیتے تو پاکستان معاشی طور پر کبھی ترقی نہ کرتا۔

(مطبوعہ: روزنامہ وطن گجراتی 9 نومبر 2003ء۔ ترجمہ: ک۔ ع۔ پ)

مزاحیہ نظم

ایک چہلم کی دعوت

سعدیہ بانو غلام حسین میمن

رضیہ ذرا گرم چاول تو لانا
ذکیہ ذرا ٹھنڈا پانی پلانا
بہت خوبصورت بہت نیک تھا وہ
ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ
جمیلہ مجھے روغنی نان دینا
وہ فرنی اٹھانا وہ پکوان دینا
جدائی میں اس کی ہوا دل دیوانہ
کہ کھانا ہے اچھا نہ پانی نہ کھانا
منگانا پلاؤ اور تھوڑا سا کھانا
بڑھانا ذرا قورمے کا پیالہ
جدھر دیکھتے ہیں ادھر غم ہی غم ہے
مگر ہیں اس کا جتنا بھی ماتم وہ کم ہے
وہ مٹھی کے زردے میں کشش ہے تھوڑی
بہت دیر سے بنتی ہے کھوڑی
وہ ٹکڑا جگر کا تھا آنکھوں کا تارا
ہمیں اپنی اولاد سے بھی تھا پیارا
پڑا ہے پلاؤ میں گھی ڈالڈے کا
اللہ تو ہی حافظ ہے میرے گلے کا
دلہن سے کہو تو تم نہ روئے
بچاری نہ بیکار میں جان کھووے
اری بوٹیاں سات سالن میں تیرے
یہ کچھڑی لکھی تھی مقدر میں میرے
ادا یاد آئی ہے ایک ایک اس کی
طبیعت تھی بچپن سے ہی نیک اس کی
بہن گھر میں چوزہ اگر ہے تو لانا
نہیں تو ذرا کھڑی بوٹیں منگانا
بہت ہی مزے دار تھا تیرا کھانا
بڑھا کر ذرا ہاتھ مجھ کو اٹھانا
نہ کر بین اتنا نہ رو اتنا پیاری
ہمارے کلیجے پہ چلتی ہے آری

موبائل فون اب تیسری دنیا میں بھی مقبول ہے

آؤ بانٹوا میمن جماعت کی خدمت کریں

گجراتی کلام: بلال میمن (مرحوم)
(عبدالعزیز عبدالرحمٰن بکیا)

آؤ مل جل کر کام کریں ہم
اونچا بانٹوا میمن جماعت کا نام کریں ہم

جن بزرگوں نے جماعت بنائی تھی
روشن اس کا نام کریں ہم

فاصلوں کو دور کرنے کے لیے
ہم سب کو مل کر سوچنا ہے

آؤ مل جل کر کام کریں ہم
اونچا بانٹوا میمن جماعت کا نام کریں ہم

اتفاق کی تو تو میں میں سے
کام کوئی بھی سدھرتا نہیں

اختلافات میں فاصلے بڑھتے ہیں
اتفاق میں برکت ہی برکت ہے

منفی باتوں پر خاک ڈالیں
مثبت باتوں کو عام کریں ہم

آؤ مل جل کر کام کریں ہم
اونچا بانٹوا میمن جماعت کا نام کریں ہم

آنے والے وقتوں میں
ہم کون سے نقش چھوڑیں گے

ہم سب تو ایک برادری ہیں
ہم سب کو مل جل کر رہنا ہے

کیوں نہ اپنے دلوں کو صاف کریں
یہی تو وقت کا اہم تقاضہ ہے

میری اس کاوش کو گر اللہ کا کرم مل جائے
کیوں نہ یکجا ہوکر بند مٹھی بن جائیں ہم

آؤ مل جل کر کام کریں ہم
اونچا بانٹوا میمن جماعت کا نام کریں ہم

(ترجمہ: ک۔ع۔پ)

پانجو اتحاد پانجی ترقی نے
خوشحالی جو ضامن آئے

بانٹوا میمن برادری کا عزم

گجراتی کلام : راحت بانٹواوی (مرحوم)

(محمد ادریس حاجی رحمت اللہ جاگڑا)

بانیٔ پاکستان قائداعظم نے بانٹوا برادری کو دیا مان
بانٹوا نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد کو دیا جذبہ اور جان

خدمتِ انسانیت کا پیکر عبدالستار ایدھی ہماری پہچان
مادرِ تعلیم خدیجہ حاجیانی بانٹوا کی آن اور شان

بانٹوا میمن برادری گراں قدر خدمات کی جماعت
اس کا شمار تمام میمن جماعتوں میں نایاب

ملک و ملت کی خدمات کا یہ ہے اہم مرکز
خوب نرالی اس کی شان بان اور جذبات

برادری کا ہر ممبر اس کا آتا ہے ہر ایک کو کام
رحمت ہم سب پر برستی ہے، ہمہ وقت اور ہر دم

برادری کا ہر فرد ایک دوسرے کو آتا ہے ہر وقت ہر دم کام
اسی جذبے اور لگن سے گزارے ہیں شب و روز

بانٹوا میمن برادری کے اکابرین کی روشن اور تابندہ خدمات
آبادکاری اور علاج معالجہ کی ہر فرد کو دی سہولت

اے اللہ ہم میں اتفاق واتحاد کی جھولی بھردے اور دعاؤں میں اثر دے دے
راحت کی یہ تمنا ہے نااتفاقی کو ہم توڑ دیں اور رخ پیار کی جانب موڑ لیں

(ترجمہ: ک۔ ع۔ پ)

کچھ زبانوں کے بارے میں

☆ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔
☆ عربی سب سے خالص زبان ہے۔
☆ چینی زبان میں حروف نہیں ہوتے۔
☆ جاپانی زبان اوپر سے نیچے کی طرف لکھی جاتی ہے۔
☆ عربی زبان میں تلوار کے مترادف 850 الفاظ موجود ہیں۔
☆ سب سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔
☆ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔
☆ پاکستان کی سب سے پیچیدہ زبان پشتو ہے۔
☆ افغانستان کی سرکاری زبان پشتو ہے۔
☆ دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان انگریزی ہے۔
☆ دنیا میں تقریباً 3064 زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔
☆ ایران کی قدیم زبان پہلوی ہے۔
☆ انڈونیشیا کی سرکاری زبان مالائی ہے۔
☆ ترکی زبان Roman رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔
☆ کوئی زبان کے رسم الخط میں نقطے استعمال نہیں ہوتے۔

بانٹوا میمن برادری کی خدمت

گجراتی کلام: ناز بانٹواوی

(اصل نام: حاجی ابوبکر عیسٰی سابلیہ مرحوم)

فرض ہے ہر ایک مسلمان پہ محبت قوم کی
خود رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے خدمت قوم کی

برادری ہے کیا چیز سب اپنے ہی بھائی بند ہیں
اپنی عزت ہے جو ہو دنیا میں اپنی جماعت کی

پھوٹ ہو جس برادری میں پھر وہ پنپ سکتی نہیں
متفق دل سب ہوں تو ابھر جاتی ہے قوت برادری کی

جو فرد ہو کے اپنی جماعت کو دے گا دغا
عمر بھر بےعزتی رہے گی اس پہ لعنت برادری کی

برادری کی امداد کرنا ہے ہمارے جواں مردوں کا کام
ان سے دیکھی جائے گی ہرگز نہ ذلت اپنی برادری کی

فائدہ جس کام میں تم دیکھو اپنی برادری کا
اٹھ کھڑے ہو اور کرو تم دل سے خدمت برادری کی

کمیٹی تو امداد دیں اور تم الگ بیٹھے رہو
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی بری گت قوم کی

یہ پرخلوص قیادت یہ بے غرض ورکر بدل گئی ہے فضا
انہی کے خونِ جگر سے انہی کی محنت سے ہوئی نشوونما

خلوص میں، صداقت میں، امانت میں اور سخاوت میں
اپنی نئی نسلیں نہ بھولیں گی شان، آن اور احسان

بانٹوا برادری ہی پھر سرتاج اپنا پھر بنائے گی ناز تمہیں
جان اور دل سے کروائے بھائی حمایت بانٹوا میمن کی

(ترجمہ: ک۔ ن۔ پ)

برادری کے ترجمان
ماہنامہ
" میمن سماج " کراچی
میں اپنے تجارتی اداروں کی
مصنوعات کی تشہیر کے لئے
اشتہارات
دے کر تعاون فرمائیے !
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)
کراچی

اقصیٰ سے فریاد

اے مسجد اقصیٰ! مایوس مت ہونا۔ ہم جانتے ہیں کہ تو یہودیوں کے مظالم سے تنگ آچکی ہے۔ ان بے لگام وحشیوں کے تشدد سے تیرے جسم کے ایک حصے سے خون رس رہا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تجھے اسلامی حکمرانوں کی بے حسی خون کے آنسو رلا رہی ہے اور آج ایک مرتبہ پھر تیری نگاہیں اسلام کے عظیم مجاہد "سلطان صلاح الدین ایوبی" کو ڈھونڈ رہی ہیں۔ اے پیاری اقصیٰ! آج ہم تجھ سے شرمندہ ہیں کہ ہم ایک اور سلطان صلاح الدین ایوبی پیدا نہیں کرسکے۔ اے پیاری اقصیٰ! کیا ہوا جو تجھ سے اسلامی آقاؤں نے منہ پھیر لیا ہے۔ لیکن تو مایوس مت ہونا۔ بس تھوڑا سا اور صبر کر، کیونکہ تیری آزاد سانسوں کا علم پوری آب و تاب سے بلند ہوچکا ہے اور وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ جب تیرے ڈیڑھ ارب فرزند باری باری انشاء اللہ تیری مقدس مٹی پر اپنے رب کے آگے اپنی جبینیں جھکائے کلمۂ توحید بلند کر رہے ہوں گے۔ بس اے مقدس اقصیٰ بس، بہت ہوچکا۔ اب ہم تیری عصمت یہودیوں کے پاؤں تلے مزید پامال نہیں ہونے دیں گے۔ اے اقصیٰ! تو اب خوش ہوجا کہ یہ محسور ہوائیں اور فضائیں کہہ رہی ہیں کہ انشاء اللہ عنقریب ایک اور صلاح الدین ایوبی پیدا ہونے والے ہے، جو تجھے ان ظالموں کے چنگل سے آزاد کرائے گا۔ اے پیاری اقصیٰ، ہم تجھ کو کیسے بھول سکتے ہیں کہ تیری مٹی تو وہ مقدس مٹی ہے، جس نے تمام انبیائے کرام کے ساتھ ساتھ تاج دار انبیا ﷺ کے پائے مبارک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل کر رکھا ہے۔ اے اقصیٰ، تجھے یہ دل سے نکالنا ہوگا کہ آج یہ اسلامی حکمراں تجھے درندوں سے نجات دلائیں گے۔ نہیں اقصیٰ نہیں، یہ تو صرف ڈالروں کے بھوکے ہیں، انہیں تجھ سے کوئی سروکار نہیں۔ بس تجھے اور ہمیں ایک اور صلاح الدین ایوبی کا صبر کے ساتھ انتظار کرنا ہوگا، جو اسی مسلم قوم سے بیدار ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ!!

اسرائیل دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کے خلاف نہ صرف اقوام متحدہ میں سب سے زیادہ قراردادیں پیش ہوئیں بلکہ اس کے خلاف سب سے زیادہ قراردادیں منظور بھی ہوئیں لیکن اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف منظور ہونے والی قراردادوں پر آج تک اس نے عمل نہیں کیا۔ اسرائیل کے ظلم کا پشت پناہ امریکہ ہے جو ہمیشہ ویٹو استعمال کرتا ہے۔

آن لائن کورسز، جدید ذریعہ تعلیم

تحریر: جناب مصطفیٰ حنیف بالاگام والا، ایم بی اے

ایک زمانہ تھا جب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی یا چند ایک ادارے فاصلاتی تعلیم فراہم کرتے تھے اور بذریعہ خط و کتابت مختلف کورس کرواتے تھے۔ پھر انٹرنیٹ اور آن لائن کورسز کا طوفان آگیا۔ مائیکروسوفٹ نے تو ڈھیروں آن لائن کورسز متعارف کروائے جن میں سرفہرست فخر پاکستان ارفع کریم (مرحومہ) کم عمر ترین مائیکروسوفٹ سرٹیفائیڈ پروفیشنل بن گئی تھیں، اور اس کے بعد آن لائن کورسز کرنے والوں کی لائن لگ گئی تھی۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس نے دنیا بھر کے مفت اور بہترین آن لائن کورسز کیلئے ایک نیا سرچ انجن تیار کرلیا ہے۔ اس واحد پلیٹ فارم پر دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں پر پیش کئے جانے والے سیکڑوں ہزاروں مفت آن لائن کورسز کو بسہولت انداز میں سرچ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اب دنیا کے بہترین مفت کورسز مثلاً ایم آئی ٹی اوپن کورس ویئر، کورسیرا، یوڈاسٹی، خان اکیڈمی، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان و دیگر سیکڑوں اداروں کے کورسز کو بآسانی سرچ کیا جاسکے گا۔ اس سے طلبا و طالبات کے لئے کورسز کی تلاش میں سہولت ہوگی اور وہ کم وقت میں اپنے کورس تلاش کرسکیں گے اور ایم آئی ٹی اور ہارورڈ جیسے ممتاز اداروں کے مفت کورسز سے نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ترقی پذیر ممالک کے ہزاروں لاکھوں طالب علم مستفید ہوں گے۔

اسٹینفورڈ یونیورسٹی ورجینیا میں چیف آف اسٹاف جسٹن پوپ کے مطابق چند سال پہلے وسیع پیمانے پر آن لائن کورسز (MASSIVE OPEN ONLINE COURSES) کی حمایت کرنے والوں کا خیال تھا کہ یہ طریقہ تعلیم صدیوں پرانے تعلیمی نظام کو تبدیل کردے گا۔ ان کا خیال تھا کہ انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کی مدد سے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں طالب علموں کو اعلیٰ درجے کی تعلیم مہیا کی جاسکتی ہے اور یہ تعلیم معیار کے اعتبار

سے ہارورڈ، اسٹینفورڈ اور ایم آئی ٹی سے کسی بھی طرح کم نہیں ہوگی جہاں ہزاروں طالب علموں کو مخصوص کلاس رومز میں معمول کے مروجہ طریقوں کے مطابق اعلیٰ تعلیم سے نوازا جاتا تھا۔ اس نئے طریقہ تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کو سہل بنانے اور اسے عوام الناس تک پھیلانے کا ذریعہ سمجھا گیا تھا جو ان اعلیٰ تعلیمی اداروں تک مالی و دیگر ذرائع نہ ہونے کے باعث تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس ضمن میں اب ماہرین کا خیال ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آن لائن کورسز کے اجراء سے یا تو مروجہ نظام تعلیم یکسر تبدیل ہو جائے گا یا پھر مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ کمپیوٹر سائنٹسٹ سیبسٹین تھورن جو انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن کورسز فراہم کرنے والے ادارے کے شریک بانی ہیں انہوں نے پچاس برسوں میں صرف ایسے دس تعلیمی ادارے قائم کیے جو جو اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ داریاں نبھائیں گے۔

پھر وہ وقت بھی آیا جب اس عمل کا ردعمل سامنے آنے لگا۔ اس ضمن میں سان جوز سٹیٹ یونیورسٹی (SAN JOSE STATE UNIVERSITY) میں ایک اہم عملی مظاہرہ ہوا۔ اس یونیورسٹی اور دیگر اداروں کے اساتذہ وسیع پیمانے پر آن لائن کورسز کے اجراء کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس انداز فکر کو مسترد کیا کہ آن لائن کلاسز کا اجراء کلاس رومز میں اساتذہ کی ضرورت کو ختم کر سکتا ہے یا ان کی اہمیت کو کم کر سکتا ہے۔ وسیع پیمانے پر آن لائن کورسز کے مختصر دورانیے والے پروگرام بھی توجہ کا مرکز بنے۔ اس سارے ماحول میں خود SEBASTIN THRUN بھی فریب نظر کا شکار ہوا اور اس نے اپنے ادارے کے فراہمی تعلیم کے عزائم میں کمی لاتے ہوئے لوگوں کی توجہ تربیت کی طرف مرکوز کی۔ اس سب کے باوجود تجربات کے ایک نئے عہد کا آغاز ہو گیا۔ اگرچہ چند ادارے اس عمل سے باہر رہے اور چند نے اس عمل میں دلچسپی کا اظہار بھی کیا۔ 2013 میں جارجیا ٹیک نے کمپیوٹر سائنسز میں پہلے آن لائن ماسٹر ڈگری پروگرام کا اعلان کیا جس کی فیس 6600 ڈالر رکھی گئی اور یہ کیمپس میں حاصل ہونے والے ڈگری کورسز کے تقریباً ہم پلہ ہی تھی۔ اس کورس کے لئے 1400 طالبعلموں نے داخلہ لیا۔ یہ واضح نہیں کہ دیگر شعبوں میں ایسے پروگرام شروع کیے گئے کہ نہیں؟ اور جارجیا ٹیک ڈگری کے حامل افراد کو روزگار کے مواقع ملے یا نہیں؟ البتہ اس پروگرام نے یہ ثابت کر دیا کہ وسیع پیمانے پر آن لائن اعلیٰ تعلیم کا حصول ممکن ہے اور لاگت کے اعتبار سے بھی یہ قابل عمل ہے۔ بیرتھ پرڈ وسیع پیمانے پر آن لائن کورسز پیش کرنے والے اداروں کے بزنس ماڈل پر سوال اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ ادارے ایک پائیدار بزنس ماڈل نہیں رکھتے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ادارے جن افکار کی ترویج کر رہے ہیں اور ٹیکنالوجی کی مدد سے طالب علموں کو اعلیٰ تعلیم سے نواز رہے ہیں وہ درحقیقت ٹیکنالوجی کے استعمال کے اس پہلو کو ضرورت سے زیادہ اجاگر کر رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق آن لائن کورسز کے ضمن میں ایک

اہم اور قابل توجہ معاملہ یہ ہے کہ ان کورسز کو اختیار کرنے والے 90 فیصد طالب علم اپنے کورسز کو ختم نہیں کر پاتے۔ NN ادارے کے جائزے کے مطابق انخلا کی یہ شرح 96 فیصد ہے۔ اس حوالے سے پرنچرڈ کا کہنا تھا کہ آن لائن کورسز میں شریک ہونے والوں کی اکثریت سنجیدہ طالب علموں کی نہیں، در حقیقت وہ خود کو تفریح کے لئے ان کورسز میں انرول کرواتے ہیں اور مفت میں ایک دو لیکچروں میں شرکت کو وہ معیوب نہیں سمجھتے۔ PENN کی رپورٹ کے مطابق آن لائن کورسز میں داخلہ لینے والے طالب علموں میں سے نصف پہلی آن لائن کلاس سے کورس چھوڑ جاتے ہیں۔ پرنچارڈ ایم او اوی کورس کے لئے 17 ہزار طالب علموں نے خود کو انرول کرایا، صرف دس فیصد طالب علموں نے دوسری اسائنمنٹ مکمل کی لیکن ان کی صرف نصف تعداد نے سرٹیفکیٹ کے خاتمے تک آن لائن کلاسز میں شرکت جاری رکھی۔

جماعت کی سرگرمیوں میں اچھی طرح دلچسپی سے
حصہ لے کر آپ اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں

قیام: 1916ء بانٹوا (انڈیا) — قیام: 1948ء کراچی (پاکستان)

ضروری گزارش

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

میت (تجہیز و تکفین) کے بل بلا تاخیر ادائیگی (جمع) کرانے کے لئے اپیل

بانٹوا میمن برادری میں ہونے والی اموات کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) کا کام بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے بہ احسن طریقے سے کیا جاتا ہے۔ اس میں غسل کفن اور بس سروس وغیرہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی بانٹوا میمن برادری کے کچھ بھائی اپنے خاندان میں ہونے والے انتقال کے بل کی ادائیگی نہیں کرتے ہیں۔ ادارے کی جانب سے موبائل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر بھی کوتاہی اور غیر ذمہ داری برتی جاتی ہے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو بھائی اپنے مرحوم کے دفن کے لئے انجمن سے رابطہ کرتا ہے وہ ان کے اخراجات جتنا ممکن ہوسکے اتنا جلد از جلد جمع کروادیں تاکہ مرحوم پر اس کے کفن دفن کا بوجھ نہ رہے۔

درخواست گزار
اعزازی جنرل سیکریٹری

فون نمبر: 32312939 - 32202973

نوجوانوں (ٹینز) کے لیے چند رہنما اصول

☆ نوجوانی میں اپنی خوراک میں باقاعدگی اور توازن کا خیال رکھیے۔ متوازن غذا بلوغت میں صحت مند جسم اور تندرستی کے لیے بہت ضروری ہے۔

☆ صاف پانی اور تازہ پھلوں کا رس نہ صرف تندرست رکھتا ہے بلکہ یہ آپ کے لیے بہت اہم ہے۔

☆ اگر آپ تندرست اور پرکشش رہنا چاہتے ہیں تو سگریٹ نوشی سے پرہیز کیجیے۔

☆ مختلف کھیل، ورزش، مطالعہ [illegible] اور [illegible] قسم کے [illegible] مشاغل [illegible] ذہنی سکون [illegible] ہوتی ہے۔

☆ [illegible]

☆ [illegible] آپ کی [illegible] کے [illegible] صحت [illegible] ہے۔

☆ [illegible] میں شریک [illegible] اور [illegible] ہے۔

☆ [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اور بہترین تفریح ہے۔

☆ [illegible] اور [illegible] منشیات کے قریب جانے سے بھی بچئے۔

☆ [illegible] ہمیشہ پرہیز کیجیے۔

اپنا تشخص، کلچر اور ثقافت میمن زبان بول کر زندہ رکھ سکتے ہیں

پانچو اتحاد پانچی ترقی نے خوشحالی جو ضامن آئیے

آپ بھی منزل حاصل کرلیں گے

جہد مسلسل، لگن اور محنت کو اپنا شعار بنالیں

تحریر: جناب محمد حسیب جاوید میمن

زندگی کے بے شمار رخ ہیں، جنہیں سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ آج کا دور، جدید ایجادات سے مزین ہے۔ زندگی کو پرتعیش اور پر آسائش بنانے کا ہر سامان اس دور میں موجود ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی آسانیاں ہونے کے باوجود آج کا نوجوان وہ مثالی کارکردگی کیوں نہیں دکھا رہا، جو اس کے بڑوں نے دکھائی؟ اس کے برعکس نسل تو بہت نالاں نظر آتی ہے، اسے اپنی زندگی بے مقصد نظر آتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ چاہے انفرادی طور پر کتنی ہی کوشش کرے وہ معاشرے میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا۔ یہ سوچ ہمارے معاشرے میں اب جڑ پکڑتی جا رہی ہے۔ ہر دوسرا نوجوان ناامیدی کی باتیں کرتا دکھائی دیتا ہے، آخر کیوں نسل نو نے ایسا سوچنا شروع کر دیا ہے؟ اگر ہم ایک مختصر جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ تاریخ میں جس کسی نے بھی اپنا نام یا کوئی بڑا کام کیا تو اس میں ان کی سوچ کا بہت عمل دخل رہا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بڑا کام کرنے کے لیے زیادہ سرمائے یا سفارش کی نہیں بلکہ مثبت سوچ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ ہمت نہ ہاریں، آگے بڑھیں، شخصیت سنواریں اور بلند جذبے کے ساتھ آگے بڑھیں۔ پھر ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی، زندگی کا سفر کامیابی سے طے ہو جائے گا اور وہ اپنی منزل مقصود پر ضرور پہنچیں گے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ آج کل نوجوان دوسروں کی بات بغور نہیں سنتے مگر یہ ضرور چاہتے ہیں کہ سب ان کی بات کو توجہ سے سنیں، یاد رکھیں جب تک آپ دوسروں کو عزت نہیں دیں گے، دوسرے ان کی بات کو اہمیت نہیں دیں گے تو آپ کو بھی عزت نہیں ملے گی۔ اگر کوئی آپ سے مشورہ طلب کرے یا اپنا کوئی مسئلہ شیئر کرے، تو آپ کا رویہ نامناسب نہ ہو بلکہ ان کی بات غور سے سنیں، اپنی رائے دیں، انہیں تسلی دیں، اس طرح آپ خود بھی بااعتماد محسوس کریں گے۔

صرف یہی نہیں اگر آپ آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو اپنی غلطیاں تسلیم کرنا سیکھیں۔ محض انا کی وجہ سے اپنی غلطیوں کو نظرانداز کرنا نہ صرف آپ کو منزل مقصود سے دور کر دے گا بلکہ آپ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں ایسے ہی لوگ کامیاب ٹھہرے ہیں، جو اپنی بات، اپنے وعدے کا پاس رکھتے ہیں۔ جذبات میں آ کر ایسے وعدے نہ کر بیٹھیں، جنہیں پورا کرنا آپ کے بس کی بات نہ ہو اور جب ایک بات، کوئی کام کرنے کی ٹھان لیں، تو اسے ضرور پورا کریں۔ دنیا میں کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہے، بس محنت، مستقل مزاجی، اور پوری لگن درکار ہوتی ہے۔ بہت سے نوجوان ایسے نظر آتے ہیں، جو کسی کام کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں، پھر ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کام کو کریں، اس طرح وہ کسی کام کا آغاز کر دیتے ہیں، چند دن تک تو وہ کام بہت جوش و خروش سے کیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے، پہلے سا شوق نہیں رہتا اور پھر ایک دن آتا ہے جب یہ تمام اسباب و وسائل اپنے مطلوبہ نتائج پیدا کرنے کے بجائے سرد مہری کا شکار ہو جاتے ہیں ان پر گرد جمنے لگتی ہے اور جو کام بہت جوش و خروش سے شروع کیا گیا تھا، اس کا انجام خسارے کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔ یہ تعمیری کام مطلوبہ نتائج تک نہیں پہنچتے، آخر کیوں، کیوں کہ وہ چند ہی دنوں میں اس کام سے اُکتا جاتے ہیں، وہ ہتھیلی پہ سرسوں جمانا چاہتے ہیں، ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ایک رات میں کامیابی ان کے قدم چومنے لگے، حقیقتاً یہ ناممکن ہے، کسی بھی منزل پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ جس کسی سے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی جائے، تب تک ہار نہ مانی جائے، جب تک وہ پورا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ کسی بھی کام کو اس کے مطلوبہ نتائج تک پہنچانے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ انسان میں شوق اور ہمت ہو، ایک بہت ضروری چیز تسلسل کے ساتھ محنت کرنا بھی ہے، جو لوگ کسی کام کو تسلسل سے کرتے ہیں، وہ اپنی ناؤ کو ایک دن ضرور ساحل تک پہنچا کر رہتے ہیں۔

پانی نعمت ہے... نعمت کی قدر کیجیے

پانی زندگی ہے... زندگی کو اہم جانیے

پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

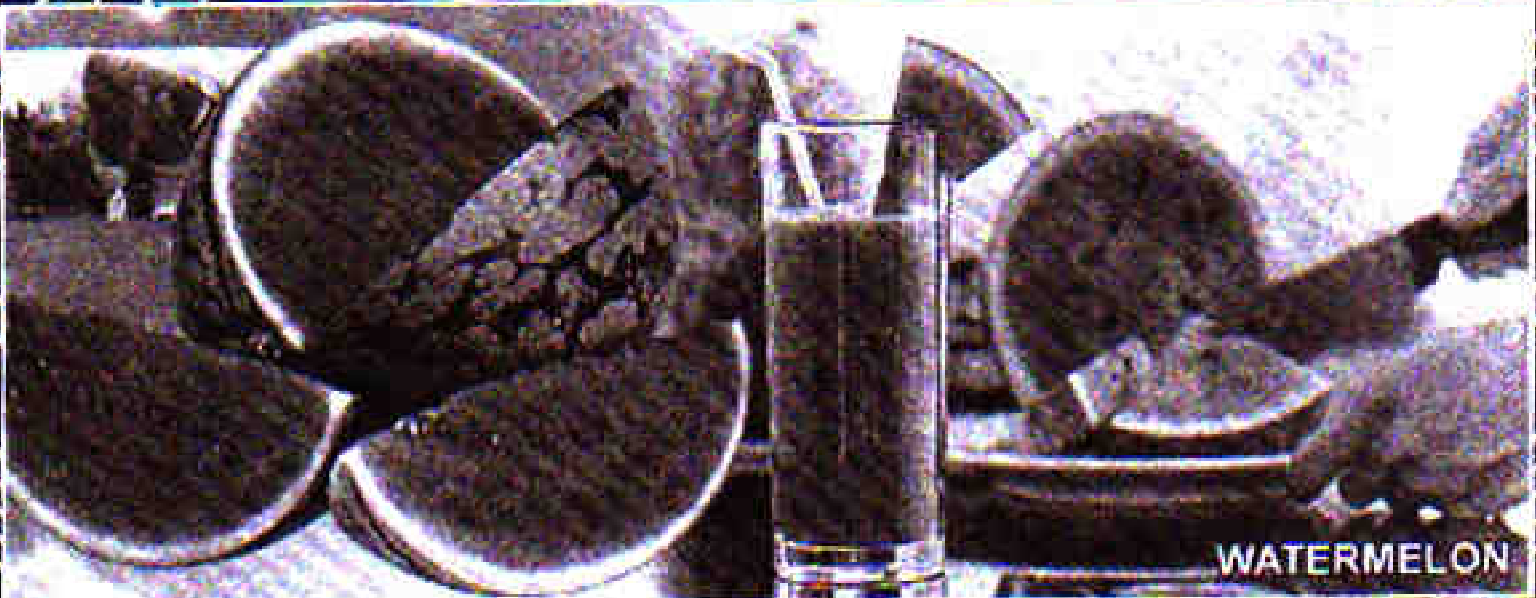

تربوز روح افزا پھل

صحت بھی اور شفاء بھی۔ ان گنت فوائد

وطن عزیز پاکستان بالخصوص خطہ پنجاب کو اللہ تعالیٰ نے تمام موسموں سے نوازا ہے۔ سردیوں میں شدت کی سردی ہوتی ہے تو گرمیوں میں جھلسا دینے والی گرمی اور لو چلتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ برسات اور بہار کے موسم بھی ہوتے ہیں۔ تاہم قدرت نے اس خطے کو پھلوں کی نعمت سے بھی نوازا ہے جو نہ صرف بہترین غذاؤں بلکہ دواؤں کے طور پر بھی کام دیتے ہیں اور موسمی تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ اب موسم گرما کو لے لیجیے، اس میں اتنی شدت کی گرمی ہوتی ہے کہ طبیعت بے حال ہو جاتی ہے۔ لو لگنے کا خدشہ رہتا ہے۔ پیشاب جلن سے اور سرخ ہو جاتا ہے لیکن اس موسم میں قدرت نے جہاں اور پھل پیدا کیے ہیں، وہاں تربوز بھی وافر مقدار میں ملنے والا ارزاں پھل ہے جو نہ صرف گرمی کی شدت کو ختم کرتا ہے بلکہ گرمی کے اثرات کو بھی ختم کرتا ہے اور لو سے بچاتا ہے۔

اس موسم کی وجہ سے معدہ اور خون کی بڑھتی ہوئی حدت کو دور کرتا ہے۔ تربوز کا مزاج بھی سرد تر ہے۔ حالانکہ طبی تحقیق کی روشنی میں ہر گرم میٹھی چیز گرم مزاج رکھتی ہے۔ مگر یہ اپنے آبی اجزاء کی وجہ سے سرد اور تر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے اجزاء میں گلوکوز، فولاد، فاسفورس، روغنی اجزاء، پوٹاشیم اور نشاستہ دار شکری اجزاء کے علاوہ وحیاتین الف، ب اور ج بھی ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں نظام ہضم بری طرح متاثر ہو جاتا ہے لیکن تربوز سے نہ صرف نظام ہضم کی اصلاح ہوتی ہے بلکہ پیشاب بھی لاتا ہے اور پیشاب میں جلن وغیرہ ختم کرتا ہے۔ پیشاب آور ہونے کی وجہ سے اس میں بعض اوقات چھوٹی چھوٹی پتھریوں کو بھی نکال دیتا ہے۔

اس لیے گرمیوں میں اس کا استعمال نہ صرف غذائی طور پر فائدہ مند ہے بلکہ دوائی کے طور پر بھی۔ کیونکہ گرمی کی شدت بعض لوگوں کو اس حد تک نڈھال کرتی ہے کہ انہیں بار بار پیاس لگتی ہے۔ تربوز پیاس کی اس شدت کو دور کرتا ہے۔ دل کی دھڑکن اور گھبراہٹ میں بھی مفید ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ کی گرمی کو دور کرنے کا بے مثال قدرتی علاج ہے۔ اس میں سرخ ذرات والے اجزاء ہیموگلوبین بھی ہوتے ہیں۔ تاہم پانی کی

مقدار 80 فیصد تک ہوتی ہے۔ اس نکتے پر ایک علمی تحقیق شائقین تسلیم کر گئی ہے موسم گرما میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہاتھوں پیروں کے جلنے طبیعت کے بے حال ہونے اور پیشاب کم آنے کی شکایت بیان کرتے ہیں۔ ایسے حضرات کو پاؤ سے لے کر ایک سیر تک اس کا گودا دن بھر میں استعمال کرنے سے بہت اچھے اثرات سامنے آتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تربوز کھانے سے ہیضہ ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، بالخصوص تربوز کے بعد پانی پینے کی صورت میں۔ حالانکہ طب و صحت نے کھانے کے دوران پانی پینے کو مناسب قرار نہیں دیا۔ صرف لقمہ اٹکنے یا اشد ضرورت میں دو تین گھونٹ استعمال کرنا چاہئے اور پھل ہمیشہ کھانے کے بعد استعمال کیا جائے تاکہ کھانا بھی اچھی طرح ہضم ہو جائے۔ یرقان میں بھی تربوز مفید ہے اور تربوز کے پانی کو شکنجبین لیموں میں ملا کر پیا جانا چاہئے۔ تربوز کو قدرت کاملہ نے متعدد امراض و عوارضات میں شفا بخشی کے جوہر عطا کئے ہیں۔

وہ نوجوان جو خون کی کمی کے شکار ہوں یا جگر کی گرمی کا، ان کو اس موسم میں اس نعمت خداوندی سے پورا پورا استفادہ کرنا چاہئے۔ تربوز سے نہ صرف خون کی کمی دور ہوتی ہے بلکہ خون کی گرمی دفع بھی جاتا رہتا ہے۔ جلد کو صاف کرتا ہے، رنگت کو سرخ کرتا ہے اور گوشت پوست بنانے میں فائدہ دیتا ہے۔ جگر کے امراض میں اس پھل کے فائدوں کو تمام اطباء نے تسلیم کیا ہے۔ وہ لوگ جن کا جگر پوری طرح سے کام نہ کرتا ہو، کمزور ہو، جگر بڑھ گیا ہو، ایسے لوگوں کو بلا خوف و خطر تربوز کا پھل دوا سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے۔

جگر کے صحیح کام نہ کرنے سے چہرے کی رنگت میں جو زردپن آ جاتا ہے، وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور اپنے مصفی خون تاثیر کی وجہ سے چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے اور گرمیوں میں جن لوگوں کو پھوڑے پھنسیاں ہو جاتی ہیں، ان سے نجات دلاتا ہے۔ تربوز کا پانی نہ صرف خون کی حدت کو دور کر کے اعتدال پر لاتا ہے بلکہ خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ (بلڈ پریشر) میں بھی فائدہ دیتا ہے اور اسے نارمل کرتا ہے۔ اس طرح بلڈ پریشر کے نتیجے میں جو دل کی دھڑکن، گھبراہٹ اور سر درد یا چکر وغیرہ آتے ہیں، ان سب کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ شدید سر درد کی صورت میں تربوز کا پانی چینی اور برف میں حل کر کے پلانے سے درد دور ہو جاتا ہے۔ الغرض یہ ایک مفید اور موسمی تقاضوں کا بھرپور آئینہ دار پھل ہے جس سے نہ صرف غذائیت حاصل ہوتی ہے بلکہ موسم کی شدت گرمی کی دوا بھی ہے۔ قدرت کاملہ کی اس نعمت کا استعمال نہ کرنا زیادتی ہے۔

موجودہ معاشرے کے حقیقی رنگ روپ

ایک غریب اور سفید پوش فیملی کی دکھ بھری کہانی، ایک مخیر انسان نے اسے دیکھ کر دکھوں کا مداوا کس طرح کیا؟

خدمت انسانیت کرنے والوں کے لئے ایک رہنما تحریر

انسانیت کا روشن اور تابندہ پہلو

گجراتی تحریر : رفیق دھوراجوی مرحوم (سر آدم جی کی پہلی گجراتی سوانح حیات کے مصنف)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

قاسم اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس کی عمر اب محنت مزدوری کرنے والی نہیں تھی۔ اگر اس نے ماضی میں دوسروں کی غلطیوں کا فائدہ اٹھایا ہوتا اور جائز ناجائز میں کوئی فرق نہیں رکھا ہوتا تو شاید آج وہ ان حالات کو نہ پہنچا ہوتا۔ وہ جو سکون، سچائی اور قناعت کی راہ پر ہی چلتا رہا اور اسی طرح زندگی گزار دی۔ وہ ایک دیانتدار انسان تھا، اس کا سکون تو اسے تھا مگر اب حالات نے اسے بے بس کر دیا تھا۔ جب وہ پاکستان بننے کے بعد انڈیا سے ہجرت کر کے اس نئے ملک میں آیا تھا تو لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ اس نئی مملکت میں چاندی کے درختوں پر سونے کے پھل لگتے ہیں مگر انہیں توڑنے کے لیے اسے ہر تاریک چادر اوڑھنی پڑتی، قاسم اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسے سونے کی گنگا میں ہاتھ دھونا نہیں آتا تھا۔

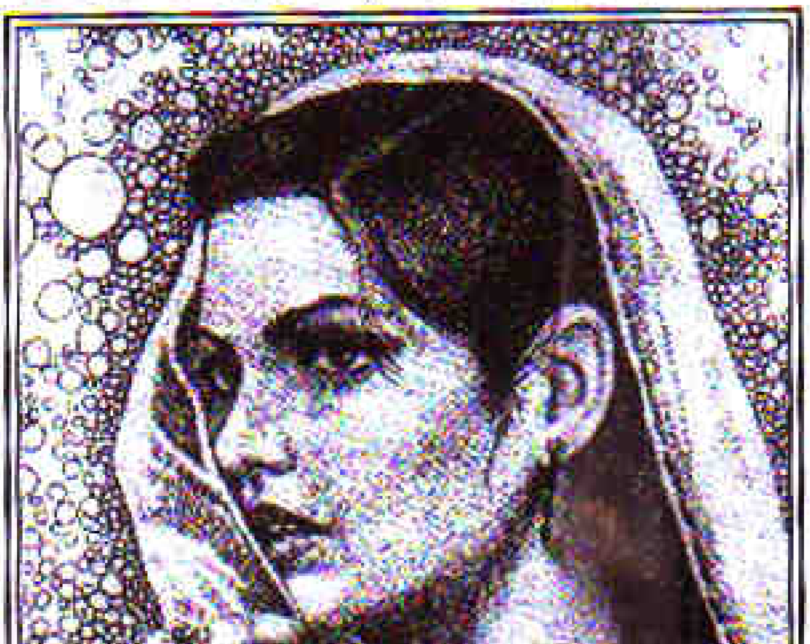

وہ جانتا تھا کہ ٹھیک ہے میں سونے کے پھل والے درخت کے نیچے بیٹھا ہوں مگر اس کا مالک کوئی اور ہے اور میں اس کا پھل نہیں توڑ سکتا۔ وہ سیدھا سچا انسان تھا، تعلیم سے محروم، لوگوں سے الگ تھلگ! پاکستان میں اس زمانے میں اچھی نوکریاں بھی موجود تھیں مگر قاسم کو معلوم تھا کہ انہیں حاصل کرنے کے لیے جو کچھ کرنا ہوگا، وہ نہیں کر سکے گا۔ قاسم جانتا تھا کہ ملک بدل گیا، زمین بدل گئی تو ساتھ ہی لوگ بھی بدل گئے تھے۔

وہ بے چارہ ایک بوسیدہ سے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔ بیوی بھی بیمار تھی اور وہ خود بھی تپ دق کا مریض ہو گیا تھا۔ گھر کے اخراجات بڑی مشکل سے چلتے تھے۔ ایک ایک چیز کے لیے سو سو بار سوچتا تھا۔ بچوں کی فکر نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ رشتے دار بہت تھے مگر کوئی سہارا دینے کو تیار نہیں تھا۔ ماضی کی محبت بھری باتیں، میٹھے جذبے، خلوص، محبت، چاہت سب گزرے وقتوں کی داستان بن گئی تھیں۔ پرانی باتیں اور رسمیں سب اندھیرا میں رہ گئی تھیں۔ وہ سب اب خواب وخیال کی باتیں تھیں۔

قاسم کو اپنی برادری کے بارے میں پتہ تھا کہ یہ برادری فلاحی کام کرتی ہے۔ وہ ان کے مخلص ورکرز کو بھی جانتا تھا مگر اب یہی لوگ اس کو دیکھے بغیر اس طرح گزر جاتے تھے کہ جیسے اسے جانتے ہی نہیں۔ قاسم بے چارہ کسی خزاں رسیدہ درخت سے گرے ہوئے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ کوئی اسے تسلی دینے والا نہیں تھا۔ کسی نے بھی اس سے ہمدردی کے دو بول نہیں بولے۔ وہ کبھی کبھی سوچتا تھا کہ وہ ''انسانیت'' کہاں چلی گئی جو اس کے لوگوں کی خاص نشانی تھی۔ کبھی کبھار کوئی فرد اگر قاسم کو تسلی دیتا یا اس کی مزاج پرسی کرتا تو قاسم کو ایسا لگتا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ مگر اس کی برادری کے لوگوں نے اسے صرف روکھا سوکھا دلاسہ دیا اور پھر آگے بڑھ گئے۔ قاسم جانتا تھا کہ زمین بدلی تو لوگ بدل گئے ورنہ ان کا خمیر تو اب بھی وہی بڑا ناداروالا تھا گلی گلی میں بھلائی کے کام ہو رہے تھے۔ عوامی خدمت کرنے والے ساری دنیا کو بتا رہے تھے کہ ''سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے'' مگر اصل میں وہ اپنے ہی کام میں مصروف تھے۔ ان کے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ ''قاسم'' پر توجہ دیتے۔

خدمت کرنے والوں کے مزاج بھی زمین کے بدلتے ہی مکمل طور پر بدل گئے تھے۔ اور اب خدمت گزار اپنی پسند کے لوگوں کی خدمت کرتے تھے۔ بھلائی اور بہبود کی ہوا ایک ہی سمت میں چل رہی تھی۔ قاسم ان سب لوگوں کو بے بسی سے دیکھتا تھا مگر شکوہ نہیں کر پاتا تھا کہ ''کیا میں تم لوگوں کو نظر نہیں آتا؟''

قاسم کی بیماری نے جب شدت اختیار کی تو وہ بستر سے لگ گیا۔ بچوں کی فکر اسے مسلسل کھا رہی تھی۔ کبھی وہ روتا اور کبھی ہنستا۔ اس کا دل چاہتا کہ مر جائے مگر مرنا اس کے اپنے ہاتھ میں کہاں تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ مرنے سے پہلے بیوی بچوں کو کس کے حوالے کرتا۔ اب صبر کے سوا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا مگر صبر بھی اس کو تسلی نہیں دے پاتا تھا۔ ان سب مشکلات کے ساتھ ساتھ ایک سب سے بڑا مسئلہ دادا بھائی کا قرض تھا۔ اس نے کڑے زمانے میں اپنے کسی جاننے والے کی سفارش پر دادا بھائی سے کچھ رقم قرض لی تھی جو واپس نہیں کر پا رہا تھا۔ دادا بھائی کا آدمی کچھ نہ کچھ عرصے کے بعد اس سے تقاضہ کرنے آتا تو اس کا دل کانپ جاتا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ قرض کے اس پہاڑ کو اپنے سینے سے کیسے اتارے۔ نہ کوئی اس کا ہمدرد تھا اور نہ ہی غم گسار۔ وہ بے حد فکرمند تھا مگر غیرت مند تھا اس لیے کسی کے آگے ہاتھ بھی نہیں پھیلاتا تھا جبکہ لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ اپنی انا توڑے اور ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے تو ہم اس کی مدد کر دیں گے مگر پہلے یہ اپنی اکڑ ختم کر کے ہم سے مانگے تو سہی ناں!

قاسم کو بعض اوقات ایسا لگتا تھا کہ اس کا اپنا سورج ڈوب چکا ہے اور یہ کہ اسے روشنی کی ضرورت ہے تو کسی دوسرے کے سورج سے ہی لینی ہوگی۔ بھلائی کی سبیلیں لگانے والے یہ تک نہیں جانتے تھے کہ ان کی نظروں کے بالکل سامنے کوئی پیاسا کھڑا ہے بس یہ ہے کہ اپنی زبان سے یہ اقرار نہیں کر رہا کہ وہ پیاسا ہے۔ جب بھی بارش شروع ہوتی تو قاسم کا دل ڈوبنے لگتا۔ اس کے گھر کی چھت بھی تو ٹپکتی تھی۔ اس روز وہ چارپائی پر بیٹھا اپنے بوسیدہ گھر کی خستہ دیواروں کو دیکھ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ جس کا خدشہ تھا وہی ہوا دادا بھائی کا آدمی قرض کا تقاضہ کرنے آ گیا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے موت کا فرشتہ آ گیا ہو۔

قاسم نے سنا تھا کہ دادا بھائی سخت مزاج انسان ہے۔ اگر دوسروں کو پیسے ادھار دیتا تو وصول کرنا بھی جانتا ہے۔ وہ بلا سود قرض دیتا تھا، وہ بھی انسانیت کے نام پر بس اس کا اصول یہ تھا کہ قرض وقت پر واپس مل جائے، قاسم کون تھا، کہاں رہتا تھا، دادا کو کچھ پتہ نہ تھا۔ اس نے تو یہ نام اپنی اس فہرست میں لکھوا دیکھا تھا جس میں قرض لینے والوں کے نام لکھے تھے۔ چنانچہ اس نے اپنا آدمی اس کے گھر بھیجا اور قرض واپس کرنے کا تقاضہ کیا۔ آنے والے نے جب اس کی حالت دیکھی تو حیران رہ گیا۔ چارپائی پر کسی انسان کی جگہ ہڈیوں کا ایک ڈھیر ڈھانچے کی صورت میں پڑا تھا۔ آنے والے نے واپس آکر ساری صورت حال دادا بھائی کو بتائی تو اس نے پوچھا: ”یہ شخص کہاں رہتا ہے؟“

”وہیں جہاں پہلے رہتا تھا۔“ دادا بھائی کو بتایا گیا تو وہ سخت گرمی اور جھلسا دینے والی لو میں بھی اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ آسمان سے گویا آگ برس رہی تھی۔ ہر طرف لو کے تھپیڑے چل رہے تھے۔ دادا بھائی کو اپنے گھر میں دیکھ کر قاسم کی تو جان ہی نکل گئی۔ وہ خوف کے عالم میں تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب دادا بھائی سے اسے صرف موت ہی بچا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد مرنے کی تمنا کرنے لگا تاکہ دنیا کے ان بکھیڑوں سے ان کی جان چھوٹ جائے۔ قاسم نے بڑی مشکل سے نظر اٹھا کر دادا بھائی کی طرف دیکھا۔ اس کی پیشانی پر لکیریں بھی تھیں اور آنکھوں میں قہر بھی مگر یکایک، قاسم کو ایسا لگا کہ دادا بھائی کی آنکھوں کے اندرونی گوشوں میں ہمدردی کی چمک بھی تھی۔ ان آنکھوں کا قہر ایک دم ختم ہو گیا تھا۔ اب ان کی جگہ محبت اور شفقت نے لے لی تھی۔ یہ سارا منظر دیکھ کر قاسم کو تھوڑا بہت سکون تو ملا مگر اس کی دل کی دھڑکن کو معمول پر آنے میں تھوڑی دیر ضرور لگی۔

قاسم نے دادا بھائی کی طرف بے چارگی کے عالم میں دیکھا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کی نظریں گویا بول رہی ہیں اور اس کو تھپکی دے رہی ہیں۔ پھر دادا بھائی کی نرم و ملائم آواز اس آنگن میں گونجی: ”قاسم! فکر مت کرو، پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو مجھ سے پیسے لے اور اپنا علاج کرا۔ جب ٹھیک ہو جائے اور کمانے لگے تو قرض بھی واپس کر دینا۔ مگر اس وقت تک تیرا سارا خرچ میرے ذمے! ڈاکٹر کو دکھا اور اس سے دوا لے۔ مگر ٹھہر۔۔۔“ یہ کہتے ہوئے دادا بھائی نے اپنی جیب میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر قاسم کے ہاتھ پر رکھی اور پھر اپنے آدمی کو ہدایت کی کہ اس کا علاج کرا، اس کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جا۔ اب اس کا یہ سارا کام تیرے ذمے ہے۔“

قاسم حیرت کے عالم میں دادا بھائی کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے تو اس شخص کے بارے میں کچھ اور سنا تھا مگر یہ اس کے بالکل برعکس نکلا! ۔ دادا بھائی سے بڑا فرشتہ اسے کوئی نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ تبدیلی کیوں اور کیسے ممکن ہوئی۔۔۔ اس کے ذہن میں بہت سے سوال تھے جن کے جواب اس کے پاس نہیں تھے۔ کیا کوئی اس کے سوال کا جواب دے سکتا ہے؟

بشکریہ: ماہنامہ میمن عالم کراچی۔ شمارہ: فروری 1964ء

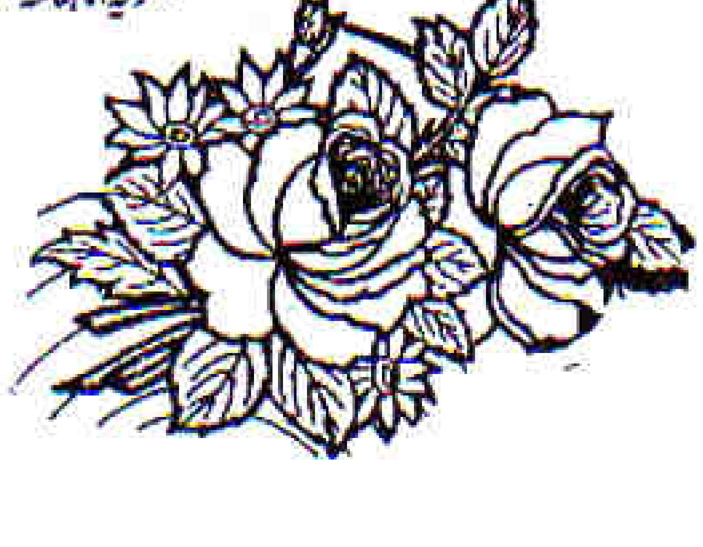

خواتین عیب تلاش کرنا چھوڑ دیں، زندگی خوشگوار بنائیں

یہ سچ ہے کہ جہاں دو عورتیں بیٹھی ہوں، اپنی ساتھیوں کی غیبت کرنے لگتی ہیں کہ فلاں ایسی ہے تو فلاں ویسی ہے۔ میری نند اور ساس تو اس قدر برائیوں کی پوٹلی ہیں کہ اللہ کی پناہ! میری بہو تو انتہائی بدتمیز ہے۔ مجھے تو منہ ہی نہیں لگاتی۔ فلاں کی بیوی تو نہ جانے اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہے۔ اسے اپنی خوب صورتی پر اتنا گھمنڈ ہے کہ جیسے دنیا میں اس سے حسین کوئی عورت نہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ گھروں کو توڑنا، دل آزاری کرنا، بنے بنائے کام بگاڑنا ہماری خواتین کی دلچسپی کے کام ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ عورتیں عورتوں ہی میں کیڑے نکال کر کون سی عقل مندی کا ثبوت دیتی ہیں؟ خواتین ہی گھر گرہستی کے امور نمٹاتی ہیں، باہر کی دنیا سے ان کا سابقہ ذرا کم ہی پڑتا ہے، اس لئے ان میں مردوں کی نسبت عملی سوچ زیادہ نہیں ہوتی مگر یہ کوئی اٹل بندھا اصول نہیں۔ نوکری پیشہ خواتین بھی اپنی ہم عصر اور ہم عمر خواتین کی کاٹ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ خصوصاً شادی بیاہ کے موقعوں پر تو یہ چیزیں مزید ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ گھر گھر جا کر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے لڑکی تلاش کرنا، ان میں برائیاں ڈھونڈنا، دوسروں کو حقیر اور خود کو برتر سمجھنا، موقع محل دیکھ کر بات نہ کرنا، شیخیاں بگھارنا ایسی خامیاں ہیں جن سے ہر رشتہ ہر انسانی جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

ذرا غور کریں، جب ایک مرد تھکا ہارا، دن رات روزی روٹی کی جنگ لڑ کر چند لمحوں کے سکون و آرام کے لئے گھر آتا ہے تو ساس، بہو اور نندوں کی روایتی جنگ دیکھ کر کس قدر عاجز آ جاتا ہوگا۔ شادی کے بعد ماں کو فکر لاحق ہوتی ہے کہ کہیں اس کا بیٹا ماں سے دور نہ ہو جائے۔ بیوی متفکر نظر آتی ہے کہ شوہر کی محبت اس کی ماں اور بہنوں کی وجہ سے کہیں ختم ہی نہ ہو جائے اور مرد اس صورت حال میں بیچ کے لوٹے کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہاں یہ ہرگز ثابت کرنا مقصود نہیں کہ مرد، مرد کا دشمن نہیں یا وہ مظلوم و معصوم ہے، بلکہ کہنا یہ ہے کہ خواتین چونکہ معاشرے کی تربیت کرتی ہیں، ان کی عادات و اطوار کا اثر یقینی طور پر ان کی اولاد پر بھی ہوتا ہے۔ آپ آج جو کچھ بھی بوئیں گی، وہ کل ضرور کسی نہ کسی شکل میں کاٹیں گی۔ گھر بنانا اور سنوارنا عورت کی ذمے داری ہے۔ اگر عورت میں معاملات درست کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ ایک کامیاب خاتون ہے۔ عورت سے زیادہ مضبوط و مستحکم شاید ہی کوئی ہو۔ اگر عورت چاہے تو اپنی فراست و تدبر سے شوہر ہی کو نہیں بلکہ اپنے گھر، خاندان اور معاشرے کو بھی فتح کر سکتی ہے۔ دوسروں پر لعنت ملامت کرنے، ان میں عیب تلاش کرنے کو ہمارے دین اسلام نے بہت معیوب قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔'' (سورۃ الحجرات 49.11)

آپ عورت ہیں۔ اللہ نے آپ کو بے شمار صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ بحیثیت عورت، دوسری عورتوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں، اپنے افعال سے اچھا انسان ہونے کا ثبوت دیں، یقین کیجئے زندگی آپ کے لئے بہت آسان ہو جائے گی۔

جذبات اور آپ کی صحت

انسان کو اللہ تعالیٰ نے احساسات اور جذبات دے کر پیدا کیا ہے۔ انسان تو انسان جانوروں میں بھی احساسات موجود ہوتے ہیں۔ جانداروں کی یہ اہم خصوصیات ہوتی ہیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے۔ ہر معاملے میں اسے دوسرے جانداروں پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ جذبات ہی ہیں جن کا اظہار ہمارے رویوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ماہرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر جذبات انسان کے اندر سے ختم ہو جائیں تو زندگی کی ساری خوبصورتیاں ہی جاتی رہیں۔ ہم سب کا زندگی میں متحرک ہونا انہی جذبات و احساسات کا مرہون منت ہے۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ غصہ، خوف، نفرت، پیار، محبت، خوشی، ناخوشی یہ سب ہماری صحت پر کیا اثرات مرتب کرتے ہیں اور ہم ان کا بہتر استعمال کیسے کر سکتے ہیں۔

جذبات اور ہم : ہمارا کوئی بھی عمل جذبات اور احساسات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان اس وقت تک کوئی کام کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کے پیچھے کوئی قوت کارفرما نہ ہو اور یہ جذبات ہی ہیں جو ہمیں زندگی کو متحرک رکھنے میں قوت فراہم کرتے ہیں۔ یہ ہمیں حرکت میں رکھتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ وہ خوشی پر خوش ہوتا ہے، دکھ ہو تو اس کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے، کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے تو اس کے اندر غصہ پیدا ہوتا ہے، حادثہ یا چوٹ لگنے کا خوف اسے محتاط رکھتا ہے۔ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرنے کی خواہش اسے محنت اور کوشش پر مجبور کرتی ہے۔

جذبات اور قابو : بعض لوگ جذبات کو منفی انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ کسی غلط حرکت کو جذبات کا نام دیتے ہیں۔ آپ نے اکثر کئی لوگوں سے یہ الفاظ سنے ہوں گے کہ "میں جذبات کی رو میں بہہ گیا تھا" یا کہ "میں اپنے جذباتی پن سے بہت عاجز ہوں"۔ ماہرین کہتے ہیں کہ جذبات سے چھٹکارا حاصل کرنا ایک لاحاصل کوشش ہے اور ایسی کوشش کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ اصل کوشش یہ ہونی چاہیے کہ انسان خوشی اور محبت کے جذبے کو پروان چڑھانا سیکھے اور احساسات جیسے غصہ، خوف اور غم وغیرہ سے دانش مندی سے نمٹنے کی کوشش کرے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے

کہ انسان بالکل غصہ کرنا ہی چھوڑ دے کیونکہ یہ فطری عمل ہے۔ انسانی زندگی میں غصے کا اظہار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ معاشرتی برائیوں کے خلاف معاشرتی برائیوں کی روک تھام میں غصہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مناسب خوف آپ کو احتیاط کا درس دیتا ہے۔ ایک شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ حد سے زیادہ تیز رفتاری کا مظاہرہ کرے گا تو اس صورت میں اسے حادثہ بھی پیش آسکتا ہے۔ اس طرح خوف اسے زندگی کو اعتدال میں رکھنے کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح خوشی کے لمحات میں آپ گم صم ہوکر نہیں رہ سکتے اور نہ ایسا کرنا چاہیے۔ یہی جذبات زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں۔ خوشگوار جذبات کو کیسے پروان چڑھایا جا سکتا ہے، ماہرین اس کے لئے چند مشورے تجویز کرتے ہیں۔

آپ کے محبت کے جذبات دوسروں میں جذب ہوتے ہیں۔ لوگ ایسے جذبوں کے اظہار کی وجہ سے آپ کو پسند کرتے ہیں۔ والدین اور خاندان کے دوسرے افراد سے مختلف طریقوں سے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں تحائف دے کر مسکرا کر اور اچھے الفاظ سے مخاطب کر کے ان سے لگاؤ ظاہر کرتے رہیں۔ آپ کی گفتگو سے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کو وہ عزیز ہیں۔

جوابی اظہار: آپ کے اردگرد موجود لوگ بھی آپ سے ویسا ہی پیار کرتے ہیں جیسا آپ ان سے کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنے جذبات کا اظہار زبان اور عمل سے نہیں کریں گے تو انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ آپ ان کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ ایسے مشاغل یا تفریحی ذرائع معلوم کرنے کی کوشش کریں جن کی انجام دہی سے آپ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہر فرد کو ایسے مشاغل کی ضرورت ہوتی ہے جس سے اسے خوشی اور اطمینان حاصل ہو۔ دوسروں کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کے مواقع تلاش کرتے رہا کریں۔ لوگوں کے کام آنے سے جو سکون ملتا ہے وہ زندگی کو خوشگوار بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آپ کا موڈ صحیح نہ بھی ہو تو کوشش کیا کریں کہ روزانہ کے معمولات کے انجام میں فرق نہ آئے۔ ناموافق طبیعت کے باوجود زندگی کو بہتر طور گزارنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اداسی محسوس کریں تو اسے اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیں۔ خود سے کہیں کہ "یہ کیفیت عارضی ہے۔ میں بنیادی طور پر ہمت والا ہوں، میں زندہ دل ہوں اور اس اداسی پر جلد قابو پالوں گا"۔ اگر آپ کو لگے کہ کوئی آپ کا حق مار رہا ہے تو ایسی صورت میں اندر ہی اندر کڑھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے دل کی بات کہہ دیں۔ متعلقہ شخص سے اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافی پر بات کریں۔ اس سے آپ کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ اپنے احساسات کو دبایا نہ کریں۔ غصہ، ناراضگی اور اس قسم کے جذبات سے ہر ایک شخص کا پالا پڑتا ہے پھر آپ اس سے بھلا کیسے رہ سکتے ہیں؟ بس آپ کی ایسے مواقع پر یہ کوشش ہونی چاہیے کہ غصے یا ناراضگی کا اظہار آپ کو تہذیب کے دائرے سے باہر نہ نکال دے۔ اگر آپ کا شمار ایسے افراد میں ہوتا ہے جنہیں بہت زیادہ معمولی معمولی باتوں پر غصہ آتا ہے تو خود سے پوچھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ سب پر اپنی مرضی مسلط کرنا چاہتے ہیں؟ اگر معاملات کو کبھی کبھار دوسروں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ دوسرا بھی آپ کی خواہش کا احترام کرنے لگے گا۔

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

تاریخ کے جھروکوں سے

35 سال قبل مطبوعہ یادگاری رپورٹ

ماضی کی ایک قابل فخر اور انمول یاد

پہلی میمن تاریخی کانفرنس

زیر اہتمام دی میمن ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) کراچی

منعقدہ: جمعرات 17 اپریل اور 18 اپریل 1986ء

بمقام: مدرسہ اسلامیہ پرائمری اسکول (جی الانہ روڈ۔ پنجابی کلب کھارادر کراچی)

پہلی میمن تاریخی کانفرنس اور دستاویزی و ثقافتی نمائش دی میمن ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام 17 اپریل اور 18 اپریل 1986ء بروز جمعرات اور جمعہ کو بمقام مدرسہ اسلامیہ پرائمری اسکول، (جی الانہ روڈ، پنجابی کلب، کھارادر) میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز 17 اپریل 1986 کو شام پانچ بجے کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک مولانا عبدالرزاق جاکھرا نے کی۔ کانفرنس کی افتتاحی تقریب کی صدارت وفاقی مشیر امور حج جناب الحاج زکریا کدوا نے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی جناب نواب راحت سعید چھتاری تھے۔ کمپیئرنگ کے فرائض ممتاز شاعر جناب یونس قیس نے انجام دیے۔

کانفرنس میں میمن برادری کے سرکردہ رہنماؤں، ممتاز سماجی کارکنان اور دیگر برادری کے افراد نے سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ اس کانفرنس

Late Aziz Kaya | Late Umer Khanani | Mr. Mustafa Lakhani

میں میمن تواریخ کے محققین، اسکالرز اور مورخین نے میمن برادری کی تاریخ سے متعلق اہم مقالات پڑھے اور تاریخ کے ان گوشوں پر روشنی ڈالی جو آج تک منظر عام پر نہیں آئے تھے۔

سب سے پہلے میمن ویلفیئر سوسائٹی کے صدر اور ممتاز سماجی رہنما جناب حاجی عبدالعزیز کایا نے کانفرنس اور نمائش کی غرض و غایت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ پانچ سال قبل 14 اگست 1982ء کو ڈان گجراتی کے لیے ایک مضمون "تحریک آزادی میں میمن برادری کا حصہ" کے عنوان سے تحریر کیا تھا۔ اس موقع پر مجھے جو پریشانی اٹھانی پڑی۔ جگہ جگہ لوگوں کے پاس بکھرے ہوئے تاریخی مواد کو حاصل کرنے کے لیے جانا پڑا۔

اس موقع پر خیال آیا کیوں نہ ایک ذخیرہ کتب و رسائل میمن برادری سے متعلق مواد کا ایک لائبریری کی صورت میں اکٹھا کر لینا چاہیے۔ میں نے اپنے رفقاء کے تعاون سے ایک لائبریری قائم کی جس سے ہر ایک فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس لائبریری میں ایک شعبہ "میمنولوجی" قائم کیا گیا ہے۔ میمن تاریخی کانفرنس بھی اس مقصد کی ایک کڑی ہے۔ ماضی میں ہماری ثقافت سے متعلق جو کچھ اشیاء ملی ہیں یہ چھ ماہ کی مسلسل کوششیں ہیں۔ میں اور میرے رفقاء نے اپنی کوششوں میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ہم کہاں تک کامیاب رہے۔ یہ آپ کے سامنے ہے۔ موقع کی مناسبت سے یہ بات کہوں گا کہ ہم تقریباً ساڑھے پانچ سو سال قبل سندھ میں رہائش پذیر تھے۔ بعد میں تجارت کی غرض سے کاٹھیاواڑ اور ریاست کچھ چلے گئے۔ اس کے بعد برصغیر میں پھیل گئے۔ تجارت اور صنعت میں مقام اور نام پیدا کیا۔ ہماری ساری تاریخی باتیں گجراتی زبان میں ہیں۔ ان باتوں کو اردو میں منتقل کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ ہماری نئی نسل اس کا مطالعہ کر کے اپنے کلچر اور تاریخ سے واقف ہو سکے۔ ہمارے برادر عزیز قلمکار گھتری عصمت علی پٹیل یہ ذمہ داری بہ شوق سنبھالے ہوئے ہیں۔ جو ہماری تاریخ ثقافت کا روشن باب ہے اس قسم کی تقریبات منعقد کرنے سے قومی اور ملی تشخص ابھرتا ہے۔

میمن ویلفیئر سوسائٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور شعبہ میمنولوجی کے چیف جناب عبدالرزاق جانگڑا نے سوسائٹی کی سماجی، تعلیمی اور فلاحی خدمات پر روشنی ڈالی۔ وفاقی مشیر امور حج جناب الحاج زکریا کامدار نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں کانفرنس منعقد کرنے والوں کو مبارکباد پیش

Mr. Abdul Aziz Memon Ex MNA — Late Justice (R) A Hafeez Memon — Mr. A.Gaffar Katiya

کرتا ہوں۔ کوئی قوم اگر اپنا تشخص اجاگر نہیں کرتی تو ایک دن وہ ختم ہو جاتی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد کتنے نیک اور پرہیزگار تھے کہ جہاں جاتے ان پر نور برستا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ کتنا نیک شخص ہے۔

جناب نواب راحت سعید چھتاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ میمن برادری نے ملک کی تعمیر اور ترقی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ سیاسی میدان تحریک آزادی، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں میمن برادری نے جس جذبے اور جوش و خروش سے حصہ لیا وہ برصغیر کی تاریخ کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری جناب ڈاکٹر معین الحق نے اپنی تقریر میں کہا کہ آپ کے بزرگوں نے تحریک اسلام اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اپنے بزرگوں کے واقعات کو یاد رکھنا خوش آئند ہے۔ ہسٹاریکل سوسائٹی کے قیام کے وقت محترم حکیم محمد سعید اور جناب محمد علی رنگون والا نے خطیر مالی عطیہ مرحمت فرمایا تھا۔ میمن تاریخی کانفرنس میں پڑھے جانے والے گجراتی مقالات کو اردو میں منتقل کر کے کتابی شکل دیں گے تو ملک کے تاریخ کے تمام طالب علم اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اس کے بعد تمام مہمانوں کو لذیذ کاٹھیاواڑی (مصالحے دار چاول) تھالوں (بڑے تھال) میں مشترکہ دسترخوان (دیسی طریقے سے) ماضی کی پرانی روایت کو تازہ کرنے کے لیے کھلایا گیا تھا۔ ایک تھال میں پانچ پانچ چھ چھ افراد کی ٹولیوں نے فرشی دری پر بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔

کانفرنس میں جملہ دس مقالے پڑھے گئے جن میں کل پانچ سیشن ہوئے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

پہلا سیشن (First Session)

مہمان خصوصی	زیر صدارت
جناب الحاج زکریا کامدار	جناب حاجی عبدالعزیز رحمت اللہ کابا
(وفاقی مشیر امور حج حکومت پاکستان)	(پریذیڈنٹ میمن ویلفیئر سوسائٹی کراچی)

Late Prof. Dr. Ansar Zahid Khan

Late Umer Fazal Farooq

Late Habib Lakhani

1- ہسٹری آف دی میمن کمیونٹی (انگریزی) مرحوم احمد ابراہیم کھانجی ایڈووکیٹ
(مقالہ جناب مصطفیٰ عبدالقادر لاکھانی ایڈووکیٹ نے پڑھا)

2- میمن زبان کا لسانی جائزہ (اردو) جناب پروفیسر ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی
(ممتاز مورخ اور پرنسپل شاہ عبداللطیف ڈگری کالج)

دوسرا سیشن (Second Session)

زیرِ صدارت: جناب نواب راحت سعید چھتاری
(قائداعظم کے دیرینہ رفیق کار)

مہمان خصوصی: جناب ڈاکٹر معین الحق
(اعزازی جنرل سیکریٹری پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی)

3- میمن خواتین کا معاشرے میں کردار (اردو) محترمہ کلثوم رفیق بنگلوروالا (کونسلر بلدیہ عظمیٰ کراچی)

4- پاکستان اور قائداعظم کے لیے میمنوں کی خدمات (اردو) محترمہ ممتاز ارم حسین میوہ والا (میمن اسکالر)

تیسرا سیشن (Third Session)

زیرِ صدارت: جناب سیٹھ یحییٰ محمد باوانی
(ممتاز بزنس مین اور چیئرمین عائشہ باوانی وقف)

مہمان خصوصی: جناب سیٹھ احمد داؤد
(ممتاز صنعت کار اور چیئرمین داؤد فاؤنڈیشن)

5- میمن تاریخ کے خدوخال (گجراتی) جناب حبیب لاکھانی (ممتاز میمن ریسرچ اسکالر، صحافی اور ادیب)
(مقالہ جناب فخری دھوراجی نے پڑھا)

Late Abdul Rahim Maimini

Late Yahya Hashim Bawany

Mr. Munshi Dhoraji

6- میمن برادری کے غیر معتبر ماخوذات (گجراتی)
جناب ابراہیم شہباز (ممتاز صحافی اور ادیب)

چوتھا سیشن (Fourth Session)

زیر صدارت
جناب اے۔ ڈی کریم کھاتانی
(چیف ایڈیٹر وار کیٹ بیٹھن)

مہمان خصوصی
پروفیسر ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی
(ممتاز مورخ اور ادیب)

7- صنعت اور تجارت میں میمن برادری کا حصہ
جناب یوسف عبدالکریم (ممتاز صحافی اور ادیب)
(مقالہ جناب عمر فاضل فاروق صاحب نے پڑھا)

8- بچی میمنوں کی قومی خدمات کا تاریخی جائزہ
جناب پروفیسر عبدالغنی سعید (صدر مولو جعہ میٹرنی ہوم۔ گاڑی کھاتہ کراچی)

پانچواں سیشن (Fifth Session)

زیر صدارت
جناب پروفیسر عبدالغنی سعید

مہمان خصوصی
جناب پروفیسر ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی

9- ادب اور صحافت میں میمنوں کا کردار
جناب عمر عبدالرحمن کھاتانی
(مدیر اعزازی میمن عالم کراچی۔ معروف ادیب)

10- گاندھی جی اور میمن برادری
جناب یحییٰ ہاشم باوانی (ممتاز میمن ریسرچ اسکالر اور ادیب)

کانفرنس کے دوسرے روز 18 اپریل 1986 بروز جمعہ دس بجے نواب جونا گڑھ جناب محترم دلاور خانجی نے فیتہ کاٹ کر افتتاحی رسم ادا کی۔ یہ نمائش دو حصوں پر مشتمل تھی۔ پہلے حصے میں پانچ کمروں میں 1947ء سے قبل کی کاٹھیاواڑ میں میمن برادری کے استعمال میں آنے والی

اشیاء برتن اور لباس وغیرہ نمائش کے لیے رکھے گئے تھے جو میمنی کی یادگار رہے تھے۔

دوسرے شعبے میں تاریخی تصاویر، مخطوطات، اخبارات، دستاویزات، رسائل، تصانیف معہ اردو گجراتی میں مختصر تفصیل آویزاں کرکے رکھی گئی تھیں تاکہ نوجوان نسل جو اردو جانتی ہے اس کو دیکھ کر اپنے ماضی کی روشن اور زندہ یادگاروں سے روشناس ہو سکے۔ نواب جوناگڑھ نے نمائش کا معائنہ کرنے کے بعد اسے سراہا اور کہا کہ پرانے زمانے کی اشیاء اور میمن تاریخ کے اہم گوشوں کے متعلق مجھے دیکھ کر ماضی یاد آگیا۔ بہت کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ میں میمن ویلفیئر سوسائٹی کے شعبہ مصنوعات کی دستاویزات دیکھ کر آپ کی کوششوں اور کاوشوں کے لیے تہہ دل سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نمائش دیکھنے والوں کا ہجوم رات گیارہ بجے تک رہا۔ رپورٹ کھتری عصمت علی پٹیل

مطبوعہ ماہنامہ میمن سماج کراچی۔ شمارہ مئی 1986ء

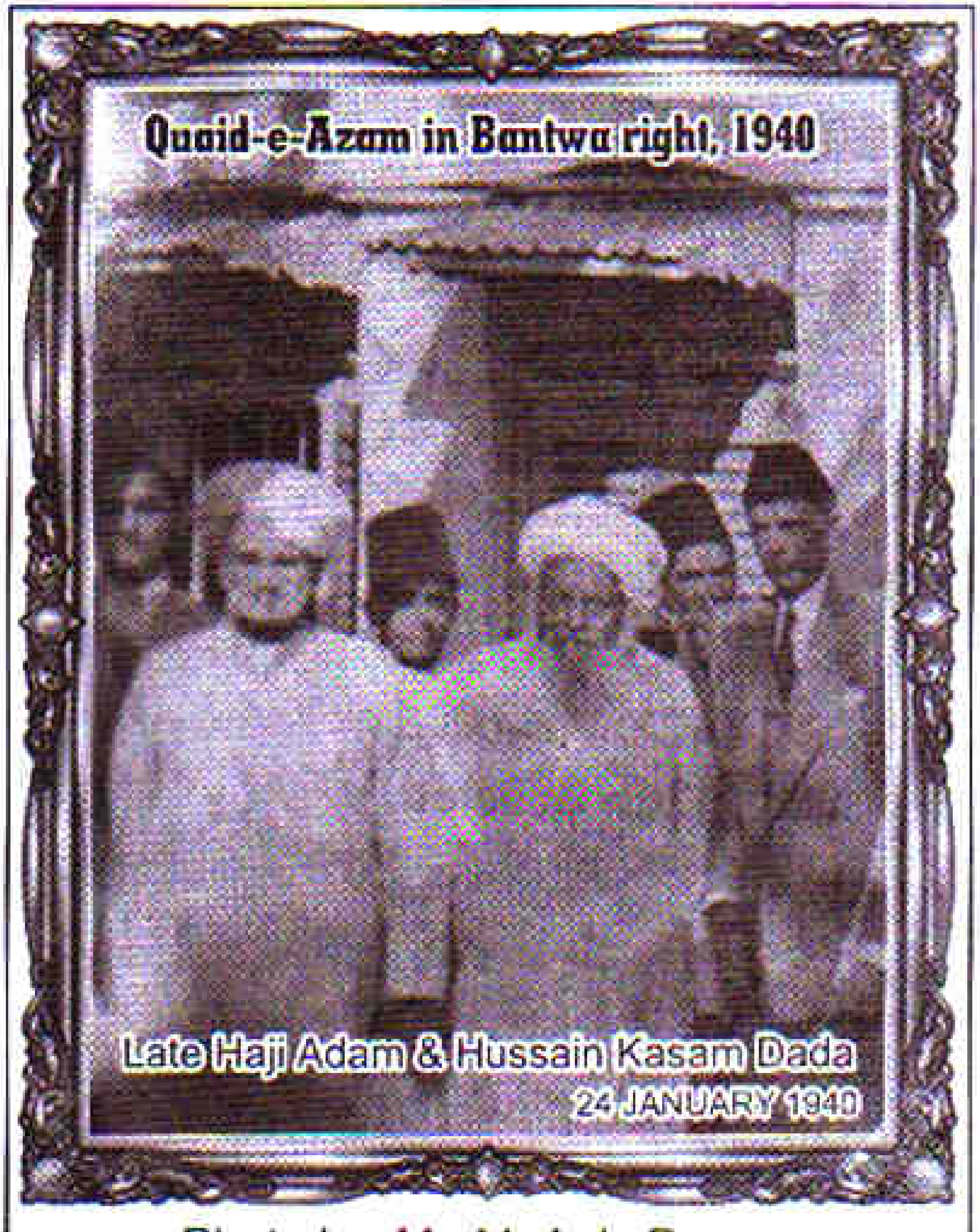

Photo by: Mr. M. Anis Dangra

دوا اور شفا

ہیموفیلیا کا قدرتی علاج۔ فقیری نسخہ

تحریر: حاجی یونس عرفا قائد اوپلیٹا (مرحوم)

مرحوم اپنی زندگی میں دکھی اور پریشان حال مریضوں کو مفت دوائی فراہم کر کے فی سبیل اللہ علاج معالجہ فرماتے تھے۔ مریض شفایابی کے بعد دعاؤں سے نوازتے تھے۔ آپ اس فقیری نسخے کو مستند حکیموں سے بنوا کر مریضوں کو پیش کرتے تھے۔

قرآن مجید میں جہنم کے ایک پودے زقوم کا ذکر آیا ہے۔۔ زقوم کو تھوہر کہتے ہیں۔ یہ ایک زہریلا پودا ہوتا ہے۔ تھوہر کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، ہندی میں اسے سینڈھ کہتے ہیں۔ اس کی پانچ قسمیں پاک و ہند میں عام ہے:

1- ڈنڈا تھوہر   2- ندھارا   3- پھلی تھوہر

4- ناگ پھنی تھوہر   5- چودھارا

ناگ یا سانپ کے پھن سے ملتے جلتے کانٹے دار اس پودے کو چپل سینڈھ بھی کہتے ہیں۔ پنجابی میں یہ چھتر تھوہر کہلاتا ہے۔ انگریزی میں اسے پرکلی پیئر (PRICKLY PEAR)- یعنی کانٹے دار بھی کہتے ہیں۔ ناگ پھنی یا ناگ پھنا کہلانے والے اس پودے کے موٹے اور رس سے بھرے پتوں پر کانٹے بھرے ہوتے ہیں۔ اس کا کانٹا لگ جائے تو باہر نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس میں زہریلا پن ہوتا ہے۔ اس پودے میں ناشپاتی کی طرح ایک پھل لگتا ہے جو پک کر جامنی رنگ کا ہو جاتا ہے۔ یہ پھل بھی کانٹوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

گھبراہٹ (اختلاج) کے لیے انھیں دستانے پہن کر توڑتے ہیں اور گرم راکھ میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح کانٹے ختم ہوجاتے ہیں۔ اس پھل کے کھانے سے گھبراہٹ کے مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ تازہ تحقیق کے مطابق ناگ پھنی کا یہی پھل خون کے دو امراض ہیموفیلیا (HEMOPHILIA) اور THALASSEMIA کا ایک بہت مفید علاج بھی ہے۔ ہیموفیلیا کے مریض کے لیے اس پھل کا شربت پلانا مفید ہوتا ہے۔ پھلوں کے کانٹے دور کرنے کے بعد ململ کے کپڑے میں رکھ کر نچوڑنے سے جو رس نکلے اس میں چینی کی چاشنی ملا کر شربت تیار کرلیا جائے۔ جی چاہے تو اس میں گلاب کا عرق بھی ملالیں۔ اس کے مریض بچوں کو یہ شربت پلانے سے ان کے خون میں سرخ خلیات معمول کے مطابق بننے لگتے ہیں اور بار بار خون دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

استعمال کا طریقہ : تین سال کی عمر تک کے بچوں کو روزانہ ایک ایک چمچہ (چائے کا) دودھ کے ساتھ دن میں تین مرتبہ پلائیں۔ دودھ ہضم نہ ہو تو اس میں سونے کا عرق (ڈل واٹر) ملالیں۔ تین سال سے زیادہ عمر کے بچوں کے لیے یہی شربت دو دو چمچے پانی کے ساتھ دن میں تین مرتبہ دیں۔

Thalassemia کے لیے : اس شربت کے شیشے میں ڈسفرال (DISFERAL) کا ایک انجکشن ملا کر استعمال کرائیں۔ اس کے ذریعہ مریض بچے کے جسم سے فولاد (آئرن) کا اخراج کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں حکومتوں کی جانب سے یہ انجکشن مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ Thalassemia میں فولاد کی مقدار 50 سے 140 ہوجاتی ہے۔ اس شربت میں اس انجکشن کو شامل کردینے سے اس کی تاثیر بڑھنے کے علاوہ اثر دیرپا ہوجاتا ہے۔

فروغ علم کا چراغ

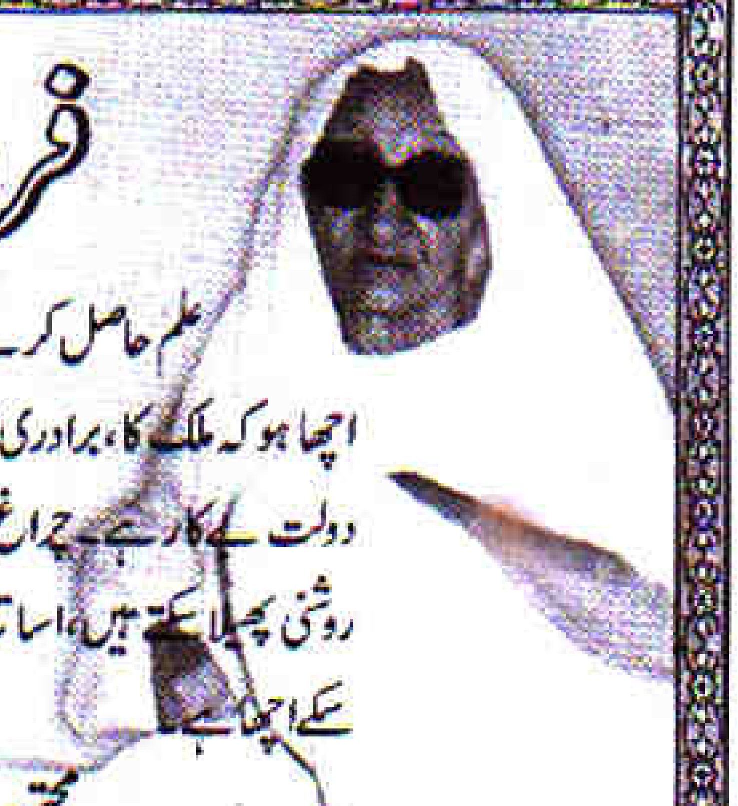

علم حاصل کرنے میں محنت کرو تاکہ دنیا سے اندھیرا ختم ہوجائے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ملک کا، برادری کا بچہ بچہ علم کی دولت سے مالا مال ہوجائے۔ علم کے بغیر دولت بے کار ہے۔ چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ علم ہی سے ہم اپنی برادری میں روشنی پھیلا سکتے ہیں، اساتذہ کے ذریعہ سے جتنی بھی تھوڑی یا بہت علم کی روشنی پھیل سکے اچھا ہے۔

محترمہ خدیجہ حاجیانی کی تقریر سے اقتباس

رونق اسلام گرلز اسکول ناگک واڑہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر

53 سال قبل تحریر کردہ

گردشِ ایام

فلاح انسانی کے شعبے میں

ایک رول ماڈل پاکستانی میمن برادری

ممتاز قانون داں عبدالقادر لاکھانی ایم اے ایل ایل بی (مرحوم) کی ایک یادگار اور اہم تحریر

گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

مضمون نگار کا مختصر تعارف: حاجی عبدالقادر موسیٰ لاکھانی بھاؤنگر کے ایک معزز میمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں میں جب مسلمانوں میں عام تعلیم کا رواج یا شوق نہیں تھا ان کے والد نے انہیں ایل ایل بی کی ڈگری دلوائی اور وہ جوانی ہی میں قوم کی خدمات کرنے لگے۔ وہ بھاؤنگر اسٹیٹ مسلم لیگ کے بانی تھے۔ اس کے بعد وہ آل انڈیا اسٹیٹ مسلم لیگ کے نائب صدر رہے جہاں انہوں نے خطیب ملت نواب بہادر یار جنگ کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ 1943ء میں کراچی میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے کنونشن کے وہ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ مرحوم کاٹھیاواڑ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانی صدر تھے وہ کچھ عرصے کے لئے مجسٹریٹ بھی رہ چکے تھے۔

کراچی میں نومبر 1947ء میں ان کی زیر صدارت میمن برادری کا ایک جلسہ عام ہوا جس میں میمن ریلیف کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اس ریلیف کمیٹی نے بغیر کسی تفریق کے ہر شخص کی بے لوث خدمت کی۔ کراچی میں انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر کے سماجی خدمات میں حصہ لیا۔ وہ میمن ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے ممبر رہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے نائب صدر اور جنرل سیکریٹری کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ علاوہ بارہ سال تک وہ گونڈل واڈ بالائی میمن جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

قانون دان کی حیثیت سے وہ بھاؤنگر میں مجسٹریٹ کے عہدے پر بھی رہے۔ کراچی میں وہ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر تھے۔ آپ نے جمعرات 20 دسمبر 1979ء دوپہر کو انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال پر سندھ ہائی کورٹ کے تمام ججوں نے کورٹ ریفرنس میں حصہ لے کر انہیں خراج تحسین ادا کیا اور اس روز سندھ ہائی کورٹ میں تعطیل رہی۔ ہفتہ 22 دسمبر 1979ء کو سندھ ہائی کورٹ میں ان کے بارے میں فل کورٹ ریفرنس ہوا۔ جس میں ان کی پیشہ ورانہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے جج صاحبان اور وکلاء حضرات نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

قیام پاکستان کا مطالبہ اس بات کا کھلا اظہار تھا کہ برصغیر انڈیا کے مسلمان اپنے لیے ایک ایسا آزاد وطن چاہتے تھے جہاں وہ سچے اور حقیقی

مسلمانوں کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں۔ اسلامی تعلیمات اور دینی احکام پر عمل کر سکیں، سنت کے سانچوں میں اپنے آپ کو ڈھال سکیں جہاں برصغیر کی ہندو اکثریتی برادری کا نہ تو کوئی دخل ہو اور نہ مداخلت۔ پس اس جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان قائم کیا گیا تاکہ اس اسلامی ریاست میں تمام مسلمانانِ برصغیر ایک ملت کی حیثیت سے رہ سکیں اور اپنی زندگیاں اسلامی قوانین کے مطابق گزار سکیں۔

اسلام ذات پات کے نظام کو نہ مانتا ہے اور نہ ہی تسلیم کرتا ہے بلکہ وہ تو نسلی تفریق سے سختی سے منع کرتا ہے۔ یہ بات صریح طور پر واضح ہو چکی تھی کہ پاکستان میں ایک ایسی قوم ایک ایسی برادری آباد ہونی چاہیے جو پاکستان کے دوسرے شہریوں سے الگ اور منفرد ہو۔

ہماری سوسائٹی، ہمارے معاشرے میں ذات پات کی تقسیم اور اس کا نظام نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم ایک ایسے معاشرے ایک ایسی سوسائٹی کے چنگل سے آزاد ہوئے تھے جہاں ذات پات کا نظام صدیوں سے رائج تھا مگر ماضی کے اس معاشرے کی جھلک ہمارے ہاں اب بھی دکھائی دیتی ہے۔ ماضی کی یہ جھلکیاں ہم میں سے آہستہ آہستہ ہی نکلیں گی ایک دم نہیں نکل سکتیں۔ ہم مرحلے وار ہی ان کے اثرات سے آزاد ہوں گے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ماضی کے ہندوؤں والے ذات پات کے نظام کو بہرحال ختم ہونا ہے۔

مگر جہاں تک پاکستان میں آباد میمن برادری کا تعلق ہے تو موجودہ حالات میں ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے۔ میمن ابتدائی اور اصلی طور پر سندھ سے ہجرت کر کے ریاست کچھ، کاٹھیاواڑ اور انڈیا کے دیگر حصوں تک پہنچے تھے۔ غالباً ہجرت کا یہ واقعہ 300 سال یا350 سال (ساڑھے تین صدیوں) پہلے عمل میں آیا تھا۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس دور میں سندھ کے ہندو حکمرانوں نے ان نومسلم میمنوں کو پریشان کیا تھا جنھوں نے دین اسلام کو قبول کر لیا تھا اور اس سے اپنی زندگیوں کو روشن و منور کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہیں اسلام کی صورت میں ہدایت کی روشنی مل گئی تھی اسی لیے انہوں نے اسے قبول کر کے اپنی زندگیوں کو اس کی ہدایات اور تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ چونکہ سندھ میں ہندو اکثریت اور ہندو حکمرانوں کے راج میں ان کے لیے اسلام پر قائم رہنا مشکل ہو رہا تھا اس لیے انہوں نے انڈیا کے دوسرے حصوں کی طرف نقل مکانی کی جہاں کے حکمران بادشاہ اور شہزادے اس ضمن میں بڑی برداشت کے حامل تھے۔

اسی تاریخی پس منظر کے مطابق یہ حضرات اسلامی تعلیمات پر قائم رہنے کے خواہش مند تھے اور حقیقی مسلمان جیسی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف خود اسلامی تعلیمات پر عمل کیا بلکہ اس دین کی تبلیغ و اشاعت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اسلام کی اس تبلیغ کو صرف انڈیا اور [illegible] کے شہروں میں ہی نہیں کیا بلکہ انڈیا سے باہر دوسرے ملکوں اور خطوں میں بھی کیا جہاں وہ گئے پہنچے تھے۔ ان میں درج ذیل علاقے قابل ذکر ہیں: برما، انڈونیشیا، سیلون (سری لنکا)، امریکہ، برطانیہ، افریقہ، مشرق وسطیٰ، جاپان، کینیڈا وغیرہ۔ یہ لوگ دنیا کے دور دراز گوشوں تک بھی پہنچے۔ میمنوں نے نہ صرف وہاں اسلام کی تبلیغ کی بلکہ مسجدیں بھی تعمیر کرائیں اور مدرسے بھی۔ انہوں نے اسکول، کالج، اسپتال اور دیگر سماجی، مذہبی و تعلیمی ادارے بھی قائم کیے۔ یہ لوگ اپنی سخاوت اور فیاضی کے کاموں کے باعث مخیر کہلائے۔ انہوں نے رفاہی، فلاحی و خیراتی ادارے بھی قائم کیے۔

یہاں ذہن میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ میمن رفاہی ادارے صرف میمنوں کے لیے وقف نہیں تھے اور نہ صرف میمن ان سے فیضیاب ہو سکتے تھے بلکہ غیر میمن بھی ان سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ چونکہ ان تمام رفاہی و فلاحی اداروں کا انتظام ڈونرز (مخیر حضرات) کے ہاتھوں میں ہوتا تھا اس لیے ان اداروں کے فوائد سے تمام مسلمان بلا امتیاز رنگ، نسل یا جماعت یکساں طور پر مستفید ہوتے تھے۔ پاکستان میں آج بھی

ایسے سماجی اور فلاحی ادارے موجود ہیں جو میمنوں کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ ان سے مجموعی طور پر تمام پاکستانی فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ان میں سے چند نمایاں نام اور ادارے یہ ہیں۔ داؤد فاؤنڈیشن، آدم جی سائنس کالج، عائشہ باوانی ٹرسٹ وغیرہ۔ اس کے ذیلی ادارے بھی پاکستان بھر میں قائم ہیں۔

میمنوں کو اپنی قدیم اور زریں ثقافت اور اعلیٰ روایات پر فخر ہے۔ ایک تجارتی برادری (بزنس کمیونٹی) ہونے کی وجہ سے اس برادری نے دنیا کے مختلف ملکوں سے اچھی اور مفید روایات اور ثقافتوں کو بھی اپنایا ہے۔ ان ثقافتوں اور روایات کو اسلام کی روشنی اور اس کے خصوصی رنگ نے رسول کریم ﷺ کی اعلیٰ ترین روایات کے سانچے میں ڈھال دیا ہے اور یہ تعلیمات، ثقافتیں اور روایات بے مثال بن گئی ہیں۔

کاروباری اور تجارتی حلقے میں میمن تاجروں اور سوداگروں کو اپنی ایمانداری اور پیشہ ورانہ دیانت کی وجہ سے بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اپنے سماجی رواجوں اور خاندانی روایات کی وجہ سے میمنوں کو توصیفی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جب بھی بااثر سوسائٹیوں میں گھر لینے کی بات ہوتی ہے تو بھی لوگ میمنوں کا پڑوس پسند کرتے ہیں اور ان کے قریب رہنا چاہتے ہیں۔

حالانکہ میمن برادری پاکستان کی دولت مند برادریوں میں شامل ہے مگر اس کے لوگ بڑے منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ ان کا طرز زندگی اور رہن سہن اوسط اور میانہ طبقے والا ہے۔ ایک ملینئر (کروڑ پتی) میمن رفاہ اور فلاح کے کاموں کے لیے لاکھوں روپے کے عطیات دیتا ہے مگر جب آپ اس کے رہنے سہنے کا انداز دیکھیں گے تو وہ بالکل سادہ ہوگا۔ بعض لوگ انہیں کنجوس کہہ سکتے ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ایک سادہ، صحت بخش اور اوسط درجے کی زندگی گزارنے کے لیے خصوصی قسم کی کنجوسی درکار ہوتی ہے۔ ایسی زندگی جو عیش و عشرت اور دولت کی چمک دمک سے خالی ہو اور ساتھ ساتھ یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ ایسے کنجوس افراد لاکھوں روپے انسانی خدمت کے لیے دے دیں۔ یہ کوئی کنجوسی نہیں ہے بلکہ سادہ رہن سہن، سادہ زندگی اور اعلیٰ فکر کی عکاسی ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے بعض میمن نوجوان موجودہ مشکل حالات کی وجہ سے اپنی قدیم، روشن اور زریں اقدار کو بھولتے جا رہے ہیں اور خود ساختہ جدید مغربی طرز زندگی کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان اعلیٰ زندگی گزارنے کی دوڑ میں بزرگوں کے سبق کو بھول چکے ہیں۔ اس میں غلطی ہماری بھی ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہو چکے ہیں اس کے درس ہم نے بھلا دیئے ہیں اور پھر مغربی روایات اور کلچر خاص طور سے غیر ملکی کلچر نے ان نوجوانوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیا ہے۔ آج کی مغربی سوسائٹی اور کلچر کی بنیاد مادی ستونوں پر رکھی گئی ہے۔ آج کے دور میں انسان کے سماجی مرتبے کو اس طرح ناپا جاتا ہے کہ اس کے پاس کتنی کاریں ہیں جبکہ اسلام میں انسان کے مرتبے اور اس کی حیثیت کو دوسرے انداز سے جانچا جاتا ہے۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اس کی تخلیق کا مقصد و منشا یہ ہے کہ یہ اپنے ہی جیسے انسان کے کام آئے۔ اس کی خدمت کرے۔ ان کے لیے فائدے مند ثابت ہو۔ اگر ایک لمحے کے لیے ہم خاموش ہو کر غور کریں اور توجہ سے کچھ دیر سوچیں تو ہم پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ انسان پر آج جو مشکلات آئی ہوئی ہیں اور جن مسائل نے اسے ہر طرف سے اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے، اس کی وجہ مغربی تہذیب و ثقافت کے پیچھے بھاگنا اور دوڑنا ہے۔

ذرا ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہونے والے جرائم کی شرح پر نظر ڈالیں۔ وہاں کی بے ترتیب اور بکھری ہوئی فیملی لائف (خاندانی زندگی) پر غور کریں، وہاں کے نوجوان اور کم عمر بچے جرائم کی طرف راغب ہو رہے ہیں، وہ نشے اور منشیات کے عادی ہو رہے ہیں۔ وہ ہر دوسرا کام

انجام دیتے ہیں جو کسی بھی معاشرے یا سوسائٹی کو تباہ کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

شکر ہے ہمارے اسلامی معاشرے میں ہمارا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہر لمحہ ہماری مدد کرتا ہے۔ امریکہ اور دوسرے مغربی ملک جس خاندانی انتشار اور سماجی برائی میں پھنس چکے ہیں، ایسے میں پاکستانی میمنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کو مغربی ثقافتی یلغار سے بچائیں اور ان کی زندگیوں کو ایک بار پھر اسی قدیم نمونے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جو اسلام نے ہمیں دیا ہے۔ حقیقی اسلامی طرز زندگی کو اپنانے میں ہی ہم سب کی بھلائی ہے۔

میمن حضرات بزنس اور کاروبار میں ترقی کے علم بردار ہیں، انہوں نے صنعت و کاروبار کی بنیاد رکھی ہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی تو حقیقی تعلیمات (اسلامی) کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالا تھا۔ ان کا طرز زندگی منفرد ہے۔ ان کے حقیقی سماجی رویوں نے دنیا کے دیگر لوگوں اور قوموں کے لیے مثالیں قائم کی ہیں۔ بلاشبہ میمن کمیونٹی ایک رول ماڈل پاکستانی برادری ہے۔ اسے دوسروں کے لیے ایک بار پھر رول ماڈل بننا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے کہ ہر پاکستانی اسی مثال پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو بہت جلد ذات پات کی رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ ہم کو ایک پرچم تلے جمع ہو کر آل پاکستان میمن فیڈریشن کو مستحکم کرنا ہے۔ ہمارے اجتماعی مسائل میمن فیڈریشن حل کر سکتی ہے۔ پھر یہ بھی ہو سکے گا کہ پورا پاکستان ایک وسیع و عریض میمن برادری بن جائے گا مگر یہ ایسی برادری ہوگی جس میں اصل روح، اتفاق و اتحاد کے جذبے اور فطری ضرورت ہوگی جو اپنی جماعت سے وابستہ ہو کر اور میمن فیڈریشن سے رابطہ استوار رکھ کر ہم دوسروں سے ممتاز ہوں گے۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں:

شاخ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو ناآشنا ہے قاعدہ روزگار سے

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

بشکریہ: روزنامہ وطن گجراتی کراچی۔ 12 جنوری 1968ء

اپنی بانٹوا میمن برادری کے غریب اور مستحق افراد آپ کے زکوٰۃ، خیرات اور ڈونیشن کے صحیح حقدار ہیں۔

بانٹوا میمن جماعت

کو اپنے عطیات دے کر ہم مستحقین تک پہنچا سکتے ہیں۔

شہد ایک قدرتی ٹانک

ازقلم : سید رشید الدین احمد (مرحوم)

شہد ایک بیش بہا اور بہت ہی مفید شے ہے۔ اس کے بے شمار فوائد اور خصوصیات ہیں۔ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ فوری طور پر اثر کرتا ہے اور انسانی جسم کو طاقت اور صحت عطا کرتا ہے۔ اسلامی دنیا اور اسلامی طب میں شہد کی اہمیت اور اس کی افادیت کو بہت زیادہ تسلیم کیا گیا ہے۔ شہد کو قرآن حکیم میں شفاء للناس کہا گیا ہے۔ آج کی جدید سائنس اور مغربی دنیا بھی اس کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کر چکی ہے۔ جہاں حکماء نے شہد کے بہت سے فوائد بیان کئے ہیں وہیں یورپی ممالک کا ہر دوسرا ڈاکٹر بھی آج کل اپنے مریضوں کو شہد کھانے کی ہدایت کرتا ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں میں شہد کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ آپ ﷺ دودھ اور شہد سے تیار کئے ہوئے حریرہ کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "یہ غذا بیمار کو راحت پہنچاتی ہے۔"

شہد زمانہ قدیم سے انسانوں کے زیر استعمال رہا ہے اور اس کی افادیت ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ قدیم مصری باشندے شہد سے واقف تھے۔ مصر کے ایک شاہی مقبرہ کی کھدائی کے دوران تقریباً چار ہزار سال پرانا شہد دریافت کیا گیا جو کہ ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بھی اپنی اصلی حالت میں موجود تھا اور اس کے فوائد میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ وہ دوائیں جن میں شہد شامل کیا جاتا ہے جلد کو خراب نہیں ہونے دیتیں۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شہد سے بہتر جراثیم کش دوا اور کوئی نہیں ہے، کیونکہ شہد کے اندر کوئی جرثومہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

شہد کا استعمال ہر فرد کی صحت کے لئے فائدے مند ہے۔ چاہے وہ دودھ پیتا بچہ ہو یا کوئی بزرگ ہستی۔ اسی لئے ہر گھر میں شہد کا ہونا ضروری ہے۔ شہد کا مسلسل استعمال چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اور اس سے چہرے کے داغ دھبے صاف ہو جاتے ہیں اور چہرہ بارونق پرکشش بن جاتا ہے۔ بیسن، دودھ اور شہد باہم ملا کر چہرے پر لیپ کر کے ایک گھنٹہ بعد اگر نیم گرم پانی یا صابن سے چہرہ دھو لیا جائے تو چہرہ روشن اور حسین ہو جاتا ہے۔ اس عمل کو روزانہ دو ماہ تک کرنے سے داغ دھبے اور چھائیوں وغیرہ کے نشانات بھی چہرے پر سے بالکل صاف ہو جاتے ہیں۔

شہد کا ذائقہ اگرچہ میٹھا اور شیریں ہے تاہم یہ دوسری میٹھی چیزوں کی طرح وزن میں اضافے کا باعث نہیں بنتا اور نہ ہی اس سے جسم میں چربی پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے استعمال سے موٹاپا دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ایک گلاس نیم گرم پانی میں چمچ شہد ملا کر استعمال کیا جائے تو بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے اور موٹاپا بھی جاتا رہتا ہے۔ لو بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے بھی شہد ایک مفید دوا ہے، خالص شہد ایک کھانے کا چمچہ کھولتے ہوئے پانی میں شامل کر کے اس میں لیموں نچوڑ کر چائے کی طرح پینے سے اس تکلیف میں آرام آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شہد میں شفا رکھی ہے۔ اس کے استعمال سے کوئی بیماری انسان کے نزدیک نہیں آتی لہٰذا شہد عمر میں اضافے کے باعث بنتا ہے۔ شہد آنکھوں کی بیماریوں اور تکالیف کا سد باب کرتا ہے، یہ بینائی تیز کرتا ہے اور آنکھوں میں چمک پیدا کرتا ہے۔ آنکھوں میں اگر خارش ہو یا ان میں کچھ پڑ جائے تو شہد کی ایک سلائی آنکھوں میں لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ صبح ناشتے کے وقت شہد کا استعمال بینائی تیز کرتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے لئے شہد بہت کارآمد ہے، انھیں ٹھنڈ سے بچانے کے لئے شہد دینا چاہئے۔ اگر ابتدا ہی سے بچوں کو شہد دیا جائے تو ان کی نشو ونما بہتر ہوتی ہے۔ نزلہ زکام سے بچاؤ کے لئے بھی شہد کا استعمال مفید ہے۔ لیموں کا رس، ادرک کا پانی، اور شہد استعمال کرنے سے دائمی زکام جاتا رہتا ہے۔ غرض شہد ہر بیماری کا علاج اور ہر مرض کی دوا ہے۔ یہ درد سر دور کرنے، نظام ہضم کو تیز کرنے، کمزوری پر قابو پانے اور یادداشت کو تیز کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔

شہد ایک قدرتی ٹانک ہے۔ یہ قدرت کا شاہکار ہے۔ خالص شہد مصنوعی طور پر تیار نہیں ہوتا۔ شہد تیار کرنے کے لئے شہد کی مکھیاں بہت محنت و مشقت کرتی ہیں تب کہیں جا کر شہد تیار ہوتا ہے۔ شہد کی مکھیاں جگہ جگہ جا کر پھولوں کا رس جمع کرتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایک گرام شہد کے لئے ایک ہزار پھولوں کا رس شہد کی مکھیوں کو چوسنا پڑتا ہے۔ جن پھولوں اور پھلوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں وہ پھول اور پھل، ماہرین کے نزدیک صحت کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں۔ شہد کی اتنی زیادہ افادیت کے پیش نظر شہد کی مکھیوں کی بقا بہت ضروری ہے اور ان کی حفاظت اور افزائش کے لئے مناسب اقدامات کئے جانے چاہئیں تاکہ شہد جیسی نعمت وافر مقدار میں ہم تک پہنچتی رہے۔

مونگ کی دال کے سموسے

اجزاء: چھلکے کی دھلی ہوئی مونگ کی دال ایک پاؤ، پودینہ ایک مٹھی پتے الگ کر کے باریک کاٹ لیں۔ ہرا دھنیا ایک مٹھی، باریک کٹا ہوا، ہری مرچ چار عدد، باریک کٹی ہوئی پیاز درمیانی ڈالی دو عدد، آملیٹ کی طرح کٹی ہوئی، لیموں دو عدد، سموسوں کے پتے دو درجن، سموسے بناتے وقت ہمیشہ ایک چھوٹے پیالے میں دو چائے کے چمچے میدہ تھوڑا سا گیلا کر کے رکھ لیں۔ اس سے سموسے اچھی طرح بند ہو جاتے ہیں۔ تلنے کے لئے تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: مونگ کی دال میں سارا مصالحہ ملا کر لیموں کا رس ملا دیں اور تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیں۔ پانچ منٹ کے بعد تھوڑا مصالحہ لے کر مانڈے میں بھر دیں اور میدے سے بند کر دیں۔ ہلکی آنچ پر ڈیپ فرائی کر لیں۔ مزیدار مونگ کی دال کے سموسے تیار ہیں۔ چٹنی کے ساتھ نوش فرمائیں۔

مزیدار کچوریاں

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، آلو ایک پیالی (ابلے ہوئے) پیاز ایک عدد (چوپ کی ہوئی)، سیاہ مرچ پاؤڈر کھانے کا آدھا چمچہ، نمک حسب ذائقہ، چکن کیوب ایک عدد، ہرا دھنیا کھانے کے دو چمچے (چوپ کیا ہوا)، دودھ کھانے کے دو چمچے، انڈا ایک عدد (پھینٹ لیں)، تیل کھانے کے دو چمچے، میدہ چار پیالی، مکھن ایک چوتھائی پیالی، دودھ ایک پیالی، خمیر چائے کے دو چمچے، نمک چائے کا ایک چمچ، انڈے دو عدد۔

ترکیب: ایک پیالے میں میدہ، مکھن، دودھ، خمیر، نمک اور دو عدد انڈے ڈال کر اسے خوب اچھی طرح گوندھیں پھر دو گھنٹے تک آمیزے کو خمیر اٹھنے کے لیے رکھ دیں۔

فلنگ کے لیے: ایک نان اسٹک فرائی پین میں درمیانی آنچ پر تیل گرم کریں اور قیمہ ڈال کر فرائی کریں۔ سیاہ مرچ پاؤڈر، نمک، چکن کیوب اور ہرا دھنیا ڈال کر چمچ چلائیں۔ قیمے کے گل جانے تک پکائیں پھر اس میں ابلے ہوئے آلو اور دودھ ڈال کر مکس کر لیں۔

کچوریوں کے لیے: تیار کیے ہوئے آمیزے کے چھوٹے پیڑے بنا کر ہتھیلی پر رکھ کر اسے چپٹا کریں اور اس میں قیمے اور آلو کی فلنگ بھر کر کچوریاں بنا کے تل لیں۔ لذیذ کچوریاں تیار ہیں، ٹماٹو کیچپ کے ساتھ سرو کریں۔

سندھی گوشت

اجزاء: گوشت بکرے کا ایک کلو، پیاز تین عدد، ادرک لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچے، دھنیہ پاؤڈر ایک کھانے کا چمچہ، سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچہ، لال مرچ ڈیڑھ چائے کا چمچہ، ہلدی ڈیڑھ چائے کا چمچہ، سرکہ 3/4 کپ، نمک ایک چائے کا چمچہ، سونف ڈیڑھ چائے کا چمچہ، کلونجی ایک چائے کا چمچہ، تیل پکانے کے لئے۔

ترکیب: گوشت پر نمک، ہلدی، دھنیا پاؤڈر، ادرک، لہسن، سرخ مرچ اور سرکہ اچھی طرح لگا کر تقریباً پانچ گھنٹوں کے لئے فرج میں رکھیں۔ دیگچی میں تیل گرم کرکے پیاز بھون لیں۔ دوسری دیگچی میں گوشت ہلکی آنچ پر چولہے پر چڑھا دیں۔ جب گوشت کا پانی آدھا خشک ہوجائے اور گوشت آدھا گل جائے تو تیل مع پیاز، زیرہ، کلونجی اور سونف ڈال دیں۔ ضرورت ہو تو مزید پانی ڈال کر گوشت گلا لیں۔ دم پر رکھنے سے قبل درمیانی آنچ پر سالن بھون لیں۔ مزیدار سندھی گوشت تیار ہے۔ چپاتی کے ساتھ پیش کریں۔

قلفی

اشیاء: دودھ دو لیٹر، کھویا 250 گرام، چینی ایک پیالی، پسی ہوئی الائچی ایک چٹکی، عرق گلاب ایک چائے کا چمچ، پستہ (چوپ) چار کھانے کے چمچ، بادام (چوپ) چار کھانے کے چمچ۔

ترکیب: دودھ کو اتنا پکائیں کہ وہ گاڑھا ہوجائے اور تھوڑا سا اس کا رنگ بدل جائے۔ اب اس میں چینی شامل کرکے اتنا پکائیں کہ چینی حل ہوجائے۔ اس میں پسی ہوئی الائچی، عرق گلاب، پستہ اور بادام ڈال کر آمیزہ ٹھنڈا کرلیں اور سانچوں میں بھر کے فریز کرلیں۔

چکن تکہ بریانی

اجزاء: چکن ایک کلو، سرکہ چار چمچے، لال مرچ ایک چمچہ (پسی ہوئی)، گرم مصالحہ ایک چمچہ (پسا ہوا)، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک چمچہ، کالی مرچ ایک چمچہ، زردائی رنگ پاؤ چمچہ، نمک ڈیڑھ چمچہ، تیل پاؤ کپ۔

مسالہ بنانے کے لیے: دہی ایک کپ، لال مرچ ایک چمچہ (پسی ہوئی)، ہلدی پاؤ چمچہ، دھنیا ڈیڑھ چمچہ (پسا ہوا)، پیاز دو عدد (کٹی ہوئی)، ٹماٹر چار عدد (باریک کٹے ہوئے)، ہرا دھنیا دو چمچے (باریک کٹا ہوا)، پودینہ (پتے) پندرہ عدد، ہری مرچ چار عدد (باریک کٹی ہوئی)، تیل ایک کپ، چاول آدھا کلو (ابلے ہوئے)، ثابت گرم مصالحہ ایک چمچ، نمک دو چمچے۔

ترکیب: چکن کو سرکہ، پسی لال مرچ، پسا گرم مصالحہ، ادرک لہسن کا پیسٹ، کالی مرچ، اورنج رنگ اور ڈیڑھ چائے کا چمچہ نمک لگا کر تیس منٹ کے لیے رکھ دیں۔ پھر فرائنگ پین میں تیل ڈال کر چکن کو بیس منٹ کے لیے پکالیں، یہاں تک کہ چکن گل جائے۔ آخر میں کوئلے سے دم دیں۔

مسالہ بنانے کے لیے: تیل گرم کرکے اس میں پیاز پندرہ منٹ فرائی کرلیں یہاں تک کہ وہ گولڈن ہوجائیں۔ اب اس میں باریک کٹے ٹماٹر شامل کریں۔ ساتھ ہی پسی لال مرچ، ہلدی، پسا دھنیا بھی ڈال کر اچھی طرح بھونیں۔ اب اس میں ایک کپ دہی ڈال کر بھونیں اور چکن کے ساتھ ہرا مسالہ شامل کرکے اچھی طرح مکس کریں۔ پھر الگ سے چاولوں کو دو چائے کے چمچے نمک اور ثابت گرم مسالے کے ساتھ تین چوتھائی ابال لیں۔ آخر میں مسالے پر چاولوں کی تہہ بنائیں اور دم پر رکھیں۔

دلیہ

اجزاء: دلیہ کھانے کے دو چمچے، دودھ ایک پاؤ۔

ترکیب: دلیہ دودھ میں ہلکی آنچ پر دو سے چار منٹ تک پکائیں اور پھر اتارنے سے پہلے چینی ملا کر اسے حل کرلیں۔

سوجی کا حلوہ

اجزاء: سوجی کھانے کے دو چمچے، چینی کھانے کے دو چمچے، گھی یا چکنائی کھانے کے دو چمچے۔

ترکیب: سوجی گھی میں ڈال کر بھونیں کہ وہ سرخی مائل ہوجائے۔ چینی اور ایک پیالی پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر کچھ دیر پکائیں کہ چینی حل ہوجائے اور سوجی گل جائے۔ تھوڑی دیر دم پر رکھیں۔ حلوہ تیار ہے۔

☆ اگر ڈبل روٹی سوکھ جائے تو اس کو دودھ میں بھگو کر اس کی پڈنگ بنائیں۔

استری

بیٹا: امی! ای کپڑوں پر استری کیوں کرتے ہیں؟ ماں: تاکہ کپڑوں کی جھریاں ختم ہو جائیں۔ بیٹا: تو پھر دادی اماں کے چہرے پر بھی استری کر دیں تاکہ ان کے چہرے کی جھریاں بھی صاف ہو جائیں۔

زلزلہ

☆ ماں (بیٹے سے) جلدی اٹھو زلزلہ آگیا ہے۔ بیٹا: اماں زلزلہ کیسے آگیا میں تو دروازہ بند کر کے سویا تھا۔

ثبوت

☆ فقیر: صاحب میری مدد کریں، میرا مکان سامان بال بچے روپیہ پیسہ سب کچھ جل گیا۔ صاحب: مگر اس کا کیا ثبوت ہے؟ فقیر: جناب ثبوت بھی تھا مگر مکان کے ساتھ وہ بھی جل گیا۔

دانت

☆ دکان میں ایک شخص داخل ہوا اور دکاندار سے کہا: آپ نے گارنٹی بیچتے وقت گارنٹی دی تھی کہ جو چیز ٹوٹے گی وہ آپ نئی لگا کر دیں گے۔ دکاندار: جی ہاں میں نے گارنٹی دی تھی۔ بتائیں کیا ٹوٹا ہے؟ میرے سامنے کے چار دانت۔ اس آدمی نے غصے سے جواب دیا۔

عینک

☆ راحیل نے دادی سے پوچھا: دادی اماں آپ عینک کیوں لگاتی ہیں؟ دادی اماں نے جواب دیا: بیٹا اس سے ہر چیز بڑی نظر آتی ہے۔ تو پھر آپ مجھے مٹھائی دیتے وقت عینک اتار لیا کریں۔ راحیل نے معصومیت سے کہا۔

تارے

☆ استاد بچوں سے: اچھا یہ بتاؤ دن میں تارے کیوں نہیں نکلتے؟ ایک بچے نے معصومیت سے جواب دیا: سر وہ سورج کے راستے میں ٹانگ نہیں اڑاتے۔

گھڑی

☆ ماں بیٹے سے: تم نے ڈاکٹر صاحب کی گھڑی کیوں چرائی؟ جبکہ انہوں نے تمہیں دوا بھی مفت دی تھی۔ بیٹا: امی ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ دوا چار گھنٹوں کے وقفے سے کھانی ہے اور میرے پاس گھڑی نہیں تھی۔

سبزی

☆ ایک صاحب سبزی خریدنے گئے۔ سبزی فروش ان کی جانب متوجہ ہونے کے بجائے مسلسل سبزیوں پر پانی چھڑکتا رہا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد وہ صاحب غصے سے بولے: جب سبزیاں ہوش میں آجائیں تو ایک کلو کریلے دے دینا۔

زندہ

☆ ایک پاگل نے دوسرے پاگل سے کہا: میں بچپن میں مینار پاکستان سے گر گیا تھا۔ دوسرے پاگل نے پوچھا: تو پھر تم زندہ رہے یا مر گئے؟ پہلا پاگل بولا: مجھے صحیح طرح یاد نہیں اس وقت میں بہت چھوٹا تھا۔

وکیل

☆ایک وکیل نے اپنے ساتھی وکیل سے کہا: میں نے ایک شخص کو جعل سازی کے مقدمے سے بری کرایا لیکن تمہیں پتا ہے اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟ دوسرے وکیل نے پوچھا: کیا؟ پہلا وکیل بولا: وہ فیس میں مجھے بھی جعلی نوٹ دے گیا۔

امتحان

☆ایک طالب علم دوسرے سے: امتحان کیوں ہوتے ہیں؟ دوسرا: اس لئے کہ جو سوال ہمارے ٹیچر کو نہیں آتے وہ ہم سے پوچھ سکیں۔

پڑوسی

☆ایک پڑوسی دوسرے ہمسائے سے: دیکھئے جناب کل آپ کے بیٹے نے مجھے پتھر مارا تھا۔ دوسرا: کیا وہ پتھر آپ کو لگا؟ پہلا پڑوسی: نہیں میں بال بال بچ گیا۔ دوسرا: پھر پتھر میرے بیٹے نے نہیں مارا ہوگا۔

سونا

☆ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا اور اس سے پوچھا ارے! بڈھے تمہارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بچے سارا گھر خالی ہے جہاں مرضی سو جاؤ۔

سلائی

☆روبینہ جب سلائی کے اسکول سے گھر پہنچی تو والدہ نے لاڈلی بیٹی کی ہمت افزائی کرتے ہوئے پوچھا "ہاں بھئی لاڈلی بیٹی نے کتنی سلائی سیکھی؟" روبینہ نے بڑے ناز سے کہا بس ڈیڈی جیب کاٹنا تو سیکھ لیا ہے، اگلے ہفتے گلا کاٹنا بھی سیکھ لوں گی۔"

سردی

☆ایک بوڑھا آدمی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مجھے جب بخار چڑھتا ہے تو میرا سارا جسم سردی سے کانپتا ہے۔ ڈاکٹر: کیا جب سردی لگتی ہے تو دانت بھی بجتے ہیں؟ بوڑھا مریض: بجتے ہوں گے میں تو رات کو دانت اتار کر الماری میں رکھ دیتا ہوں۔

سنبھال

☆باپ بیٹے سے: "فوراً بتاؤ کوہ ہمالیہ کہاں ہے؟" بیٹے نے جواب دیا "معلوم نہیں۔" دادی جو قریب ہی بیٹھی تھیں فوراً بول اٹھیں: "جبھی تو کہتی ہوں اپنی سب چیزیں سنبھال کر رکھا کرو۔"

نقل

☆ایک دفعہ کمرا امتحان میں ایک لڑکا سامنے والے کے پرچے کو غور سے پڑھ رہا تھا۔ استاد نے کہا: "کیا کر رہے ہو؟" لڑکا (گھبرا کر) جی دیکھ رہا ہوں۔ اس نے میرے پرچے کی نقل تو نہیں کی۔

کل

☆ایک چھوٹا بچہ پہلی بار اسکول گیا چھٹی کے بعد گھر واپس آیا تو ماں نے خوشی سے پوچھا "پڑھ آئے بیٹا؟" نہیں ابی کل پھر جانا پڑے گا۔ بچے نے افسردگی سے جواب دیا۔

گول

☆ایک دفعہ امتحان میں سوال آیا ثابت کرو زمین گول ہے۔ ایک لڑکے نے لکھا کہ عینک لگا کر دیکھ لیں زمین گول ہے۔ ماسٹر نے لکھ دیا کہ "عینک لگا کر دیکھ لیں نمبر بھی گول ہے۔

فیل

☆باپ نے لڑکے کی اسکول رپورٹ پڑھتے ہوئے کہا "حساب میں کمزور، انگریزی میں فیل، سندھی میں صفر، املا خراب جملے غلط آخر یہ سب کیا ہے؟ لڑکا "ذرا آخری سطر پڑھ لیجئے لکھا ہے صحت بہترین۔"

غروب

☆استاد شاگرد سے: "اگر تم مغرب کی سمت مسلسل چلو تو کہاں پہنچ جاؤ گے؟ شاگرد: جناب غروب ہو جاؤں گا۔

کان کا آپریشن

☆ڈاکٹر: مبارک ہو! آپ کے کان کا آپریشن کامیاب رہا۔ مریض: کیا کہا ڈاکٹر صاحب ذرا اونچا بولیے۔

قلب کی بند شریانیں کھولنے کا اکسیر نسخہ

کیا آپ کو دل کا عارضہ ہے؟ ڈاکٹر نے انجیو گرافی یا بائی پاس کرانے کو کہا ہے؟ انجیو گرافی یا بائی پاس کرانے سے پہلے یہ نسخہ آزمائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ ان شاء اللہ شفا ہوگی۔ 14 اپریل بروز ہفتہ کے دن ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ساہیوال جانا ہوا۔ اس کے ایک دن پہلے مجھے دل کے مقام پر ہلکا سا درد ہوا اور پھر کافی دیر تک گھبراہٹ اور گھٹن کا احساس جاری رہا۔ پاک پتن شریف کے خطیب حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی تب انہوں نے کہا کہ میری انجیو گرافی ہوئی تو ڈاکٹروں نے بائی پاس کرانے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹروں نے ایک ماہ کے بعد کی تاریخ دی۔ اس دوران ایک حکیم صاحب نے مجھے مندرجہ ذیل نسخہ دیا جس کا استعمال و تجربہ ایک ماہ تک کیا۔ مقررہ تاریخ پر کارڈیو وی سینٹر لاہور میں سوا دو لاکھ روپے جمع کرا دیئے۔

ڈاکٹروں نے تشخیص کے تمام ٹیسٹ کروائے گئے، دوسرے روز بائی پاس سرجری ہونی تھی۔ یہ تمام ٹیسٹ کی رپورٹیں لے کر تین ڈاکٹروں کا بورڈ منعقد ہوا۔ ایک ماہ پہلے اور مطالعہ کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ انجیو گرافی کرانے کے بعد آپ نے کونسی دوا استعمال کی تھی؟ میں نے ڈاکٹروں کو حکیم صاحب کے دیئے ہوئے نسخہ کی تفصیل سنا دی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی تین شریانوں میں سے دو کھل چکی ہیں۔ یہ نسخہ جاری رکھیں۔ شاید باقی کی ایک شریان بھی کھل جائے گی۔ بائی پاس کرانے کی اس وقت کوئی ضرورت نہیں۔ بائی پاس کے لئے پہلے جمع شدہ رقم واپس لے لی اور گھر واپس لوٹ گیا۔ حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب نے میرے اوپر مہربانی کرتے ہوئے ایک بوتل نسخہ والی دوائی تیار کرکے دی اور نسخہ بھی تفصیلی طور پر سمجھا دیا۔ جو مندرجہ ذیل درج ہے:

1- لیموں کا جوس ...... ایک پیالی　　**2- ادرک کا جوس ...... ایک پیالی**

3- لہسن کا جوس ...... ایک پیالی　　**4- سیب کا سرکہ ...... ایک پیالی**

ان چاروں جوس کو یکجا کر کے ہلکی آگ پر آدھے گھنٹے تک ابالیں۔ جب ایک پیالی کے برابر جوس کم ہو جائے تو چولہے پر سے اتار کر اسے ٹھنڈا ہونے دیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو تین پیالی شہد حل کرلیں۔ اس تمام محلول کو ایک جان کر کے بوتل میں باحفاظت رکھیں۔ روزانہ نہار منہ تین چمچے جوس پئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دل کی جانب جانے والی تمام بند شریانیں کھل جائیں گی۔ یہ نسخہ مجرب اور مابعد اثرات ہے۔ (انوار مدینہ 06)

بشکریہ: جناب غلام فاروق عبداللہ دودھ والا

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم مئی 2021ء ۔۔۔ 31 مئی 2021ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-1	2 مئی 2021ء	شفیقہ بی بی محمد نظیر زوجہ محمد نسیم آکھا والا	78 سال
-2	3 مئی 2021ء	کلثوم عمر یالاگام والا	75 سال
-3	3 مئی 2021ء	یاسمین محمد حبیب دیوان زوجہ محمد انور کلری والا	65 سال
-4	4 مئی 2021ء	محمد سلیم عبدالعزیز سامیلا	55 سال
-5	4 مئی 2021ء	بشیر حسین ڈنڈیا	79 سال
-6	6 مئی 2021ء	انجم عبدالعزیز عثمان کوڑیا زوجہ محمد شوکت عبدالستار جاگڑا	49 سال
-7	6 مئی 2021ء	عبدالعزیز ہاشم یالاگام والا	85 سال
-8	11 مئی 2021ء	زبیدہ عبدالشکور نی نی زوجہ محمد عثمان نی نی	82 سال
-9	12 مئی 2021ء	عبدالغنی حاجی طیب میسوروالا	73 سال
-10	16 مئی 2021ء	محمد رفیق سلیمان دوجکی	66 سال
-11	16 مئی 2021ء	امینہ حاجیانی سلیمان بکیا زوجہ عبدالعزیز سلات	72 سال
-12	16 مئی 2021ء	صفیہ آصف لدھا زوجہ عبدالستار بکالی	60 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
13-	18 مئی 2021ء	یاسمین یوسف آدم موسانی زوجہ محمد زکریا کھاتانی	65 سال
14-	18 مئی 2021ء	سلیم عبدالستار راوڑا	61 سال
15-	19 مئی 2021ء	فاطمہ عبدالعزیز ڈنڈیا زوجہ عبدالمجید بلوانی	80 سال
16-	23 مئی 2021ء	فیروزہ بانو بائی عمر جنگڑا زوجہ محمد اقبال تھاپلاوالا	69 سال
17-	23 مئی 2021ء	محمد عارف محمد احمد جانگڑا	58 سال
18-	24 مئی 2021ء	فریدہ بانو بائی عمر گاندھی زوجہ زکریا لالھیا	75 سال
19-	26 مئی 2021ء	محمد یونس حاجی حبیب داؤد مودی	58 سال
20-	27 مئی 2021ء	دانش یعقوب تیلی	39 سال
21-	28 مئی 2021ء	حاجی ابوطالب جان محمد جانگڑا	77 سال

اپنی روزمرہ زندگی کے لئے پانی کی اہمیت کو سمجھیں
پانی کو احتیاط سے استعمال کرنا ہم سب کا فریضہ ہے
اس کا ضیاع ایک مسئلہ ہے

پانی بھی کیا ہے، ایک گھونٹ میسر نہ ہو تو انسان جان سے چلا جاتا ہے اور اگر یہی پانی سیلابی ریلے کی صورت میں آئے تو سینکڑوں انسانوں کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔ پانی قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔

یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس کا استعمال کیسے کرے۔ پانی کو پینے کے قابل کیسے بنائے اور روزمرہ کے دیگر کاموں میں کیسے استعمال کرے۔ پانی کی کمی اس وقت صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے کئی دیگر ممالک میں بھی بحرانی کیفیت کا باعث بنی ہوئی ہے۔

انسانوں میں پانی کی کمی کے احساس کو اجاگر کرنے کے لیے ہر سال 22 مارچ کو پوری دنیا میں ”عالمی یوم آب“ کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ نے پہلی مرتبہ 1993ء میں 22 مارچ کے دن کو عالمی یوم آب قرار دیتے ہوئے اسے ہر سال منانے کا اعلان کیا تھا۔

کچی منگنی

APRIL 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Raheel Muhammad Asif Muhammad Umer Bhutkia with Aisha Muhammad Ayub Muhammad Hashim	15-04-2021

MAY 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Sharjeel Muhammad Naeem Muhammad Ahmed with Hira Muhammad Jawed Muhammad Silat	22-05-2021
2	☆.....Muhammad Sheroz Muhammad Sohail Muhammad Kasim Polani with Kanwal Noor Muhammad Muhammad Yousuf Sheikh	28-05-2021
3	☆.....Muhammad Hunain Jahangir Ismail Kesodia with Hafiza Komal Abdul Rasheed Abdul Latif Sheikh	31-05-2021

Printed at: **Muhammed Ali -- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. **PH : 32438437**
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

S.NO	NAMES	DATE
8	☆....Muhammad Ubaid Muhammad Shakil Abdul Aziz Darvia with Shenila Jawed Noor Muhammad Haji Ishaq Kukaswadia	23-05-2021
9	☆....Abdul Razzak Muhammad Siddiq Abdul Razzaq Halari with Fizza Humera Khayam Abdul Khaliq Jangda	28-05-2021
10	☆....Muhammad Hamza Muhammad Jawed Abdul Aziz Mota with Afiya Aamir Muhammad Ozri	28-05-2021
11	☆....Usama Hanif Abdul Latif Adhi with Sabeen Dawood Abdul Rehman Khanani	28-05-2021
12	☆....Bilal Muhammad Naeem Haji Abdullah Moon with Fatima Muhammad Usman Muhammad Haroon Khamisa	28-05-2021
13	☆....Muhammad Hammad Muhammad Shehzad Muhammad Qasim Khanani with Aiman Muhammad Rizwan Muhammad Hashim Muhammad Bilal Lohiya	28-05-2021
14	☆....Zain-ul-Abedin Muhammad Rafiq Jan Muhammad Dandia with Iqra Muhammad Anwar Muhammad Ishaq Ghazipura	28-05-2021
15	☆....Fawad Muhammad Anees Muhammad Ahmed Ghadiali with Alishba Sohail Mukhtar Ahmed Yousuf Zai	30-05-2021
16	☆....Muhammad Usama Muhammad Munaf Abdul Sattar Moon with Aliza Muhammad Rafiq Abdul Habib Jangda	30-05-2021
17	☆....Abdullah Muhammad Jawed Suleman Maiya with Aqsa Abdul Aziz Muhammad Moosa Bilwani	30-05-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Mustafa Muhammad Rafiq Ismail Khanani with Ayesha Abdul Aziz Abdullah Sorathia	11-04-2021
11	☆.....Zaid Riaz Muhammad Iqbal Khadiawala with Dania Muhammad Riaz Muhammad Siddiq Mayariwala	18-04-2021
12	☆.....Muhammad Adnan Muhammad Iqbal Ahmed Kabla with Anum Muhammad Hanif Jan Muhammad Bilwani	30-04-2021
13	☆.....Usaid-ur-Rehman Muhammad Imran Jan Muhammad Tejoriwala with Areeba Abdul Ghani Haji Suleman Tejoriwala	30-04-2021
	MAY 2021	
1	☆.....Suleman Muhammad Idrees Abdul Sattar Moti with Ansia Fatima Muhammad Naveed Abdul Razzak Mendha	09-05-2021
2	☆.....Asad Muhammad Idrees Abdul Sattar Moti with Sehra Muhammad Sohail Abu Baker Sheikha	09-05-2021
3	☆.....Ali Muhammad Inayat Hussain Muhammad Yousuf Rathore with Khairunissa Muhammad Rizwan Abdul Sattar Mandvia	16-05-2021
4	☆.....Hamza Zakaria Ismail Marwadi with Haleema Muhammad Rauf Ahmed Bhai Gondalia	16-05-2021
5	☆.....Hassan Saqib Muhammad Iqbal Balagamwala with Maleeha Muhammad Sohail Abdul Majeed Patel	18-05-2021
6	☆.....Abdus Samad Muhammad Rafiq Abdul Rehman Amodi Mamodi with Mariam Muhammad Munaf Siddiq Polani	20-05-2021
7	☆.....Raheel Muhammad Asif Muhammad Umer Bhulkia with Aisha Muhammad Ayub Muhammad Hashim Jandani	23-05-2021

Wedding

APRIL 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Shayan Nadeem Haji Ziker Diwan with Safa Amin Abdul Latif Sherdiwala	01-04-2021
2	☆.....Abdul Haseeb Altaf Ahmed Muhammad Umer Moosani with Areeba Amir Haji Abdul Aziz Dada	02-04-2021
3	☆.....Muhammad Sudais Junaid Abdul Ghani Varind with Hamna Salman Kassim Mohammadi	02-04-2021
4	☆.....Hazala Muhammad Hanif Ahmed Kabia with Marium Muhammad Irfan Abdul Razzak Bilwani	02-04-2021
5	☆.....Muhammad Bilal Muhammad Zaheer Qasim Dojki with Hafsa Muhammad Taufiq Abdullah Kaliya	02-04-2021
6	☆.....Naveed Aba Hussain Muhammad Umer Mitiwala with Suman Muhammad Zubair Usman Sojra	02-04-2021
7	☆.....Zubair Muhammad Hanif Haji Aba Hussain Kodvawala with Anum Muhammad Amin Muhammad Shafi Essani	03-04-2021
8	☆.....Muhammad Hasseb Muhammad Owais Muhammad Siddiq Advani with Saniya Noor Muhammad Wali Muhammad Kandhol	03-04-2021
9	☆.....Abdul Samad Farooq Dr. Muhammad Farooq Haji Ismail Bawadosa with Afifa Abdul Basit Abdul Razzak Khanani	09-04-2021

S.NO	NAMES	DATE
12	☆ Muhammad Umer Muhammad Amin Aba Umer Aaka with Anosha Khalid Muhammad Haroon Chapla	22-05-2021
13	☆ Muhammad Habib Ibrahim Abdul Ghani Dharawadwala with Nadia Muhammad Yousuf Rehmatullah Bharuchwala	22-05-2021
14	☆ Muhammad Qasim Muhammad Arif Haji Qasim Bikiya with Tayyaba Muhammad Siddiq Abdul Ghaffar Javeri	24-05-2021
15	☆ Muhammad Umair Abdul Mateen Abdul Rehman Polani with Khadija Arshad Muhammad Siddiq Chatrasia	24-05-2021
16	☆ Muhammad Moin Mehmood Haji Latif Khanani with Bushra Abdul Rauf Ismail Mahenti	25-05-2021
17	☆ Muhammad Fayyaz AbuBaker Tayyab Tikerwala with Sadaf Muhammad Farooq Noor Muhammad Gader	26-05-2021
18	☆ Muhammad Hammad Muhammad Rafiq Abdul Sattar Billoo with Laiba Muhammad Aamir Haji Abdul Razzak Adhi	28-05-2021
19	☆ Fasih Muhammad Naeem Jan Muhammad Chatni with Yasmeen Muhammad Rafiq Ghulam Azam Punjani	28-05-2021
20	☆ Gul-e-Rehmat Abdul Ghaffar Rehmatullah Piddah with Shifa Kashif Hussain Muhammad Farooq Kodvavwala	31-05-2021
21	☆ Abdul Haseeb Muhammad Sohail Pir Muhammad Afinwala with Khizra Abdul Wahab Muhammad Hanif Bhattari	31-05-2021
22	☆ Muhammad Mudassir Waseem Abdul Ghani Mersia with Irfana Muhammad Shahid Muhammad Yousuf Bhalla	31-05-2021

S.NO	NAMES	DATE
	MAY 2021	
1	☆...Furqan Ghulam Hussain Kassam Ladha with Urooj Muhammad Shaheen Muhammad Ismail Jasdawala	01-05-2021
2	☆...Muhammad Tanzeel Abdul Razzak Hashim Surti with Harmain Abdul Razzak Muhammad Yousuf Jangda	02-05-2021
3	☆...Muhammad Abdan Muhammad Munaf Rehmatullah Bilwani with Hoor Imran Iqbal Kapadia	03-05-2021
4	☆...Usama Toufiq Abbas Patanwala with Areeba Shoaib Jan Muhammad Jangda	06-05-2021
5	☆...Hassan Saqib Muhammad Iqbal Balagamwala with Maleeha Muhammad Sohail Abdul Majeed Patel	06-05-2021
6	☆...Usama Muhammad Imtiaz Abdul Ghaffar Zindani with Rikzah Muhammad Zaid Abdul Sattar Rabdia	06-05-2021
7	☆...Musab Muhammad Irfan Muhammad Ishaq Dungargadhwala with Zainab Rehmatullah Muhammad	07-05-2021
8	☆...Usama Muhammad Altaf Abba Hussain Kodvavwala with Ambreen Muhammad Tariq Abba Umer Pajodwala	09-05-2021
9	☆...Muhammad Ibrahim Muhammad Altaf Abdul Sattar Moon with Sadaf Muhammad Riaz Muhammad Hanif Rawda	19-05-2021
10	☆...Muhammad Aamir Muhammad Haroon Abdul Karim Ghaniwala with Tehreem Irfan Hashim Bijuda	20-05-2021
11	☆...Hammadullah Muhammad Farooq Qassam Kodvavi with Aisha Gul Muhammad Muhammad Qasim Kodvavi	21-05-2021

S.NO	NAMES	DATE
22	☆ Amir Muhammad Anwar Maqsood Mehmood Abdul Rehman with Saima Muhammad Iqbal Rehmatullah Sheikha	10-04-2021
23	☆ Mustafa Muhammad Iqbal Rehmatullah Kapadia with Shifa Abdul Qadir Tar Muhammad Moosani	12-04-2021
24	☆ Ali Raza Muhammad Waseem Muhammad Hussain Adhi with Uraiba Yasin Amanullah Moti	12-04-2021
25	☆ Muhammad Hassan Abdul Qadir Abdul Sattar Tola with Sumaiya Muhammad Shafi Abdul Munaf Motiwala	12-04-2021
26	☆ Muhammad Shayan Muhammad Hanif Haji Habib Ladha with Aisha Muhammad Saleem Haji Tayyab Chikna	13-04-2021
27	☆ Usama Ghulam Qadir Abdul Ghani Mota with Maheen Fatima Muhammad Irfan Abdul Aziz Mesia	15-04-2021
28	☆ Muhammad Shehroz Haji Muhammad Salim Abdul Razzak Mendha with Madiha Muhammad Ali Abdul Razzak Moti	18-04-2021
29	☆ Muheet Sikander Abdul Sattar Otha with Qurratulain Muhammad Sharif Abdul Razzak Silat	20-04-2021
30	☆ Muhammad Bilal M. Zubair Abdul Latif Samegawala with Samia Hashim Abdullah Behra	20-04-2021
31	☆ Awais Abdul Karim Muhammad Ismail Bhuria with Nida Muhammad Anwer Ali Muhammad Abdul Shakoor Khadiawala	24-04-2021
32	☆ Mateen Muhammad Farooq Aba Ali Bilwani with Kanwal Iqbal Hussain Ladha	27-04-2021
33	☆ Usama Ali Raza Muhammad Rafiq Jan Muhammad Jangda with Muskan Muhammad Shahid Abdul Shakoor Dhamdiya	28-04-2021
34	☆ Muhammad Usman Muhammad Yousuf Kassam Dojki with Naima Muhammad Riaz Muhammad Haroon Bhoot	29-04-2021

S.NO	NAMES	DATE
9	☆ Mudassir Mohsin Aba Ali Balagamwala with Nimra Naeem Qasim Khamblawala	03-04-2021
10	☆ Muhammad Anas Muhammad Ishaque Muhammad Ismail Khanani with Urooj Muhammad Amjad Muhammad Anwar Janoo	06-04-2021
11	☆ Abdus Samad Abdul Jabbar Moosa Jangda with Rubiyah Abdul Razzak Jan Muhammad Gogita	06-04-2021
12	☆ Faizan Muhammad Rafiq Abdul Sattar Bhuri with Namra Yasin Aziz Jangda	07-04-2021
13	☆ Muhammad Aun Muhammad Hanif Muhammad Siddiq Lodhawala with Aisha Muhammad Imran Abdul Razzak Kapadia	07-04-2021
14	☆ Muhammad Bilal Muhammad Shakeel Ismail with Mariam Muhammad Irfan Haji Abdul Sattar Chatni	04-04-2021
15	☆ Abdul Muqeem Abdul Sattar Wali Muhammad Kandhol with Aiman Aftab Wali Muhammad Rawda	08-04-2021
16	☆ Muhammad Bilal Muhammad Hanif Abdul Rehman Ghaniwala with Muskan Muhammad Sultan Muhammad Suleman Adhi	09-04-2021
17	☆ Furqan Muhammad Ashraf Haji Moosa Khanani with Tasmena Javed Abdul Razzak Nini	09-04-2021
18	☆ Hamza Sohail Abdul Ghaffar Jangda with Asifa Muhammad Farooq Yousuf	10-04-2021
19	☆ Usama Muhammad Anwar Muhammad Umer with Wareesha Muhammad Anwer Muhammad Hussain Akhai	10-04-2021
20	☆ Muhammad Sadiq Muhammad Samin Muhammad Younus Jamal with Shifa Muhammad Zubair Rehmatullah Vagher	10-04-2021
21	☆ Jawwad Haji Jawed Haji Younus Gung with Iqra Muhammad Siddiq Ahmed	10-04-2021

Engagement

APRIL 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆ Muhammad Fahad Muhammad Junaid Jan Muhammad Dandia with Sarah Ahmed Abdul Aziz Mysorewala	01-04-2021
2	☆.....Abdul Basit Muhammad Saleem Abdul Shakoor with Sumbal Saleem Abdul Ghaffar Bilwani	01-04-2021
3	☆.....Abdullah Imran Ibrahim Kesodia with Anshara Muhammad Aqeel Abdul Aziz Noor Muhammad Dandia	01-04-2021
4	☆.....Abdul Samad Dr. Muhammad Farooq Haji Ismail Bawadosa with Afifa Abdul Basit Abdul Razzak Khanani	02-04-2021
5	☆.....Muhammad Sheroz Muhammad Farooq Abdul Ghaffar with Adeeba Mehran Abdul Jabbar Dojki	02-04-2021
6	☆ Aneeq Ali Muhammad Taufeeq Muhammad Siddiq Dhamia with Aqsa Muhammad Ismail Muhammad Umer	02-04-2021
7	☆.....Muhammad Ali Muhammad Altaf Abdul Ghani Kesodia with Zainab Urooba Farooq Rehmatullah Advani	03-04-2021
8	☆ Muhammad Yousuf Abdul Ghani Ali Muhammad Mota with Zubaida Kanwal Muhammad Quddus Muhammad Yousuf Khadbai	03-[illegible]-2021

ડાહી સાસરે ન જાય
(હઝલ)
અ. મજીદ રઝવી ભાણવડવાલા

આજે માનવી દુ:ખીના દાળીયે દેખાય છે
વિધિની કરૂણતા કેવી લેખ પણ ઊંધા લખાય છે

ઘરમાં છે ટીવી અને વીસીઆરની ભરમાર
છતાં ભાઈ જમાતના દફતરે ગરીબ લેખાય છે

નથી કીધી હજ કે નથી કર્યા ઉમરા કયારેય
પણ પૈસાના જોરે શેઠ 'હાજી સાબ' કહેવાય છે

નથી જેના ચહેરા પર પ્યારા આકાની સુન્નત
મહેફિલોમાં એજ ભાઈ 'આશિકે રસૂલ' કહેવાય છે

કાલે જે ગધેડા પર બેસીને જતા હતા
આજ મોટરોમાં ફરતા ફરતા દેખાય છે

ઘર સામાનની લેતીદેતીનો કેવો વેપાર છે
છતાં સમાજમાં તલ્લાકોની કેવી ભરમાર દેખાય છે

લગ્નપ્રસંગની સાદગીની ભીતરમાં શું છે 'મજીદ'
ડાહી સાસરે ન જાય ગાંડીને શીખામણ દેવા જાય છે

દેશ પાકિસ્તાન ખપે
અબ્દુલ રઝઝાક રૂબી

પંજ દરિયા જો ખુશ-ખુશાલ દેશ પાકિસ્તાન ખપે
ઢીંગલે-મોઈ અનાજ ઊતારેવાળો દેશ પાકિસ્તાન ખપે

અલ્લાહમીયાજી રહેમત વરસે બારે મહિને દેશ મેં
લીલો-છમ ઘટાદાર ધરતીવાળો દેશ પાકિસ્તાન ખપે

ઊંચી ઊંચી પહાડીજી સાંકડી વાંકી-ચૂંકી સડક મેં
દેખાય ચારે-બાજુ કુદરતજો કમાલ દેશ પાકિસ્તાન ખપે

ચારે-કોર નઝર રખનતા પખ્તુન જવાન ખયબરમેં
જીવ હથેલીમેં હંમેશા રખનવાળો દેશ પાકિસ્તાન ખપે

સિંધુજી પાક-જમીન મથ્થે વેઠા આઈન દુર બહાદરો
પીરો-મુરશદજી પુકાર સદા સુણાય દેશ પાકિસ્તાન ખપે

સોનચાંદી હીરમોતીજા ભંડાર છુપેલા બલુચિસ્તાનમેં
ઢંગી ધરતી જા બલુચી જવાનેજો દેશ પાકિસ્તાન ખપે

યાદ કર, ચાર ભાગ જે મીનારે વેઠલ ભા-રઝઝાક
ભુલીજ મા ! બધે કે સંઘરવાળો દેશ પાકિસ્તાન ખપે

બિરાદરીના મુખપત્ર માસિક
'મેમણ સમાજ'
કરાચીને પોતાની જાહેરખબરો આપીને સહકાર કરો
જેથી કરીને બિરાદરીના મુખપત્રને નાણાંકિય
તંગીનો સામનો ન રહે.

નવયુવાનો અને જાગૃતિ

લેખકઃ હાજી મો. ઉમર અબ્દુલ્લાહ તાલુ

કોઈ પણ દેશ અથવા સમાજની પ્રગતિનો આધાર તેના નવયુવાનોના કર્તવ્ય પર રહેલો છે. જે સમાજ કે દેશનો યુવાન વર્ગ પોતાની દરેક ફરજ પ્રત્યે સજાગ હોય છે, તે દેશ કે સમાજ નિશંક પ્રગતિના પંથે હોય છે. સમાજની પ્રગતિ આ વર્ગના સહકાર વગર અશક્ય છે. આ એ જ વર્ગ છે જેના જોશીલા ઉત્સાહ અનેરી ઉમંગ, સામાજીક, તાલીમી તેમજ નૈતિક અને અખ્લાકી ફરજો પ્રત્યેની સજાગતાના કારણે સમાજના દરેક અંગને અનેરૂં બળ મળે છે.

દુનિયાની અનેક મહાન ઘટનાઓ સાક્ષી પૂરે છે કે નવયુવાન વર્ગ છેલ્લી કેટલીક સદીઓથી વિશ્વની એક પ્રબળ શક્તિ રહ્યો છે. એજ નવયુવાન વર્ગના પ્રતાપે ઈ.સ. ૧૯૧૭માં રશિયાની જાલીમ 'ઝારશાહી'ના સિંહાસનો ડોલી ગયા હતા અને આજ વર્ગ થકી ઈ.સ. ૧૭૯૨માં ફ્રાન્સના સામ્રાજ્યવાદના ફૂરચા ઉડી પ્રજાસત્તાક રાજ્યના મંડાણ થયા હતા. એજ નવયુવાન વર્ગની હિંમત વડે અતિ મોંઘવારીથી પીડાતા ઈન્ડોનેશીયામાં સરમુખત્યાર સોકાર્નોની સત્તાનો અંત આવ્યો હતો. ચીનની અત્યારની પ્રગતિની પ્રવૃત્તિઓમાં ત્યાંનો નવયુવાન વર્ગ મોખરે છે. એ ઉપરાંત સિંધનો મહાન વિજેતા મોહંમદ બીન કાસીમ પણ એક નવયુવાન જ હતોને?

આવી પ્રબળ શક્તિઓના પ્રકાશમાં જો પૂરા પાકિસ્તાનના નવયુવાનોને એકકોરે મૂકી ફક્ત આપતાં પૂરા મેમણ સમાજના યુવાન વર્ગ પ્રત્યે દષ્ટિ નાખીશું તો ખરેખર અફસોસ જ થશે કે સમાજ સુધારણામાં અને સામાજીક અને મઝહબી પ્રવૃત્તિઓમાં આ વર્ગનો ફાળો સંતોષકારક નથી. આપણો યુવાન વર્ગ પ્રગતિની કઈ દિશાએ જઈ રહ્યો છે અને તેનું નૈતિક અને અખ્લાકી પતન કેટલી હદે થઈ રહ્યું છે તેનો પુરાવો તેમની વાણી, વર્તન અને પહેરવેશ પરથી મળી રહે છે.

જે નવયુવાનો એક પ્રબળ શક્તિ તરીકે આગળ વધી પોતાના પ્રેરક વિચારો, સચોટ વાણી અને વર્તન થકી ઈતિહાસ સર્જી શકતા હોય છે અને દેશ કે સમાજની બુરાઈઓ અને ખરાબીઓને જડમૂળ થી કાપી તેમાં તબિયાગારક સહાઈ કરી સામાજીક ક્રાંતિ કરી શકવા શક્તિમાન હોય છે એજ નવયુવાન વર્ગ જો સમાજ પ્રત્યે ઘોર ઉદાસીનતા દાખવી રહ્યો હોય તો તેને કઈ ઉપમા આપવી એ મુશ્કેલ છે.

આપણો સમસ્ત મેમણ સમાજ વસાહત, કુરિવાજો, તાલીમ અને બેકારી જેવા અનેક સળગતા પ્રશ્નોથી ખદબદી રહ્યો છે અને આવા સંજોગોમાં પણ આપણો મેમણ યુવાન વર્ગ સાવ શાંત બેઠો છે અથવા બે-ચાર નાનકડા છૂટાછવાયા તાલીમી અને સામાજીક સેવા સંસ્થાઓ પુરતો મર્યાદિત છે. કોઈ મોટા પાયા ઉપર સમાજસેવાની ચળવળ નજરે પડતી નથી.

જો આ વર્ગને એ વાતનો અહેસાસ થઈ જાય કે ખરેખર તેઓ કોમની એક મહાન શક્તિ છે તો એ અશક્ય નથી કે આ વર્ગની હિંમત, મહેનત અને શક્તિઓ વડે સમાજના સંખ્યાબંધ સળગતા પ્રશ્નો ઉકેલાઈ ન જાય. નવયુવાનોએ એ ન ભૂલવું જોઈએ કે સમાજમાં બુરાઈઓ વિરૂદ્ધ અવાજ ઉઠાવવામાં, સમાજ દુશ્મન તત્વોની શાન ઠેકાણે લાવવાની, સમાજની નવા ચીલા પાડવાની પ્રવૃત્તિઓની અને સમાજ સુધારણાના કાર્યો કરવાની પ્રચંડ શક્તિ તેઓમાં રહેલી છે અને જો નવયુવાન વર્ગ કાર્યશીલ બને તો સમાજ પણ આળસ મરડી બેઠો થઈ જશે અને સમાજનો કાફલો પ્રગતિના પંથે કૂચ કરવા લાગશે.

જુનાગઢ (ધોરાજીવાળા) મેમન વોલંટિયર
કોર્પ્સ ૧૯૬૫ના સૌજન્યથી)

સર આદમજી અને નવયુવાનોની તાલીમ

સંકલનઃ ખત્રી ઈસ્મતઅલી પટેલ

* મુસ્લિમ નવયુવાનો અગર યોગ્ય તરીકાથી ઈલ્મની દૌલતથી માલામાલ થઈ જાય તો આપણે પ્રગતિ અને ખુશહાલીની મંઝીલ સુધી પહોંચી શકીએ છીએ. મોહસીને કોમ સર સૈયદ એહમદ ખાનની તાલીમ અને સેવાઓ ઉપખંડના મુસલમાંનો માટે ઘણું મહત્વ રાખે છે.

* હું હંમેશા કહું છું કે ઈલ્મ એક ખાસ વર્ગનો વારસો ન સમજવો જોઈએ. આ દરેક માણસ માટે ન ફકત જરૂરત સમજવી જોઈએ બલ્કે અમીર, મધ્યમ વર્ગ અને ગરીબ વર્ગે પણ મેળવવી જોઈએ અને સમાજમાં ઉચ્ચ સ્થાન પણ મેળવવું જોઈએ. મુસલમાનોએ તાલીમ, ઈલ્મની પ્રાપ્તી ઈલ્મના પ્રકાશન અને આલીમની અઝમતને, તાલીમયાફતાની ઈઝઝત અને ઈલ્મને વધાર્યો, મને મારી ઓછી તાલીમનો અહેસાસ હંમેશા રહ્યો છે."

(પયગામ સામયિક અલીગઢ મુસ્લિમ કોલેજ એપ્રિલ 1944)

* ભવિષ્યમાં તાલીમ વધુ પ્રગતિ કરશે અને તેનો અહેસાસ આપણે હાલની સાયન્સ અને ટેકનોલોજીની પ્રગતિ, ઔધોગિક મશીનરીઓના ઉપયોગથી લગાવી શકીએ છીએ. વેપાર ઉદ્યોગમાં પ્રગતિએ ઉચ્ચ તાલીમના મહત્વને ઉજાગર કર્યું છે. અગર આપણે આપણા બાળકો અને બાળકીઓને દીની અને દુન્યવી તાલીમના ઘરેણાંથી સજ્જ ન કર્યા તો આવનારા સમયમાં આપણી પેઢી આપણને સારી નહીં સમજે. આપણી ફરજ છે કે આપણા સાધનોનો ઉપયોગ કરી કોમના ગરીબ બાળકોને તાલીમ અપાવીએ અને તેમને તાલીમી સાધનો પણ આપીએ. કોમને તાલીમથી સજ્જ જોવી મારૂં સ્વપ્ન છે જે પૂરૂં થશે. આવનારી પેઢી મને ઈલ્મના હવાલે ઈન્શાઅલ્લાહ જરૂર યાદ કરશે."

મુસલમાનોની પ્રગતિ અને બુલંદી માટે દરેક મુસલમાને ઈલ્મના મેદાનમાં આગળ વધવું પડશે. અગર આપણે આપણા ગત ગૌરવભર્યાં ઉચ્ચ સ્થાન અને માન પર પાછા આવવા માંગીએ છીએ તો ઈલ્મની રોશનીથી આપણા બાળકોને મુનવ્વર કરવા પડશે. આપણા પ્યારા નબી (સ.અ.વ.)ની હદીસે પાક છે કે "ઈલ્મ હાંસીલ કરવું દરેક મુસલમાન પર ફર્ઝ છે."

મને પાકો ભરોસો છે કે મુસલમાન કોમ દુનિયામાં ઉચ્ચ મકામ મેળવશે અને પોતાના બાળકોને ઈલ્મનો ચીરાગ આપી પોતાના ઘરોને રોશન કરશે."

(યંગ મેન્સ મેમન એસોસીએશન રાજકોટના આશ્રયે પહેલી સમાજી અને તાલીમી કોન્ફરન્સ 10 ઓક્ટોબર 1931ના ખીતાબમાંથી તારવેલું)

* મેમણ બિરાદરીની નવી પેઢી ભવિષ્યનો નમૂનો હશે. તેની પરવરીશ, તેની તંદુરસ્તી, તેના અખ્લાક કોમની પ્રગિતનો સબબ બનશે અને તે માટે મેમણ બિરાદરીની પ્રગતિમાં સહકાર માટે તેમના બાળકોને તાલીમના મેદાનમાં આગળ વધવું પડશે. સંજોગો કેવા પણ હોય હવે તમારે પાછળ હટવાનું નથી, ભલે તમારી નાણાંકિય સ્થિતિ પરવાનગી ન આપે એટલા માટે તો અમે આપના માટે મેમણ એજ્યુકેશનલ એન્ડ વેલ્ફેર સોસાયટી સ્થાપી છે. તેના મદદ લેવાથી બિલ્કુલ ન ખચકાઓ, તે તમારી પોતાની સંસ્થા છે, તે તમારા પર કોઈ અહેસાન નથી કરતું બલ્કે એક કોમી સેવા કરી રહ્યું છે.

(7 ઓક્ટોબર 1934ના યોજાયેલી પહેલી વાર્ષિક સભા માણાવદર)

(મેમન એજ્યુકેશન એન્ડ વેલ્ફેર સોસાયટીના પ્રમુખ સર આદમજીના પ્રવચનમાંથી તારવેલું)

સચ્ચી હકીકત સમજી સમજીને

હાજીભા મોહંમદ હુસેન મેમણ
ધ્રોલ (ગુજરાત-ભારત)

જીરા જીરે જાણી નાહકાણા જીન્કે સમજી સમજીને
દુન્યાકે આવ્યા ખુબ યાદ દુનિયાથી વીની વીનીને

મર્યા પાણીજે બો-ઘૂંટ વિના ઈ ટંગા ઘસી-ઘસીને
આરસી તખ્તી લગી કુવેતે યાદી ઉનજી કરી-કરીને

મજુરી કરનમેં 'ભણતર' નીસીબ જીન્કે ના-થી શકયો
કરીને સખાવત રખ્યું 'કોલેજ' તે નામ ઉન્જા લીખી લીખીને

બો-રોટીજા શાંશા સબળકા હુવા જીન્કે ઈન્જી જીંદગીમેં
જારત-ચહેલમજી મીઠાઈ ખવાણી સવાબ ઉન્કે ગણીગણીને

હયાતીમેં હમદર્દ મુશ્કુરાઈ નાશકયો ઉન્જે ઉદાસ મુંહ સામે
પછી છાતીકુટીને પોકું મુકયું નામ ઈન્જો ગીની ગીનીને

શાબાશીજા બો-બોલ સુંણના, નાહુવા જીન્જે તકદીરમેં
વારસદારોકે મેડલ ડેવાણા વખાણ ઉન્જા કરી કરીને

પુરી જીન્દગી ફેંકયું પત્થર ઉન્તે બેહદ નફરતથી
બો ફૂલ મૂકયું કીબરતે ઉન્જી વીણી વીણીને

ટીકા-ટીપણજે ઝેરી તીરથી વીંધ્યું, ઉન્કે હર હાલમેં
પઢયું બો કલમા ખંભે જનાઝો ઉન્જો રખી રખીને

ઈન્તેજાર મીઠે આવકારજો હુવો જીન્કે જીરા-જીરે
રંગીન છબીયું વડી, દિવાલે ટીંગાણી ઈન્જી મઢી મઢીને

કવેણજી કારમી બંદુક-ગોલી ધરબાણી જીન્જે સીનેમેં
પુજાણા ચોકમેં સંગે મરમરી પુતલા ઉન્જા રખી રખીને

જીન્કે સમજી ના શકી દુન્ય! જીરે-જીરે ઉન્જી કદર ના-કરી
કુદરત કીતાબમેં રખી પુરો હિસાબ ઉન્જો ગણી ગણીને

પાંજી નિજર સામે આયંજે હાજર ઉન્જી સુણું દિલજી પુકાર
'હાજીભા' કદર પ્યાલેમેં ઉમંગ પીરાયું ઉન્કે ભરી ભરીને

ગાલીયું

ઈસ્માઈલ દરવેશ (મહુમ)

દુનિયા જહાનમેં જીતરી ગાલીયું થીયનતીયું ઈતરો લીખાજે ન તો ઈતરો કમકાજ ભી નતો થીયે. ગાલીયું તરહ તરહજી વેનતીયું. ખરાબ ગાલીયું, સારી ગાલીયું, કળવી મીઠી ગાલીયું, જોરસે, આસ્તે, નરમીસે, તેજીસે, ગુસ્સે સે, બેપરવાઈસે, સમજસે, બે સમજીસે, થીયાજ કરનતીયું ગાલીયું. સુખ-દુઃખજી, ફીકર પરેશાની જીયુ, બીમારી જીયુ, દવા-દારૂજી, ધંધે-રોજગાર જીયુ નોકરી-ચાકરી જીયુ, અચાન વીનન જીયુ, ખેલ કુદન જીયુ, સરકાર જીયુ ચમાર જીયુ, ચોરી જીયુ, પોલીસ જીયુ, ગુનાહ જીયુ, બેગુનાહ જીયુ, નેકીજી, બદી જીયુ, અઝાબ જી સવાબ જીયુ, અકકલ જી કમ અક્કલ જીયુ હર વખત થીયા જ કરનતી.

પીડજી, બેજી ગાલીયુ, કોમજી, ગેરકોમ જીયુ, મીલન જીયુ, જુદાઈ જીયુ, પળહન લીખન જીયુ, ઘર જીયુ, દુકાન જીયુ, અંદર જીયુ, બહાર જીયુ, ખોટી ગાલીયુ, સચ્ચી ગાલીયુ, બકવાસ ગાલીયુ, ઠગનજી, ઝગળેજી, હવસજી, હસદજી, બળાપેજી, ઈમાનદારીજી, બેઈમાનીજી, ઈન્સાફ જીયુ, શયતાન જીયુ, જાનવરેજી, કીળે-મકોળેજી, ગાલીયુ, હીડઃજી ઊડાજી જંગલ બયાનબાનજી, શહેરજી, ગાઉંજી ગાલીયુ, સમજાણવાળીયુ, નાસમજી ગાલીયુ, ચઢતી પડતી દી રાતજી, મોસમ મથે ગાલીયુ, વડેજી નીડજુ નીડેજી વડીયુ ગાલીયુ, સવાલ ગાલીયુ, જવાબ ગાલીયુ, સલામ ગાલીયુ, ગા ગાલીયુ, બચપન બુઢાપો, જીવન મરણજી ગાલીયુ, છુટક ગાલીયુ, ચેન બેચેન દિલ કે લગનતીયું શાંત-અશાંત ગાલીયુ, ઓળખાણ ગાલીયુ, કુદરતજી ગાલીયુ, અમીરી ગરીબીજી, નસીબ, દોલતજી, ઘર સામાનજી ગાલીયુ, જાત જાત અજબ ગાલીયુ, કપડે ફેશન જીયુ જોડે ટોપી જીયુ ગાલીયુ, સુનન જીયુ, નાસુનન જીયુ, ભેટ ભરેલી ગાલીયુ, રેડીયોજી છાપે જીયુ, ટીવીજી નાચ ગાને ફુઝુલ ખબરેજી ગાલીયુ, ખબરૂ ખુદ ગાલીયુ, શાદી બીયાહ દાવત મોત મૈયતજી ગાલીયુ, ધણી બાયડેજી છોકરે છોયેજી ગાલીયુ, ઈસ્કુલ કોલેજ, ઈસ્પીતાલજી ગાલીયુ, દુકાન જીયુ જુલમજી ઈન્સાફ જીયુ બેઈન્સાફજી ગાલીયુ, ઈલ્મ હુન્નરજી ગાલીયુ, જલ્સે જુલુસજી ગાલીયુ, ઈસારે ગાલીયુ હર વખત ગાલીયુ, સોચમેં ખ્યાલમેં ગાલીયુ, યાદમેં ગચેમેં ફીરનતીયુ ગાલીયુ, હર એક ઈન્સાન જીયુ હેવાન જીયુ, પખી જીયુ ગાલીયુ, રાળા રાળ ગાલીયુ, ધીરજાનવાળી ગાલીયુ, રૂરાનવાળીયુ ખીલાનવાનવાળીયુ, ગાલીયુ, વાહ વાહ હાય હાય ગાલીયુ, ઝબાન સે નીકળતીયુ બેકાબુ ગાલીયુ, જેન્હે જુડો ખપે એવી ગાલીયુ કરે શકે તો ને મીળી મથે કરે શકેતો.

દરવેશ તું ચુપ થી વીન
ચુપ થી વીન

બિરાદરીના જરૂરતમંદોની ઉન્નતિ માટે ઝકાતની રકમ બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.)ને આપવા ગુઝારીશ છે.

કુરિવાજો અને આપણો સમાજ

લેખક: નસીમ ઉસ્માન ઓસાવાલા

એ હકીકત છે કે આપણી બિરાદરીમાં ઘર કરી ગયેલા કુરિવાજો બદરસ્મોની નાબૂદી માટે જમાત તરફથી હંમેશા પ્રયાસો થતા રહે છે, કારણ કે જમાતના મૂળભૂત હેતુઓ પૈકીનો એક હેતુ સમાજ સુધારણાનો છે.

પાકિસ્તાનમાં જમાતની સ્થાપના પછી અત્યાર સુધી જમાતે અનેકવાર સમાજ સુધારણાના પ્રયાસો કર્યા છે, અને જમાતીઓની માંગણી, લોકલાગણી અને સમયના પ્રવાહને અનુરૂપ સામાજિક ધારાધોરણમાં અનેકવાર સુધારા-વધારા કરી બદરસ્મો પર અંકુશ મૂકયા છે અને બદરસ્મોની નાબુદી કાજે તેના પોષક તત્વો વિરૂદ્ધ ઝુંબેશ હાથ ધરી જમાતી ધોરણે પગલાં લીધા છે અને દંડ રૂપે શિક્ષાઓ કરી છે.

દર વખતે જ્યારે પણ બાંટવા મેમણ જમાતે નવા ધારાધોરણોને અમલમાં લીધા ત્યારે જમાતી ભાઈ-બહેનોનો સાથ-સહકાર મળતો રહ્યો, પરંતુ સમયના વહેવા સાથે કુરિવાજોના પોષક તત્વોની દોરવણી થકી જમાતી ધારા પ્રત્યે બેદરકારી દાખવવી શરૂ કરાતી રહી અને ધારાધોરણથી બચવા નિતનવી યુક્તિઓ અજમાવાતી રહી.

જમાતે ધારાભંગ રોકવા સગાઈ તપાસ કમિટી, એકશન પેનલ ધારાભંગ કમિટીઓ વિગેરેની રચના કરી, તેમ ધારાભંગના રિપોર્ટ નોંધાવવા જમાતી ભાઈ-બહેનોને અનેકવાર અપીલો કરી એટલું જ નહીં પણ ધારાભંગના રિપોર્ટ નાખવા જમાત દફતરે અને જમાતખાના પર પેટીઓ રાખી, પરંતુ કહેવા દો કે આ કોમી ફર્ઝ બહુજ જુજ ભાઈ-બહેનોએ અદા કરી.

હકીકત એ છે કે સમાજ સુધારણા માત્ર વાતો, તકરીરો, ટીકાઓ કે ટીકાત્મક પત્રિકાઓ દ્વારા થઈ શકતી નથી એ માટે કોમી ફર્ઝની અદાયગી અને સાથોસાથ અમલની બેહદ આવશ્યકતા હોય છે. જમાતના પ્રયાસો જમાતીઓના સહકાર વગર કામ્યાબ થશે એ સમજવું એ ભૂલભરેલું છે. સામાજીક ઈસ્લાહ હર કોઈ પોતાના આંગણેથી કરે. જમાત તરફથી થતા પ્રયાસોમાં સાથ-સહકાર આપે. ધારાભંગ રોકવા માટે જદ્દોજેહદ કરે તોજ જમાતને સફળતા પ્રાપ્ત થવા પામે અને સમાજ બદરસ્મોથી પાક થઈ શકે.

જમાત સામાજીક સુધારણા માટે જે કંઈ પ્રયાસો કરે છે તેમાં જમાતી ભાઈ-બહેનોનો સંપૂર્ણ સાથ, અમલી સહકાર જરૂરી છે, આ સર્વ હકીકતની રોશનીમાં આ સળગતા પ્રશ્નોની ચર્ચા કરવા અને કુરિવાજોની નાબુદી માટે બાંટવા મેમણ જમાત તરફથી જમાતી ભાઈઓ અને બહેનોની જાહેર સંયુકત સભા યોજવાની આવશ્યકતા છે.

હય્ય અલલ ફલાહ

પ્રેષક : મોહંમદ શફી ગાંધી

જીવનમાં દરરોજ પાંચ વખત ગગનચુંબી મિનારા ધરાવતી મસ્જીદમાંથી ઊંચા અવાજે આપણે નિયમિત સાંભળીએ છીએ 'હય્યા અલલ ફલાહ' ભલાઇ તરફ તરફ દોડો !

'ફલાહ' એટલે કામ્યાબી-સફળતા-ભલાઇ માણસની ભલાઈ માટેની આ દાવત સતત પાંચ પાંચ વખત છૂપી રીતે નહીં, પરંતુ જાહેરમાં મોટા અવાજે સંભળાવવામાં આવે છે. સાદ પાડીને પોકાર કરીને માણસને પોતાના ભલા માટે આવવા દાવત-આમંત્રણ આપવામાં આવે છે.

આજે તો આપણે જોઇએ છીએ કે ચો'મેર માણસ હેરાન-પરેશાન જણાય છે. માણસ શાંતિની અને ભલાઇની શોધમાં માર્યો માર્યો ફરતો જણાય છે. સુખચેનની શોધમાં રહે છે. અમન-શાંતિ મેળવવા માંગે છે. હું માનું છું કે તમે પણ તેઓમાંના એક છો ! તમને પણ તમારી ભલાઇની તમારી તરક્કી-પ્રગતિની અને શાંતિની શોધ છે. તમને અને તમારા બધા દોસ્તોને હું પ્રેમસાથે પૂછીશ કે હય્ય અલલ ફલાહ-ભલાઈ માટેની આ દાવતને લબ્બૈક ક્યારે કહી ? આ દાવત આ ભલાઇભર્યો અવાજ સાંભળી તે મેળવવા, પામવા મસ્જીદમાં ક્યારે ગયા ? અથવા જાવ છો ? ખરા ? તમારા ઘરવાળા, મોહલ્લાવાળા અને મિત્ર સમુદાય ક્યારે મસ્જીદે ગયા ? તમારા ગામના સરપંચ, મામલતદાર, શહેરના વકીલ, ડોક્ટર, ઈન્સ્પેક્ટર, ડેપ્યુટી જજ, ખાનબહાદુર અને એન્જીનીયર એ બધા આ પયામે રહેમત સાંભળી કેટલીવાર પોતાની કચેરી કે કાર્યાલય છોડી, મસ્જીદમાં ગયા ? તેઓ બધા પોતાની રોકાણ. પ્રવૃત્તિ, ગપસપ, ખેલકૂદ અને લખવા-વાંચવાનું થોડીવાર મુલ્તવી કરે છે ખરા ? ફલાહનો અર્થ દરેક પ્રકારની ભલાઈ એવો થાય છે. અરબી ભાષાના શબ્દકોષ-ડિક્ષનરીમાં ફલાહ શબ્દ ઘણો વિશાળ અર્થ ધરાવતો શબ્દ છે. તેના જેવો આટલી બધી વિશાળતા ધરાવતા અર્થવાળો બીજો કોઈ શબ્દ નથી.

હય્ય અલલ ફલાહ શબ્દમાં આલોક-પરલોક એટલે કે દુનિયા અને આખેરતની ભલાઈ સમાયેલી છે. આ શબ્દ તમારી દુનિયાની ભલાઇની જવાબદારી સાથે આખેરતની ભલાઇની જવાબદારી પણ લે છે. તમને તે અહીં પણ શાંતિ-ભલાઇ અપાવશે અને આવતી જિંદગીમાં પણ ! તમે તો દરરોજ ઊઠતાં-બેસતા આ પોકાર સાંભળો છો. તમારા ઘરો, દૂકાનો, કારખાના, ઓફિસો અને કચેરીઓમાં બધે-બધ તે સંભળાય છે એનો આવાજ તમારી કોલેજો અને કોર્ટો સુધી સંભળાય છે. આ સાંભળીને તમારા પગ મસ્જીદ તરફ ઉપડે છે ખરા ? મજબૂત અકીદા-યકીન અને પાકા મનોબળ સાથે નહીં તો અમસ્થા કસોટી-ખાત્રી કરવા ખાતર પણ મસ્જીદ તરફ જાવ છો ખરા ? પોતાના સુખચેન, ભલાઈ, પ્રગતિ અને શાંતિની વાંચ્છના અને શાંતિની શોધમાં દરેક જણ રહેતો હોય છે. તે માટે તમો બધા અંજુમના સ્થાપો છો, કમિટીઓ બનાવો છો, શાંતિ સમિતિઓ રચો છો, કોન્ફરન્સો ભરો છો, ઠરાવો પાસ કરો છો પરંતુ જરા એ વિચાર્યું છે ખરૂં કે તમો શોધો છો એ કિંમતી ખજાનો પામવા તમને સામે ચાલીને બોલાવવામાં આવે છે. તમો તેની શોધ સભાઓમાં, અખબારોમાં, પુસ્તકોમાં અને મિત્ર સમુદાયમાં ચલાવો છો પરંતુ તમોને જેની શોધ છે એ તો નજીકની મસ્જીદમાં જ પહોંચી જવાથી સરળતાથી મળી શકે તેમ છે. તેનો બુલંદ અવાજે તમને યાદ પણ અપાય છે.

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia

Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

June 2021 Zilqd 1442 Hijri - Year 66 - Issue 06 - Price 50 Rupees

હમ્દે બારી તઆલા

રફીક ગોંડલ્વી (મર્હુમ)

કોઈ તારાથી વધુ સુંદર નથી
તારા વિણ દિલમાં કોઈ દિલબર નથી

તારી રહેમત પર નઝર છે યા ખુદા
તારી રહેમતથી કોઈયે પર નથી

સબ્રના ને શુક્રના અંદાઝમાં
ફરિયાદનો કહેતો કદી અક્ષર નથી

આંખથી અશ્રુ વહાવું ના કદી
રોઉં છું પણ આંખ થાતી તર નથી

આશીકોથી થાય ના ફરિયાદ પણ
ખુદ્દાર છું, મારા સુધી કાયર નથી

હું બની કંટક રહું છું ફૂલમાં
મારું જીવન ફૂલથી કમતર નથી

કાં સઝાઓથી ડરાવો શેખજી,
એની રહેમત શું ભલા ! સદ્ધર નથી ?

આરામમાં તે આરામમાં જીવી ગયો,
તો જીંદગીનું કાંઈ શું વળતર નથી

સીના માટે આખરી મંઝિલ 'રફીક'
ગોદ, માટીથી કોઈ બહેતર નથી

ના'તે રસૂલે મકબૂલ (સ.અ.વ.)

'નાઝ' બાંટવાવી (મર્હુમ)

બારમીનો ચાંદ જ્યારે આભ પર દેખાય છે
ઝુલ્મને બાતિલમાં હકની રોશની ફેલાય છે

કોઈ મારી ભાગ્ય રેખાની પરીક્ષામાં જુએ
બંધ આંખે રોઝએ અકદસના દર્શન થાય છે

પળ મહીં એને ઉકેલે છે ગુલામે મુસ્તુફા
પ્રશ્ન હો ગંભીર કેવો પણ ન તે અટવાય છે

ગર્વ છે મુજને રસૂલે પાકનો આશિક છું હું
અંધકારોમાં મને તો રોશની દેખાય છે

હું નબીના ઝીક્રમાં એકાગ્ર જ્યારે થાઉં છું
મારી કોરેમોરે વાયુ ખુલ્દનો વર્તાય છે

ઉમ્મતે એહમદનો દાવો ને હૃદયમાં છળકપટ
આજના દંભી જગતમાં કલમાઓ વેચાય છે

આ કરમ અલ્લાહનો એના ઉપર કંઈ કમ નથી
'નાઝ' સુલ્તાને મદીનાનો ગદા કહેવાય છે